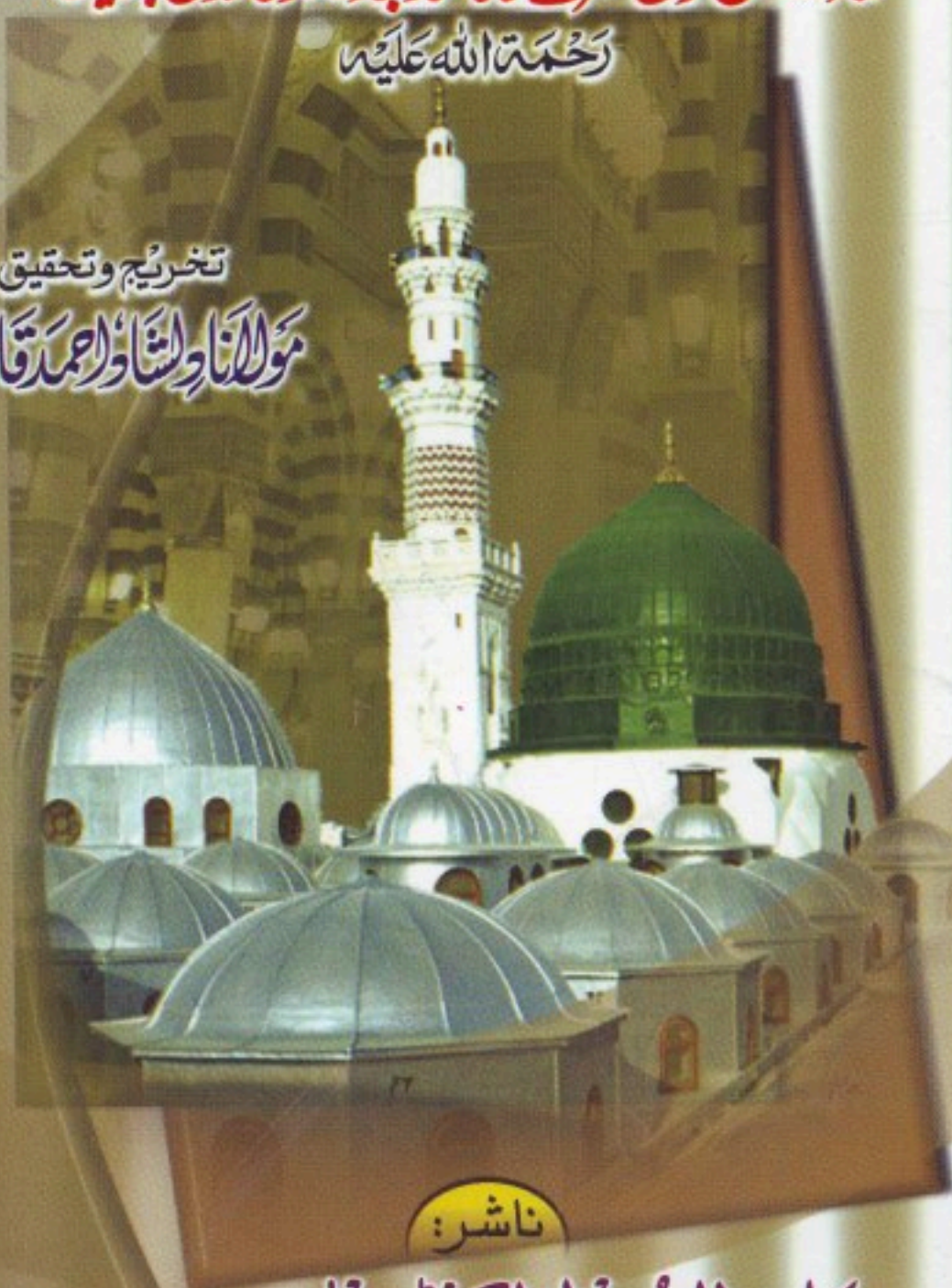


عقائد اہل سنت

نبیرۃ فیض سول حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا

تخریج و تحقیق
مولانا و شاد احمد قادری



ناشر:

تاج الفحول لکچرری بدایون

عقائد اہل سنت

نبیرہ فضل رسول حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی

تخریج و تحقیق

مولانا دلشاد احمد قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ
سلسلہ مطبوعات (۲۹)

| | | |
|-----------------|---|---|
| ☆ کتاب | : | عقائد اہل سنت |
| ☆ تصنیف | : | حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی |
| ☆ تخریج و تحقیق | : | مولانا دلشاد احمد |
| ☆ طبع اول | : | نظامی پریس بدایوں، ۱۹۴۴ء |
| ☆ طبع جدید | : | ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ / نومبر ۲۰۰۸ء |
| ☆ تعداد | : | گیارہ سو (۱۱۰۰) |
| ☆ کمپوزنگ | : | عثمانیہ کمپیوٹرز مدرسہ قادریہ بدایوں |
| ☆ ناشر | : | تاج الفحول اکیڈمی بدایوں |
| ☆ تقسیم کار | : | مکتبہ جام نور، ۴۲۲ ٹیا محل جامع مسجد دہلی |
| ☆ قیمت | : | |

رابطے کے لئے

TAJUL FAHOOL ACADEMY

Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mahalla, Budaun-243601 (U.P.) India

Phone : 0091-9358563720

انتساب

برادر بزرگ

مولانا ارشاد احمد قادری آنولوی مرحوم و مغفور

ولادت ۱۹۷۶ء وفات ۱۹۹۷ء

(فاضل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں)

کے نام

جو صرف ۲۱ سال کی عمر میں ہمیں سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

رحمة الله عليه رحمة واسعة

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

دلشاد احمد قادری آنولوی

خادم مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف

جشن زریں

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے
شوال ۱۴۲۹ھ / مارچ ۲۰۱۰ء میں تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ
خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو پچاس سال مکمل ہونے جا رہے ہیں، ان پچاس برسوں میں
اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد و ہدایت، اصلاح و ارشاد، وابستگی کی دینی اور
روحانی تربیت اور سلسلہ قادریہ کے فروغ کے لئے آپ کی جدوجہد اور خدمات محتاج بیان نہیں، آپ کے
عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ
ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی
نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہیں۔

بعض وابستگان سلسلہ قادریہ نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر نہایت نزک و احتشام سے ”پچاس
سالہ جشن“ منایا جائے، لیکن صاحبزادہ گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد خانقاہ قادریہ
بدایوں) نے فرمایا کہ ”اس جشن کو ہم ’جشن اشاعت‘ کے طور پر منائیں گے۔ اس موقع پر اکابر خانوادہ
قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کی پچاس کتابیں جدید آب و تاب اور موجودہ تحقیقی و اشاعتی معیار کے مطابق
شائع کی جائیں گی، تاکہ یہ پچاس سالہ جشن یادگار بن جائے اور آستانہ قادریہ کی اشاعتی خدمات کی تاریخ
میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو۔ لہذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت و سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی کی
نگرانی میں تاریخ ساز اشاعتی منصوبہ ترتیب دیا گیا اور اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کر دیا گیا، اس اشاعتی
منصوبے کے تحت گزشتہ دس ماہ میں ۱۳ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اب تاج الفول اکیڈمی منصوبے کے
دوسرے مرحلے میں ۱۵ کتابیں منظر عام پر لارہی ہے، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ حضرت صاحب سجادہ (آستانہ قادریہ بدایوں) کی عمر میں برکتیں عطا
فرمائے، آپ کا سایہ ہم وابستگان کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ تاج الفول اکیڈمی کے اس اشاعتی منصوبے کو
بحسن و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچائے اور ہمیں خدمت دین کا مزید حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم قادری

جنرل سکریٹری تاج الفول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

فہرست مضمومات

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|---|------|--|
| ۵۳ | حضور کے خدام بھی شفاعت کریں گے | ۸ | ابتدائیہ |
| ۵۴ | حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | ۱۱ | مولانا عبدالحامد بدایونی - |
| ۵۵ | قرآن کریم اور حیات بعد الموت | | حیات اور قومی و ملی خدمات |
| ۵۶ | علمائے متقدمین کا حیات النبی کے مسئلہ میں عقیدہ | ۲۹ | تقریظ - حضرت عاشق الرسول بدایونی |
| ۵۸ | ابن تیمیہ امام الوہابیہ کی رائے | ۳۰ | تقریظ - مفتی ابراہیم قادری |
| ۵۹ | مسئلہ حیات النبی پر احادیث مقدسہ | ۳۱ | تقریظ - مولانا قدیر بخش آنولوی |
| ۶۲ | حضرات صحابہ کرام کے مشاہدات و معمولات | ۳۲ | اسباب تالیف |
| ۶۳ | مزار مبارک سے توسل | ۳۴ | حمد |
| ۶۵ | مزار مبارک کا احترام | ۳۵ | فضائل حضور سید المرسلین ﷺ |
| ۶۷ | حضور کو ہر حالت میں مددگار سمجھنا | ۳۶ | فضائل اور آیات شریفہ |
| ۶۷ | حضور پاک دین و دنیا کے کارساز ہیں | ۳۷ | حضور کا مرتبہ محبوبیت |
| ۶۸ | حضرات صحابہ حضور کو اپنی جان و مال کا مالک سمجھتے | ۳۸ | خدا آپ کی رضا چاہتا ہے |
| ۶۸ | حضور کے ارشاد پر شہادت ہونا | ۳۸ | حضور کا نطق نطق الہی ہے |
| ۶۹ | استمداد و استعانت | ۳۹ | خدا نے آپ کے افعال کو اپنی طرف منسوب کیا |
| ۶۹ | حضور پاک کا وسیع اختیار و قبضہ | ۴۰ | فضائل اور احادیث نبویہ |
| ۷۳ | حضور پاک برکت دیتے ہیں | ۴۴ | دیدار نبی دیدار خدا ہے |
| ۷۳ | حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہم ارشاد | ۴۵ | مسئلہ شفاعت اور قرآن کریم |
| ۷۳ | یا رسول اللہ کہنا | ۴۶ | مسئلہ شفاعت اور احادیث مبارکہ |
| ۷۴ | عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا | ۵۱ | حشر حضور کے قدموں پر ہوگا |

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|---|------|---|
| ۱۰۸ | علمائے متقدمین کے فتاویٰ متعلق میلاد نبوی | ۷۴ | مسئلہ علم غیب |
| ۱۱۲ | شاہ عبدالغنی صاحب کا عقیدہ | ۷۵ | علم غیب اور قرآن مجید |
| ۱۱۴ | مسئلہ قیام | | حضور کو قرآن کریم کا علم تھا اور قرآن |
| ۱۱۴ | مسئلہ قیام اور قرآن حکیم | ۷۶ | کریم میں سب کچھ موجود ہے |
| ۱۱۵ | مسئلہ قیام اور احادیث مقدسہ | ۷۹ | نفی علم غیب کی مغالطہ بحث اور اس کا دفعیہ |
| ۱۱۷ | مسئلہ قیام پر علامہ حلبی کی ضروری توجیہ | ۸۱ | مغیبات خمسہ |
| ۱۱۷ | مسئلہ قیام پر ائمہ علمائے متقدمین کے فتاویٰ | ۸۲ | علم غیب اور احادیث |
| ۱۱۹ | مجالس ذکر میں حضور کی تشریف آوری | ۸۶ | شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور علم غیب |
| ۱۲۱ | صلوٰۃ وسلام اور قرآن کریم | ۸۸ | حضور کے خدام کا علم |
| ۱۲۳ | نشان قدم اور وہ تبرکات جو حضور سے منسوب ہیں | ۸۹ | ذکر ولادت نبویہ |
| ۱۲۷ | آب وضو کی تعظیم | ۹۰ | حضور کی تشریف آوری اور قرآن پاک |
| ۱۲۸ | تبرکات سے شفاء | | حضور کے ذکر کی رفعت و بلندی |
| ۱۲۹ | حضور کے پیالے کی تعظیم | ۹۰ | اور اظہار شکر و مسرت |
| | شدر حال یعنی دور دراز سے | ۹۱ | حضور پاک کے لئے انبیاء کی دعائیں |
| ۱۳۳ | نیت کر کے زیارت کے لئے آنا | ۹۳ | حضور کی زبان مبارک سے ذکر ولادت |
| ۱۳۵ | جانب مخالف کا استدلال | ۹۵ | تعیین یوم کی اصل |
| ۱۳۶ | دفع اشتباہ | ۹۵ | صحابہ کی جانب سے مجالس کے لئے منادی |
| ۱۳۶ | تقبیل ابہامین یعنی بوقت اذان انگوٹھے چومنا | ۹۷ | مجالس میں منبر و مسند لگانے کا ثبوت |
| ۱۳۹ | حضرات اولیاء اللہ کا مرتبہ و عظمت | ۹۷ | یوم ولادت کا روزہ |
| | قرآن کریم میں اولیاء اللہ اور | ۹۸ | خدا کی نعمت پر شکر کرنا محمود ہے |
| ۱۴۰ | مستحقین کا اعزاز و مرتبہ | ۹۸ | مجالس شریفہ کا مرتبہ |
| ۱۴۲ | احادیث اور اولیائے کاملین کا مرتبہ | ۹۹ | مجالس میں نعت خوانی یا شعر و شاعری |
| ۱۴۳ | سلسلہ ولایت کا اجراء و بقا | ۱۰۰ | اصحاب کبار کا نعتیہ کلام اور شعر گوئی |
| ۱۴۳ | اولیاء اللہ سے دشمنی خدا سے دشمنی ہے | ۱۰۰ | قحط کے وقت حضور سے امید |
| ۱۴۴ | استعانت و استمداد اولیاء | ۱۰۵ | درد و مصیبت میں حضور سے فریاد |

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|--|------|---|
| ۱۴۲ | قبر شاخ لگانا اور پھول ڈالنا | ۱۴۴ | میت کا قبر میں کیا حال ہوتا ہے |
| ۱۴۳ | تلاوت و ایصالِ ثواب | ۱۴۵ | مردے سنتے ہیں |
| ۱۴۵ | ایصالِ ثواب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول | ۱۴۶ | اکابر و صلحاء کے مشاہدات |
| ۱۴۶ | پنج آیت | | تصرفات اولیاء اللہ پر شاہ |
| ۱۴۸ | اختتامِ فاتحہ پر ہاتھوں کا ملنا | ۱۵۰ | عبدالعزیز صاحب کے اقوال |
| ۱۴۹ | شاہ ولی اللہ صاحب اور طعام و فاتحہ نیاز | ۱۵۱ | مزارات سے مجتہدین کا توسل کرنا |
| ۱۸۱ | ایصالِ ثواب کس طرح کیا جائے | ۱۵۱ | مردوں کی حرمت و عزت کرنا |
| ۱۸۲ | دوجہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ | ۱۵۲ | قبر پر بیٹھنے کی ممانعت |
| ۱۸۳ | جمعہ کا تعین | ۱۵۲ | مردوں کو برا مت کہو |
| ۱۸۴ | سوئم کے چنوں پر ستر ہزار بار کلمہ پڑھنا | ۱۵۳ | مردوں کی ہڈیاں توڑنا منع ہے |
| ۱۸۵ | کلمہ طیبہ پڑھنے کی اصل | ۱۵۳ | زیارت قبور |
| ۱۸۶ | عرس اولیاء اللہ | ۱۵۴ | مردوں پر سلام بھیجنا |
| ۱۸۹ | چادریں چڑھانا | ۱۵۶ | قبور اور قبوں کی مختصر بحث |
| ۱۹۰ | چراغوں کرنا | ۱۵۷ | قبر کا نشان امتیازی |
| ۱۹۲ | گیارہویں شریف | ۱۵۹ | قبر پر کتبہ لگانا |
| ۱۹۳ | یا شیخ عبدالقادر جیلانی شہید اللہ کی بحث | ۱۵۹ | پختہ قبروں کا بنانا |
| ۱۹۸ | شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک یا علی پکارنا | ۱۶۲ | بوسہ قبر |
| ۲۰۰ | ہدیہ بروح حضور غوث الثقلین | ۱۶۳ | حضرت بلال کا مزار اطہر سے چہرہ ملنا |
| ۲۰۳ | مادہ تاریخ | ۱۶۴ | حضرت امام ضعیف سے بوسہ قبر کا استفتاء |
| ۲۰۴ | مادہ تاریخ | ۱۶۴ | بزرگوں کے ہاتھ چومنا |
| ۲۰۶ | فہرست مراجع | ۱۶۵ | بزرگوں کے لباس میں کفن دینا |
| | ☆☆☆ | ۱۶۶ | کفن پر کلمہ طیبہ تحریر کرنا یا عہد نامہ رکھنا |
| | | ۱۶۸ | شجرہ رکھنا |
| | | ۱۶۹ | اولیاء اللہ کے قریب دفن کرنا |
| | | ۱۷۱ | قبر پر پانی چھڑکنا اور اذان دینا |

ابتدائیہ

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں اپنے اشاعتی منصوبے کے دوسرے مرحلے میں خانوادہ قادریہ بدایوں کے عظیم و جلیل فرزند حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی کی کتاب ”عقائد اہل سنت“ (تصحیح العقائد) ارباب ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فخر و مسرت محسوس کر رہی ہے۔

مصنف کتاب حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی جید عالم، شعلہ بیان خطیب، ملی قائد، مصنف اور صاحب طرز شاعر تھے۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم کی حیثیت سے کیا، پھر اپنے بڑے بھائی مجاہد آزادی مولانا عبدالمجید قادری بدایونی کے ساتھ ملی اور قومی تحریکات سے وابستہ ہو گئے، بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک رہے، تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کر گئے اور وہاں جمعیت علماء پاکستان کے صدر بنائے گئے، مختلف مذہبی اور سیاسی موضوعات پر ۲۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔ علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک عظیم منصوبے کے تحت کراچی میں ”جامعہ تعلیمات اسلامیہ“ قائم فرمایا۔ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ شیخ المشائخ حضرت سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھو شریف نے پڑھائی، اور اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ قیام پاکستان کے لئے آپ کی جدوجہد کے اعتراف میں چند سال قبل حکومت پاکستان نے آپ کے نام کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔

زیر نظر کتاب ”عقائد اہل سنت“ (تصحیح العقائد) اپنے موضوع پر جامع اور مفید کتاب ہے، یہ کتاب ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں تالیف کی گئی تھی، اور پہلی بار ۱۹۴۴ء میں بدایوں سے شائع ہوئی، اس کے بعد سے اب تک کتاب کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، ہماری معلومات میں جوائڈیشن آسکے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) دارالتصنیف بدایوں کی جانب سے مصنف کے صاحبزادوں جناب محمد عابد القادری اور جناب محمد زاہد القادری کے زیر اہتمام نظامی پریس بدایوں سے ۱۹۴۴ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

(۲) شرکت حنفیہ لمیٹڈ لاہور پاکستان ۱۳۹۸ھ/۱۹۵۱ء۔

(۳) ۱۹۹۵ء/۱۹۹۶ء منجانب طلباء جماعت خامسہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

(۴) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان ۲۰۰۰ء۔

اب تاج الفحول اکیڈمی بدایوں جدید آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہی ہے، حتی الامکان کتاب میں موجود آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اور علماء کی عبارتوں کی تخریج کردی گئی ہے، عربی اور فارسی عبارتوں کے ترجموں پر بھی نظر ثانی کر کے ان کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے، کتاب کی تخریج اور نظر ثانی وغیرہ کا مشکل کام عزیز گرامی مولانا دلشاد احمد قادری (استاذ مدرسہ قادریہ بدایوں) نے انجام دیا ہے، مولانا گزشتہ دو سال سے راقم الحروف کے زیر نگرانی تخریج و تحقیق کا کام کر رہے ہیں، پڑھنے پڑھانے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، مزاج تحقیقی ہے، محنتی اور جفاکش ہیں، اکابر خانقاہ قادریہ بدایوں سے مضبوط رشتہ ارادت رکھتے ہیں، رب قدیر و مقتدر دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔

مصنف کتاب کے تعارف اور ان کی قومی و ملی خدمات کے سلسلے میں مولانا سید محمد فاروق قادری صاحب کا طویل مضمون بہت جامع ہے، اسی لئے میں نے کوئی نیا مضمون لکھنے کی بجائے اسی کو شامل کتاب کرنا زیادہ مناسب سمجھا، یہ مضمون مولانا بدایونی کی حیات

میں قلم بند کیا گیا تھا مگر پہلی بار ان کی وفات کے بعد شائع ہوا، مولانا بدایونی کے پہلے عرس (۱۹۷۱ء) کے موقع پر ان کے صاحبزادوں نے ”گلدستہ عقیدت“ کے نام سے ایک مجلہ شائع کیا تھا، مولانا سید فاروق قادری صاحب کا یہ مضمون اسی مجلے میں ”اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبائے کر“ کے عنوان سے شائع ہوا تھا، وہیں سے یہ مضمون لیا گیا ہے، مضمون بہت طویل تھا اس لئے قدرے اختصار اور تلخیص کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

رب قدیر و مقتدر تاج الفحول اکیڈمی کی ان دینی خدمات کو قبول فرمائے، اور اکیڈمی کے ارکان کو خدمت دین کی مزید توفیق اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اسید الحق قادری
مدرسہ قادریہ بدایوں

۱۸، شوال المکرم ۱۴۲۹ھ
۱۹، اکتوبر ۲۰۰۸ء



مولانا عبدالحامد بدایونی حیات اور قومی و ملی خدمات

مولانا سید محمد فاروق احمد قادری
کنسلنٹ اسلامک اسٹڈیز نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن
کراچی پاکستان

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادری البدایونی، مدینۃ الاولیاء بدایوں کے اس روحانی خاندان کے بزرگ تھے جو مدینہ منورہ سے دہلی قیام کرتا ہوا شاہان دہلی کے حکم پر بدایوں میں بحیثیت مفتی مقیم ہوا۔ اس خاندان کے افراد ابتدا ہی سے علم و فضل کے مرکز رہے۔ بدایوں جیسے علمی شہر میں جسے ”مدینۃ الاولیاء“ کے نام سے پکارا جاتا تھا جہاں اکابر علما اور اجلہ صوفیاء رونق افروز تھے۔ اور جو حضرت مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سید شاہ عرب صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء کی جائے پیدائش اور مدفن رہا۔ یہاں مولانا بدایونی کے آباء و اجداد نے تشریف لاکر علمی، مذہبی، تدریسی، روحانی اور طریقت کی محفلوں میں ایک نئی رونق پیدا کر دی۔ یہ علمی خاندان پورے یوپی ہی میں نہیں بلکہ اقطار ہند میں مشہور و مسلم علمی خاندان تھا۔ مولانا بدایونی کے جد اعلیٰ مولانا عبدالحمید صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ) کے خاندان سادات سے بیعت تھے اور وہیں سے سند خلافت حاصل فرما کر بدایوں میں روحانی سلسلہ کے مجاز ہوئے۔

آپ کے خاندان میں حضرت مولانا فضل رسول قادری، مولانا غلام محی الدین، مولانا مرید جیلانی صاحب، حضرت تاج الخول مولانا عبدالقادر، حضرت مولانا مطیع الرسول شاہ عبدالمتقندر قادری، حضرت مولانا عبدالماجد قادری و حضرت مولانا عبدالقدیر سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں پورے ہندوستان میں فیض روحانی پہنچاتے رہے۔ اس خاندان کا قدیم ”مدرسہ قادریہ“ ہے۔ جہاں سے سینکڑوں فاضل علماء فارغ ہو کر نکلے بعد کی ضروریات کے باعث مولانا عبدالحامد بدایونی کے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری نے طلبہ کی علمی اور تعلیمی ضروریات بڑھ جانے کے باعث جامع مسجد شمس بدایوں میں بڑے پیمانے پر مدرسہ شمس العلوم قائم کیا۔ جہاں سینکڑوں طلبہ حلقہ درس میں شریک ہوتے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے اپنے چچا صاحب قبلہ مولانا عبدالقادر سے تکمیل فرمائی۔ اور دہلی میں سند طب حاصل فرمائی۔ حکیم اجمل خاں مرحوم مولانا عبدالقیوم کے ہم سبق رہے۔ مولانا عبدالقیوم کو بارگاہ نبوی اور سیدنا غوث الاعظم کی ذات قدسیہ میں شغف تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں آپ شرف زیارت سے مالا مال نہ ہوتے ہوں یہ خاندان ردوہابیہ اور دیگر بد مذہب فرقوں کے رد میں ممتاز تھا۔ مولانا عبدالقیوم ہندوستان کے اہل سنت کے طبقے کی تنظیم اور ذکر رسول کی بلندی میں سر بکف رہتے تھے۔ پٹنہ میں علما کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہونے والا تھا جس میں شرکت کے لئے آپ تین سو علماء کی ہم رکابی میں پٹنہ (بہار) تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک اسٹیشن پر نماز عصر کے لئے اترے اور جماعت کے ختم کے بعد گاڑی میں چڑھ ہی رہے تھے کہ گاڑی چل دی۔ اور آپ ریل کے پہیوں میں لپٹ گئے۔ بدقت دشواری ٹرین کو روکا گیا حضرت مولانا عبدالقادر کئی سو علماء کے ساتھ ٹرین کے باہر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ مولانا عبدالقیوم صاحب پہنچے ہیں لیٹے ہوئے ہیں اور یا غوث کا ذکر فرما رہے ہیں۔ انتہائی مشکل سے جسم مبارک کو نکالا گیا اسٹیشن کے قریب ہسپتال میں ایک انگریز ڈاکٹر مامور تھا۔ جس نے پہلے تو زخموں کی کثرت کے باعث مایوسی ظاہر کی۔ بعد میں کچھ سوچ کر ستر ٹانگے لگائے اور دس دن کے قیام میں

زخم مندمل ہونے لگے۔ مولانا کو جب بھی ہوش آتا یہی فرماتے کہ مجھے پٹنہ لے چلے تاکہ میں اس تاریخی اجلاس کی زیارت کر سکوں۔ ڈاکٹر نے ہر چند منع کیا مگر آپ کا اصرار اس کے انکار پر غالب آیا، چنانچہ آپ تمام اکابر علما کی ہمراہی میں پٹنہ تشریف لائے۔ تمام علماء چشم براہ تھے جلسہ انتہائی اہتمام و جوش سے منعقد ہوا حکیم صاحب کی چارپائی ڈاکس پر رکھی گئی۔ آپ نے تمام تقاریر سماعت فرمائیں صلوٰۃ وسلام کے موقع پر گریہ طاری ہوا۔ اور آپ جوش میں آ کر مودبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ تمام ٹانگے ٹوٹ گئے اور عین اسی معراج عشق و عقیدت کے عالم میں آپ کی روح قیود جسم سے آزاد ہو کر عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

مولانا عبدالحامد القادری البدایونی نے ایسے بزرگ خاندان میں پرورش پائی۔ ابتداءً اپنے آبائی اجدادی مدرسہ قادریہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالمقتدر سے کتابیں پڑھیں (مولانا بدایونی نے ابتدائی کتابیں حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی سے مدرسہ قادریہ میں پڑھیں۔ اسید) بعد ازاں حضرت مولانا محبت احمد، مولانا حافظ بخش، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، (اولاد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مولانا واحد حسین اور مولانا عبدالسلام فلسفی سے تعلیم حاصل کی۔ آخر زمانے میں الہیات کی تکمیل اور قرأت قرآن شریف کے شوق میں آپ دو سال تک مدرسہ الہیہ کانپور میں مقیم رہے اور وہاں سے بدایوں آ کر مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم مقرر ہوئے۔ تقریر و خطابت اور وعظ گوئی آپ کے خاندان کا ہمیشہ طرہ امتیاز رہا، چنانچہ مدرسہ شمس العلوم کے سالانہ جلسوں میں آپ کی تقاریر خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی تھیں۔

تین سال تک مدرسہ شمس العلوم میں مولانا بدایونی درس دیتے رہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف مذہبی اور قومی جلسوں میں بھی شریک ہوتے رہے۔

مولانا کا خاندان اور جذبہ جہاد:

حضرت مولانا عبدالحامد القادری کے اجداد کبار ایک طرف تو تصوف اور علم کے اعلیٰ

مقام پر فائز تھے۔ تو دوسری طرف انگریزوں سے دلی نفرت رکھتے تھے۔ ان میں اکثر و بیشتر افراد تو ایسے تھے جو انگریزوں سے کسی قیمت پر ملنا تک گوارا نہ کرتے تھے۔ برصغیر میں انگریزوں کے داخلے اور قبضے کے وقت مولانا بدایونی کے ایک محترم بزرگ حضرت مولانا فیض احمد بدایونی نے علامہ فضل حق خیر آبادی کے ساتھ (جن کے خاندان سے مولانا بدایونی کے اجداد علمی حیثیت سے وابستہ تھے) انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا تحریک شروع کی۔ اس وقت سے لے کر حضرت مولانا عبدالمقتدر کی حیات مبارکہ تک یہ حال رہا کہ آپ طلبہ اور مریدین سے اکثر و بیشتر فرمایا کرتے ”انگریزوں سے جہاد کی تیاری کرو“۔ چنانچہ حریت و آزادی کے جذبات خاندان مجیدی کے تمام افراد میں موجود تھے تا آنکہ انگریزوں نے ترکوں کو ختم کرنے کے لئے ناپاک کوششیں کیں۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر قادری جیسا ولی کامل راتوں کو ترکوں کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگا کرتا۔ ”ایڈریانوئل“ کی فتح کی خوشی میں ایک عظیم الشام جلسہ ترتیب دیا گیا جس میں ہزاروں افراد جامع مسجد شمسی بدایوں میں جمع تھے۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ میں دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ”انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ جو انگریز ہمارے مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سن لیں ایک دن ایسا آئے گا کہ انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا، اور جو ہاتھ مقامات مقدسہ پر گولہ باری کر رہے ہیں، مستقبل میں لندن کے قلعے پر بھی گولے برسائیں گے“ یہ وہ وقت تھا جب کہ لوگ انگریزوں کے خلاف کوئی جملہ بھی نہ نکال سکتا تھا۔

اسی زمانے میں حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے رئیس الاحرار مولانا محمد علمی جوہر اور مولانا شوکت علی خادم کعبہ کو پہلی بار لکھنؤ سے حضرت مولانا عبدالمقتدر کی خدمت اقدس میں روانہ فرمایا۔ یہ دونوں بھائی بدایوں شریف تشریف لا کر آستانہ عالیہ قادریہ کے ان کمروں میں ٹھہرائے گئے جہاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء و فضلاء قیام فرمایا

کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالقادر (جن کا اکثر و بیشتر وقت یاد الہی اور اس کے بعد پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا) نے حضرت مولانا عبدالمجید القادری و حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کو حکم دیا کہ علی برادران کی خاطر و تواضع میں کمی نہ کی جائے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض چیزیں خود اپنے ہاتھ سے تیار کریں گے۔ فراغت طعام کے بعد اپنے خاندان کے بڑوں اور چھوٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”علی برادران، اسلام کے سچے اور مخلص مجاہدین ہیں جو انگریزوں کے خلاف صف آرا ہیں، اپنے خاندان کے لوگوں کو عموماً اور مولانا حامد میاں، مولانا ماجد میاں کو خصوصاً حکم دیتا ہوں کہ یہ دونوں انگریزوں کے خلاف تحریکات میں ان کا ہاتھ بٹائیں، چنانچہ مولانا بدایونی اور آپ کے برادر بزرگ مولانا عبدالمجید بدایونی نے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پہنچ کر تحریک خلافت کو مستحکم اور مضبوط کیا مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی بدایوں کے جنرل سکرٹری رہے۔ یوپی خلافت پرائشل کمیٹی اور سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ اور پورے ہندوستان کے صوبجات میں تحریک خلافت کے پیغام کو مقبول بنانے میں منہمک رہے۔

تحریک خلافت:

تحریک خلافت مسلمانوں کی زندگی میں ایک ایسی عظیم الشان تحریک تھی جس نے ہندوستان اور عالم اسلام کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ایک مرتبہ پھر جوڑ دیا۔ اور مسلمان جسم واحد کی طرح ایک ہو گئے۔ ترکوں کی امداد اور تحریک آزادی کو مؤثر بنانے کے لئے علی برادران اور زعمائے خلافت نے گاندھی جی کو انتہائی کوششوں کے بعد اپنے ساتھ شامل کیا اور ہزار ہا روپیہ گاندھی کی لیڈری اور ہندو مسلم اتحاد کی خاطر خرچ کیا۔ لیکن تجربے اور مشاہدے نے اس چیز کو واضح کر دیا کہ گاندھی جی اور ہندو قوم مسلمانوں کی اس تنظیم کو کسی طرح گوارا نہ کر سکے۔ پنڈت مالویہ، ٹیل اور تمام ہندو زعماء ہر موقع پر در پردہ اس عظیم

تحریک کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔ چنانچہ ایک طرف چوراچوری ڈھونگ رچایا گیا تو دوسری طرف متھرا، آگرہ وغیرہ کے اضلاع میں مسلمانوں کو آریہ بنانے کی منظم مہم شروع کی گئی اور وہ گاندھی جی جنہیں علی برادران میدان سیاست میں لائے تھے، شردھانند کی تحریک آریہ سماج سے خلا ملا کی باتیں کرنے لگے۔ دوسری جانب اسمبلی میں نہرو رپورٹ پیش ہو گئی۔ یہ رپورٹ مسلمانان ہند کی غیرت قومی کے لئے ایک چیلنج تھی۔ مولانا محمد علی اس رپورٹ کے بعد اور علامہ بدایونی صاحب شدھی کے آغاز کے وقت کانگریس سے علیحدہ ہو گئے اور جہاں جہاں شدھی کا کام کیا جا رہا تھا ان حلقوں میں پہنچ کر مستقل طریقے سے تبلیغی جدوجہد شروع کر دی۔ اور مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ آگرہ کی جمعیت میں ایک فعال رکن کی حیثیت سے شریک ہو گئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریک خلافت نے اپنے تمام کارکنوں کے اندر باہم محبت و اخلاص کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ بایں ہمہ تحریک خلافت بعض وجوہات کے باعث ایک مستقل سیاسی تحریک کی حیثیت حاصل نہ کر سکی مگر ہندوستان کے مسلمان کے قلوب و اذہان میں آزادی کی بے انتہا تڑپ پیدا کرنے میں تحریک خلافت کے کردار کو کوئی بھی غیر جانبدار مؤرخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔

مسلم کانفرنس اور مولانا بدایونی:

تحریک خلافت کے بعد ہائی نلس آغا خان کی صدارت میں مسلم کانفرنس کی بنیاد پڑی جس کے پہلے جنرل سکریٹری مولانا شفیع داؤدی تھے اور خلافت کے تمام زعماء جن میں مولانا بدایونی صف اول میں شامل تھے، مسلم کانفرنس کی تحریک میں شریک ہو گئے۔ تا آنکہ لندن میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی معرکتہ الآ تقریر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی تھی جو یادگار زمانہ سمجھی گئی۔ جسے مولانا بدایونی نے مجلس خلافت کمیٹی بدایوں کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کا اس کانفرنس کے زمانے میں انتقال ہو گیا اور آپ کی میت بیت المقدس میں دفن کی گئی لندن کانفرنس کے بعد مسٹر جناح نے مسلمانان ہندوستان کے مطالبات کو وزنی اور مؤثر بنانے کے لئے اولاً مولانا شوکت علی اور نواب اسماعیل خاں سے مشورے کئے اور طے کیا کہ مولانا شوکت علی کی قیام گاہ واقع قرونل باغ دہلی میں ہندوستانی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو مدعو کیا جائے۔ چونکہ مولانا بدایونی یوپی میں جمعیۃ علماء کو منظم فرما چکے تھے۔ لہذا وہ اس کی طرف سے مندوب ہو کر دلی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اور بعدہ خلافت کی وہ جماعت جو ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت رکھتی تھی اس کے اکثر و بیشتر افراد مسٹر جناح کے مؤید ہو گئے۔ مسٹر جناح نے طے فرمایا کہ ہونے والے انتخابات میں مسلمانوں کی نمائندگی صرف مسلم لیگ کرے گی۔ تمام صوبہ جات میں پارلیمینٹری بورڈ تشکیل دیئے گئے اور انتخابی دورے شروع ہو گئے۔ جمعیۃ علماء ہند دہلی جو کانگریس پرستی میں مشہور و یگانہ حیثیت رکھتی تھی اس کے چند ارکان کچھ دنوں تک مسٹر جناح کے ساتھ رہے لیکن بعد میں یہ تمامی افراد کانگریس کے ہم نوا ہو گئے۔ علامہ بدایونی یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان، پنجاب صوبہ سرحد کے دور افتادہ مقامات پر مسلم لیگ کے انتخابات میں نمایاں طور پر لیگ کے لئے سرگرم عمل رہے۔ خان برادران کے مقابلے میں جو معرکہ ہوا اس میں مولانا بدایونی کی گراں قدر خدمات ایسی ہیں کہ آپ کو ”فاتح سرحد“ کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح سلہٹ بنگال جہاں مولانا حسین احمد ٹانڈوی کا اثر خاص تھا اور جسے مولانا کا حصن حصین کہا جاتا تھا علامہ بدایونی نے کانگریسی طاقت کے مقابلے میں الحمد للہ شاندار طریقے سے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب بنایا۔ ہندوستان کے تمام گوشوں میں مسلم لیگ کانفرنسیں ہوئیں۔ ان کانفرنسوں میں مولانا بدایونی شریک ہوتے اور مسلم لیگ کو مستحکم کرنے اور پاکستان کے قیام کی تحریک کو نہایت ہی مؤثر اور دل نشین انداز میں پیش فرماتے۔

یہ خصوصیت مولانا بدایونی کو ہی حاصل رہی کہ آپ مسلم لیگ کے اسٹیج سے ہمیشہ مذہبی داعیات پیش کرتے رہے۔ مولانا کی تقریروں میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رہتا کہ ہم ایسا پاکستان بنانا چاہتے ہیں جہاں کتاب و سنت کے مطابق حکومت کی جائے اور جہاں ایسا معاشرہ تیار کیا جائے جو حرام کاریوں سے دور ہو، اور فواحش کا مرتکب نہ ہو۔

قائد اعظم محمد علی جناح اور خان لیاقت علی خاں نے ایک وفد سعودی عربیہ مولانا بدایونی کی سربراہی میں روانہ کیا۔ جو ظاہری طور پر تو حاجیوں کا ٹیکس بند کرانے کے سلسلہ میں بھیجا گیا مگر اصل غرض یہ تھی کہ حجاج کرام اور دنیا کے عرب کو مسلم لیگ کے موقف سے روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ علامہ بدایونی، مولانا عبدالعلیم صدیقی اور سیدنا طاہر سیف الدین (روحانی پیشوا جماعت بوہرہ) کے نمائندے ملا عبدالرسول نے شبانہ روز جدوجہد کی۔ الحمد للہ کہ وفد اور سلطان ابن سعود کے مابین کامیاب مذاکرات ہوئے۔ سلطان ابن سعود نے وفد کے نقطہ نگاہ کو توجہ سے سننے کے بعد تسلیم کر لیا کہ حاجیوں پر ٹیکس لگانا ناجائز ہے۔ اس وفد کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو مصر، عراق، شام، انڈونیشیا کے لوگ مسلم لیگ اور پاکستان کے موقف سے متعارف ہو گئے اور دوسری طرف سلطان ابن سعود نے ۴۰۰ روپے سے زیادہ کا جج ٹیکس ختم کر دیا۔ تا آنکہ پاکستان مولانا شوکت علی، علامہ بدایونی، نواب اسماعیل خاں اور تمام ارکان خلافت کی قربانیوں اور مساعی کی بدولت بن گیا۔

مولانا بدایونی کی کراچی میں مصروفیات اور مشاغل

مرکزی مہاجرین کمیٹی کا قیام:

کیونکہ مہاجرین کا ایک سیلاب سراسیمگی کی حالت میں کراچی کی طرف چلا آ رہا تھا اور اس کا کوئی نظام موجود نہ تھا اس لئے مہاجرین کو شدید پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا تھا۔ اس لئے مولانا بدایونی نے اپنی پہلی قیام گاہ واقع آدم مسجد میں تقریباً ہندوستان کے ہر

صوبے اور علاقے کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ مدعو کر کے مرکزی مہاجرین کمیٹی کی بنیاد ڈالی اور تھوڑے ہی عرصے میں مرکزی مہاجرین کمیٹی مہاجرین کی سب سے بڑی جماعت بن گئی۔ جس کے عمومی جلسے میدان آرام باغ اور شہر کے بڑے بڑے حصوں میں منعقد ہوتے۔ مہاجرین کی ضروریات کو پورا کیا جاتا اور مستقل دوڑ دھوپ کر کے ارباب حکومت سے ضروریات پوری کرائی جاتیں۔ بد قسمتی سے اس وقت عمال میں بعض افراد مہاجر کش ذہنیت کے بھی تھے جنہیں مہاجرین کی تنظیم کسی طرح پسند نہ تھی۔ اور وہ مہاجرین کے مطالبات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مسائل میں مسلسل پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ مگر مرکزی مہاجرین کمیٹی نے طے شدہ مطالبات کا کام جاری رکھا۔

مولانا بدایونی کی گرفتاری:

یہ حالات کی انتہائی ستم ظریفی اور مقام حیرت ہے کہ مولانا بدایونی جیسی شخصیت جسے انڈیا میں کانگریس حکومت گرفتار نہ کر سکی اور جس شخص نے اپنی زندگی کے دس قیمتی سال مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے قربان کر دیئے۔ اس کو چند خود غرض عمال نے اپنے ذاتی جذبہ کے تحت کراچی جیل میں سیفٹی ایکٹ کے تحت تین ماہ کے لئے ڈال دیا۔ مولانا بدایونی کراچی جیل کے اس کمرے میں رکھے گئے جہاں کبھی مولانا محمد علی جوہر رکھے گئے تھے آپ نے کراچی جیل میں قیدیوں کی تعلیم ان کی اخلاقی حالت کی درستی اور تحریک نماز میں اپنا بیشتر وقت صرف کیا اور جیل والوں کو نمازی بنادیا۔ مولانا نے کراچی جیل میں یوم میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یوم حسین، یوم سیدنا غوث الاعظم، جیسی تقاریب کی ابتداء بھی کی۔ تین مہینے کی مدت گزارنے کے بعد مولانا جیل سے باہر آئے۔

جشن میلاد النبی اور مولانا بدایونی:

مولانا بدایونی نے ابتداءً جمعیتہ علمائے پاکستان کے قیام کے بعد جشن میلاد نبوی کی تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور جمعیتہ علمائے پاکستان اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کی جانب

سے پہلے سال جلوس نبوی، عظیم الشان جلسہ میلاد اور شہر میں چراغاں کرنے کا اہتمام کیا۔ خواجہ شہاب الدین اور مسٹر محمد ایوب کھوڑو (اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ) سے ملاقاتیں کیں۔ خواجہ برادران نے اول تو عید میلاد اور چراغاں پر مذہبی حیثیت سے بعض شبہات کا اظہار فرمایا لیکن مولانا بدایونی کے دلائل اور معلومات سے لبریز مضمون سننے کے بعد آرام باغ کے جلسہ عام میں شریک ہونے کا وعدہ کر لیا۔ یہ پہلا جلسہ کراچی کی تاریخ میں عدیم المثال جلسہ تھا جس میں خواجہ ناظم الدین، خواجہ شہاب الدین اور مسٹر ایوب کھوڑو نے شرکت کی۔ اسی طرح جو جلوس اس سال مسٹر ایوب کھوڑو کی قیادت میں نکالا گیا اس جیسا جلوس کراچی میں پھر کبھی نہیں نکلا اور نہ اس جیسا چراغاں کبھی ہوسکا۔ مولانا بدایونی کا یہ اقدام اول ان کی کراچی کی زندگی میں ایک بہترین اقدام تھا جو طبقہ اہل سنت کے معمولات دیرینہ کے لئے ایک مستقل شاہ راہ بن گیا۔

دستور سازی اور مرکزی جمعیت علمائے پاکستان:

جمعیت علمائے پاکستان نے جس وقت میلاد کانفرنس کامیابی کے ساتھ ختم کر لی اس وقت پاکستان کے دستور کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا۔ جمعیت علمائے پاکستان نے تقریباً ۸ عظیم الشان سالانہ کانفرنسیں منعقد کیں جن میں صوبہ سرحد سندھ، بلوچستان، پنجاب، مشرقی پاکستان کے علماء اور مشائخ سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے رہے (حضرت نور المشائخ پیر طریقت ملائے شور بازار، فضل عمر فاروق مجددی افغانی، حضرت پیر شاہ آغا صاحب، عبد اللہ فاروقی مجددی سرہندی، حضرت پیر بھر چونڈی شریف، حضرت پیر ہمایوں، حضرت پیر شوری صاحب، حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری، حضرت مولانا شاہ احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا سید مسعود علی قادری، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا قاری طفیل احمد صاحب اور مقامی علماء و مشائخ کافی تعداد میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خیالات عالیہ سے سرفراز فرماتے رہے۔) جمعیت کی ان کانفرنسوں میں اور عمومی جلسوں میں بتایا جاتا رہا

کہ جن لوگوں نے پاکستان بنایا ہے اور اس کے لئے قربانیاں دی ہیں ان کی متفقہ خواہش ہے اور مطالبہ ہے کہ پاکستان کا وہی دستور قابل قبول ہوگا جو کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کے مطابق ہو۔ جمعیت علمائے پاکستان نے تمام مشائخ و علما کو اپنے پلیٹ فارم پر یکجا کر لیا۔

کشمیر کانفرنس میں وزرائے حکومت پاکستان خواجہ شہاب الدین اور نواب مشتاق احمد گورمانی بھی شریک ہوتے رہے۔ سردار محمد ابراہیم خان اور دوسرے بڑے بڑے زعماء جمعیت علمائے پاکستان کے جلسوں میں شریک ہوئے۔ جمعیت علمائے پاکستان کی کانفرنس آرام باغ اور جہانگیر پارک اور کمری گراؤنڈ میں منعقد ہوا کرتی تھی۔ جس میں کراچی کے لاکھوں مسلمان شریک ہوتے رہے اور سب کا یہی متفقہ مطالبہ رہا کہ دستور وہی قابل قبول ہوگا جو کتاب وسنت اور احکام فقہ کے مطابق ہو۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان نے دستور کے سلسلے میں اپنے مسودات بھی شائع کر کے حکومت کے حوالے کئے (۳۳ علماء کا جو اجتماع کراچی میں دستور کی ترتیب کے لئے منعقد ہوا اس کے اندر علامہ بدایونی مولانا مفتی داد خان نے مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے نمائندگی فرمائی) جمعیت علمائے پاکستان کے اغراض و مقاصد میں پاکستان کی حفاظت و صیانت داخل تھی۔ چنانچہ پاکستان کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اس کے وفود نہ صرف پاکستان بلکہ مصر، حجاز، عراق، ترکی، لندن، روس، چائنا، الجزائر، تونس، کویت ایران، بحرین بھی گئے اور انتہائی مفید خدمات انجام دیتے رہے۔ (آج تک ان ممالک کے علماء، مشاہیر علامہ بدایونی کو یاد فرماتے ہیں۔ مصر، عراق سعودی عرب، تونس کویت وغیرہ سے خط و کتاب رہتی ہے۔) جمعیت علمائے پاکستان نے حسب ذیل مشاہیر عالم اسلامی سے ملاقاتیں کیں اور ان میں سے اکثر کو اپنے یہاں کے اجتماعات میں مدعو بھی کیا۔

۱۔ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی

۲۔ جناب بورقبہ، صدر حکومت تونس

۳۔ شاہ ایران

۴۔ شاہ فیصل (عراق)

۵۔ وزرائے کویت و بحرین

۶۔ شیخ محمد سرور الصبان سکریٹری جنرل، رابطہ عالم اسلامی

عالم اسلام کے طلبہ اور قائدین بھی جمعیت علمائے پاکستان کے اجتماعات میں شریک رہے۔ مملکت پاکستان کے گورنر جنرل اسکندر مرزا، جناب سردار عبدالرب نشتر مرحوم، ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین امیر جماعت بوہرہ، مسٹر آغا اصفہانی، علامہ رشید ترابی و دیگر فرقہ کے بہت سے زعماء جمعیت کے اسٹیج پر تشریف لا کر خطاب کرتے رہے جناب دین محمد گورنر سندھ اور دوسرے اکابر بھی جمعیت کے جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔

مولانا بدایونی نے مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کو پوری دنیائے اسلامی میں متعارف کراتے ہوئے دنیائے اسلام سے جمعیت علمائے پاکستان کے تعلقات کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دیا۔ اور مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے کاموں میں پاکستان کے علاوہ عالم اسلامی کے مسائل خاص طور پر سامنے رہے عالم اسلامی کا شاید ہی کوئی اہم مسئلہ ایسا ہو جس میں جمعیت علمائے پاکستان کی آواز اور اعانت شامل نہ رہی ہو جمعیت علمائے پاکستان وقتاً فوقتاً مختلف زبانوں میں اپنا لٹریچر شائع کرتی رہی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ حج ٹیکس اور حفاظت و بقائے گنبد خضراء مقدسہ کی تحریک کے لئے چودہ ارکان پر مشتمل جو وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں حجاز مقدس بھیجا گیا۔ اس سلسلے میں مضامین بزبان عربی فارسی اور ترکی اور اردو شائع کئے گئے۔ اسی طرح جن جن ممالک میں مولانا بدایونی نے پہنچ کر کام کیا ان کی رودادیں بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوتی رہیں۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان اصلاح اخلاق معاشرہ اور انسداد محرمات کے لئے پوری سرگرمی سے کام کرتی رہی۔ یوم انسداد محرمات اور بداخلاقیوں کی روک تھام کے لئے علامہ بدایونی مسلسل قلمی جہاد فرماتے رہے۔

مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان نے اپنی حکومت کو وقتاً فوقتاً یہی مشورہ دیا کہ وہ کتاب و سنت اور احکام فقہ کی روشنی میں کام کرے اور ایسے مسودات تیار کرے جو کتاب و سنت اور احکام الہی کے مطابق ہوں چنانچہ حکومت پاکستان نے ایک بنیادی و اساسی کام یہ کیا کہ ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کر دی جس کے حضرت علامہ بدایونی بھی ایک رکن تھے اور آپ پوری آزادی کے ساتھ محرّمات کے انسداد اور بندشوں کے متعلق اپنی سفارشات قلمبند فرما کر کونسل کو دیتے رہتے تھے شراب نوشی، سود، اور دیگر محرّمات کے خلاف آپ حکومت کو اپنی سفارشات دیتے رہتے ہیں۔

مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان نے کسی وقت بھی اپنے مذہبی موقف کو ترک نہ کیا۔ اور نہ کبھی پاکستان کی سالمیت اور حفاظت کے جذبے سے اپنے کو خالی رکھا۔

مرکزی جمعیتہ علماء اور عالم اسلامی کی تحریکات:

مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان جہاں اندرون پاکستان مذہبی اور قومی معاملات میں مشغول اور ملت مسلمہ پاکستان کے معاشرے کی اصلاح و درستی میں مشغول رہی۔ وہ ۵۷ء سے لے کر اب تک مسلسل عالم اسلامی کے مسائل میں بھی دلچسپی لیتی رہی پاکستان میں عالم اسلامی کے جس قدر مشاہیر تشریف لائے ان سب کو اپنے یہاں مدعو کرتی رہی۔ علامہ بشیر ابراہیمی الجزائری۔ مفتی اعظم فلسطین اور سربراہان ممالک اسلامی کو جمعیتہ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی مدعو کرتے رہے۔ مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان کے مقرر و فود متعدد بار سعودی عربیہ، مصر، عراق (یو کے، روس، چین) جزائر، تیونس، نائیجیریا، کویت، ایران، بحرین جیسے ممالک میں جا کر کام کرتے رہے۔ پاکستان و عالم اسلامی سے تعلقات کو مستحکم رکھنا جمعیتہ کا اولین فریضہ رہا۔ سربراہان ممالک اسلامیہ میں ہنرمیں شاہ فیصل (سعودی عربیہ) جمال ناصر صدر جمہوریہ مصر، صدر عراق، صدر تیونس، شہنشاہ ایران، شیخ کویت، شیخ بحرین سے علامہ بدایونی اور ان کے رفقاء نے ملاقاتیں کیں۔ فود میں مغربی پاکستان اور

مشرقی پاکستان کے زعماء و علماء بھی شریک رہے۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی تمام علماء سے اتحاد کی تحریک کو عملاً مستحکم کرتے رہے۔

یہودیوں اور عربوں کی جنگ:

مرکزی جمعیت علمائے پاکستان مولانا بدایونی کی قیادت میں ایک ایسی متحرک، زندہ جماعت رہی جس نے کسی وقت بھی عالم اسلامی کے معاملات سے بے پروائی اختیار نہیں کی۔ جیسے ہی عربوں اور یہودیوں کی جنگ کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں سب سے پہلے مرکزی جمعیت علمائے پاکستان نے عربوں کی اس لڑائی کو جہاد قرار دیا۔ اور بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے۔ اولاً مجلس عاملہ کے ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ بعد ازاں میدان آرام باغ میں کراچی کی بارہ سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل سے مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کا ایک اہم جلسہ سفیر شام کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں پوری قوت کے ساتھ یہودیوں کی حملے کی شدید مذمت کی گئی اور عربوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد مرکزی جمعیت علمائے پاکستان نے عربوں کی امداد کے لئے ایک تحریک مساجد میں شروع کی۔ ایک ہفتے کی اندر اندر ڈھائی ہزار روپے کے کبل شرق اردن روانہ کئے گئے۔ اور کئی صد روپیہ صدر پاکستان کے عرب فنڈ میں جمع کیا گیا۔ مولانا بدایونی یہودیوں کی جنگ کے آغاز سے لے کر اس وقت تک اپنے بیسیوں بیانات میں عرب اتحاد پر زور دیتے ہوئے برابر کہہ رہے ہیں کہ بیت المقدس تمام عالم اسلامی کے مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اس لئے بیت المقدس کی جنگ تمام عالم کے مسلمانوں کی جنگ ہے۔ الحمد للہ حکومت پاکستان کا موقف نہایت عمدہ اور واضح رہا۔ جسے عربوں نے بھی کافی پسند کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان جب تک بیت المقدس اور اس کے علاقے عربوں کو واپس نہ مل جائیں خاموشی سے نہ بیٹھے گی۔

مولانا بدایونی اور اصلاح قوانین پاکستان:

چونکہ حضرت علامہ بدایونی حکومت پاکستان کو شروع سے یہ مشورہ دیتے چلے آئے

ہیں کہ وہ اپنے دستور کو کتاب و سنت کے مطابق بنائے اس لئے حکومت پاکستان نے کئی سال ہوئے قوانین کی درستی کے لئے ایک بورڈ بنایا جس کا نام اسلامی مشاورتی کونسل رکھا مولانا بدایونی اس مشاورتی کونسل میں شروع سے لے کر اس وقت تک ایسی تجاویز پیش کرتے رہے کہ جن سے پاکستان کا دستور کتاب و سنت کے مطابق ہو جائے۔ جب کبھی اسلامی مشاورتی کونسل اپنی مفصل رپورٹ شائع کرے گی اس وقت معلوم ہوگا کہ مولانا بدایونی صاحب نے کیا کیا مسودات ترتیب دیئے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام:

علامہ بدایونی صاحب کی یوں تو تمام تر زندگی تبلیغی، علمی، مذہبی روحانی خدمات سے عبارت رہی، لیکن پاکستان میں قیام کی غرض مولانا بدایونی کے نزدیک یہی تھی کہ پاکستان میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں علوم قدیمہ، علوم جدیدہ دونوں کو یکجا کیا جائے۔ علوم قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ کی تعلیم بھی دی جائے۔ علماء کو عربی کے علاوہ چار پانچ عالمی زبانیں بھی سکھائی جائیں۔ اور مذاہب عالم سے بخوبی واقف کرایا جائے۔ اس جامعہ میں ایک وسیع لائبریری بھی ہو۔ اس مقصد کے لئے مولانا بدایونی نے پہلے تو آٹھ سال تک ایک ایسی وسیع عمارت حاصل کرنا چاہی جس میں جامعہ کے سارے نظام کو شروع کیا جاسکے۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اس لئے منگھوپیر روڈ پر دامن کوہ میں چھتر ہزار گز زمین حکومت پاکستان سے حاصل کی گئی۔ اس زمین کے دیئے جانے میں نواب اسماعیل خاں کے بڑے صاحبزادے مسٹر مدنی آئی سی ایس کی کوششوں کو خاص دخل رہا اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان کی خدمت گرامی میں جامعہ کا یہ خاکہ جناب مسٹر مدنی کی کوشش سے پہنچا۔ مدوح نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھنا منظور فرمالیا۔ سنگ بنیاد کا یہ جلسہ ایک تاریخی قسم کا جلسہ ہوا جس میں صدر مملکت پاکستان نے جامعہ کے خاکے کو بہت پسند فرمایا اور جامعہ کے تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا اس وقت سے

اب تک چار لاکھ روپے کے قریب کی عمارت تیار ہو چکی ہے جس میں ایک وسیع لائبریری، نو بڑے کمرے، ہر کمرے میں چار طالب علم کے رہنے کی جگہ رکھی گئی ہے۔

ایک عظیم الشان دروازہ اور سات کمرے طلبہ کی رہائش کے لئے، ایک بڑا ڈائننگ ہال، تین بنگلے اساتذہ کی قیام کے لئے بنائے جا چکے ہیں۔ مصر سے دو بہترین قاری تشریف لائے ہیں جنہوں نے تجوید و قرأت کا درس دنیا شروع کر دیا ہے۔ ایک پاکستانی قاری اور ایک پاکستانی عالم مقرر ہو چکے ہیں۔ درس نظامی کا آغاز ہو چکا ہے۔ معینہ نصاب کے مطابق عنقریب کام شروع ہونے والا ہے۔ طوفانی بارشوں کے باعث تعمیر اور نصاب جامعہ کے شروع ہونے میں تاخیر ہوتی رہی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولانا بدایونی کی زندگی کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی یاد برسہا برس تک قائم رہے گی۔

عالم اسلامی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے وفد کا دورہ:

عربی انگریزی، فارسی زبانوں میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کالٹر پکچر بیرون پاکستان اگرچہ کافی تعداد میں بھیجا جاتا رہا مگر ضرورت تھی کہ ایک مؤثر وفد عالم اسلامی میں دورہ کر کے جامعہ کے اغراض و مقاصد سے دنیائے اسلام کو آگاہ کرے۔ چنانچہ ایک وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں اور سید حسین امام صاحب، آزاد بن حیدر پر مشتمل حسب ذیل ممالک کے دورے پر روانہ ہوا۔ مصر، ترکی، یو۔ کے، الجزائر، تونس، سعودی عربیہ، کویت، عراق، ایران، نائیجیریا میں دورہ کرتا ہوا مشاہیر عالم اسلامی، اساتذہ کرام یونیورسٹیوں، کالجوں، مدرسوں میں دورہ کر کے ہر جگہ کے نصابات معلوم کرتا رہا۔ جامعہ کے علمی، عملی اقدامات و خصوصیات پر مشاہیر سے مذاکرات ہوتے رہے۔ طلبہ اساتذہ، منتظمین سے کھل کر باتیں ہوئیں۔ اس دورے میں وفد کے ارکان کو کافی سے زیادہ مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ جہاں جہاں جو چیز بھی مفید اور بہتر معلوم ہوئی مولانا بدایونی اور ارکان وفد نے اس کو نوٹ کر لیا۔ اگر ہم اس دورے کے مقامات کے جدا جدا حالات نوٹ کریں تو اس کے

اندر روحانی، علمی، صنعتی اشیاء و نوادرات کا بیش بہا خزانہ موجود تھا۔ اس لئے کہ بارہ ملکوں میں جو خصوصی نوادرات ہیں ان کے حالات پر کچھ لکھنا خود ایک مستقل کتاب کا اہتمام ہے اس سے زیادہ کی اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں۔

ہر جگہ کے افراد نے جامعہ سے تعاون کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ سب سے پہلے حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی سفیر عراق کی تحریک پر تقریباً چھ بیس ہزار روپیہ حکومت عراق کی جانب سے، ستر ہزار روپیہ سعودی عربیہ کی حکومت کی طرف سے، ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ حکومت کویت کی جانب سے جامعہ کو وصول ہوئے۔ حبیب بینک کراچی نے بیس ہزار روپیہ، نیشنل بینک کراچی نے بیس ہزار روپے، حافظ ٹیکسٹائل ملز نے تقریباً دو ہزار روپے عطا فرمائے۔ دیگر عطیات بھی موصول ہوتے رہے۔ اب تک جامعہ میں چار لاکھ روپے سے زیادہ کا تعمیری کام ہو چکا ہے ایک وسیع لائبریری تیار ہو گئی ہے جس میں حکومت مصر کی طرف سے پانچ ہزار کتابیں عنقریب موصول ہونے والی ہیں۔ خود مولانا بدایونی نے اپنے ذاتی کتب خانے کو جس میں تقریباً تین ہزار کتابیں موجود ہیں، جامعہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ستر ہزار روپے کی لاگت سے جامعہ کا ایک وسیع دروازہ تعمیر ہو چکا ہے۔ مصر کے دو بہترین قاری تشریف لائے ہیں جنہوں نے شعبہ تجوید و قرأت کا آغاز فرمادیا ہے۔ درس نظامی کی تعلیم کے لئے ایک پاکستانی مدرس مامور ہو چکے ہیں۔ تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ بیرونی طلبہ بھی داخل ہو چکے ہیں جن کے قیام و طعام کا انتظام جامعہ خود برداشت کرتا ہے عنقریب جامعہ میں علوم جدیدہ، علوم قدیمہ کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ مولانا بدایونی کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے چند گوشوں ہی پر اکتفا کیا۔ ورنہ آپ کی حیات گرامی کے معمولات وسیع سے وسیع تر ہیں جن پر قلم اٹھایا جائے تو بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔ سیاسی طور پر ۱۹۱۸ء سے ۱۹۶۶ء تک شاید ہی کوئی دور ایسا گزرا ہو کہ آپ خاموش رہے ہوں۔ روزانہ عالمی، وطنی، دینی و قومی مسائل پر اپنے مقالات و

مضامین کی اشاعت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ تو دوسری طرف مجالس و محافل مذہبی، علمی، تاریخی تقاریر کا سلسلہ علیحدہ جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر گیارہویں اور بارہویں شریف میں روزانہ چھ چھ تقاریر کا اوسط رہتا ہے۔ آپ کی تقاریر میں بایں ہمہ کہ مولانا بدایونی کی عمر اب ستر سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ مگر جوش تقریر کے لحاظ سے تقریر اب بھی جوان معلوم ہوتی ہے۔

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ / ۲۰ جولائی ۱۹۷۰ء کو آپ نے کراچی میں وفات پائی، نماز جنازہ مخدوم المشائخ سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں نے پڑھائی اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی میں سپرد خاک کئے گئے۔ (اسید)



تقریظ

از: شہزادہ تاج الفحول عاشق الرسول حضرت الحاج مولانا شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں و مفتی اعظم عدالت عالیہ، حیدرآباد، دکن
(متوفی ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء)

عزیز محترم مولانا عبدالحامد صاحب قادری مقتدری ہندوستان اور بیرون ہند میں
بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں صاحب تصانیف کثیرہ ہیں علمی، سیاسی اور اخلاقی ہر شعبہ
پر ان کی تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ یہ تازہ تصنیف عقائد سے متعلق ہے اصلاح عقائد اس
پر آشوب زمانہ میں جس قدر ضروری ہے اظہر من الشمس ہے۔ فقیر نے اس کتاب کو جستہ
جستہ دیکھا ہے، بہت محنت کے ساتھ سچے عقائد کی تلقین کی گئی ہے۔ مولائی تعالیٰ موصوف کی
سعی کو مشکور فرمائے اور کتاب تصحیح العقائد کو قبولیت عطا فرمائے۔ یقین ہے کہ یہ کتاب تمام
مسلمانوں کے لئے عموماً اور جماعت اہل سنت کے لئے خصوصاً مفید ہوگی۔

فقیر عبدالقادر القادری

تقریظ

از: استاذ الافاضل حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم صاحب قادری مفتی اعظم بمبئی
(متوفی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء)

میں نے صاحبزادہ گرامی قدر مولانا حاجی محمد عبدالحامد صاحب قادری معینی کے رسالہ ”تصحیح العقائد“ کو من اولہ الی آخرہ بغور دیکھا الحمد للہ کہ مدوح نے اپنے حضرات اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقائد حقہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان تمام مسائل پر پوری تحقیق و محنت سے سیر حاصل بخشیں کر دی ہیں جن پر آج ایک طبقہ ضالہ موشگافیاں کرتا ہے یہ تالیف اپنی جامعیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر جگہ اس کی اشاعت کی جائے اور مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں۔

خادم الطلبہ

عبدالنبی محمد ابراہیم القادری غفرلہ

تقریظ

از: علامہ مفتی محمد قدیر بخش صاحب مفتی ریاست جے پور
(متوفی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء)

حضرت العلامة مولانا حاجی عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی تالیف تصحیح العقائد میں نے از اول تا آخر دیکھی حضرت مولانا نے اس کتاب میں اعتقادی مسائل پر جس قدر محنت سے مواد فراہم کر دیا وہ قابل ستائش ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر شخص پڑھے اور اس سے فائدہ حاصل کرے اور مولانا کی خدمت جلیلہ کی قدر کرے۔

محمد قدیر بخش عفا اللہ عنہ

اسباب تالیف

اب سے پندرہ سال قبل میں نے اس کتاب کا آغاز محترمی و معظمی حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ارشاد اور اپنے سلسلہ کے مریدوں کی خواہش پر کیا تھا مگر اشتغال قومیہ کے باعث توجہ کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ لیکن ہندوستان کے ہر گوشہ میں نقل و حرکت کرتے ہوئے جو مشاہدات سامنے آئے وہ یہ تھے کہ ہمارے اعتقادات کے مخالف عناصر پوری قوت کے ساتھ تحریری و تقریری کام انجام دے رہے ہیں۔ ادھر الحاج نواب سلیمین جنگ بہادر، نواب مرزا نصر اللہ خاں صاحب سابق صدر محاسب سرکار عالی دکن، سیٹھ محمد سلیمان بھیات سورتی، مولانا قاضی عبدالسلام صاحب قاضی ریاست رامپور، خاں صاحب مولوی ستار بخش صاحب قادری، مولوی اکرام احمد صاحب شاد بدایونی، جان عزیز سید سجاد احمد نقوی، مولانا خواجہ نظام الدین صاحب اور دوسرے حضرات نے اصرار کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو عقائد حقہ کے متعلق ایک جامع تالیف ضرور مرتب کی جائے چنانچہ اپنے اشتغال قومی و مذہبی کے باوجود کئی مہینے کی محنت میں کتاب مرتب ہو گئی اور حیدر آباد دکن میں طباعت وغیرہ کا نظم شروع کیا۔ اتفاقاً پریس سے اصل مسودہ مع تمام کاپیوں کے غائب ہو گیا۔ ارادہ ملتوی ہو چکا تھا مگر حالات کا یہی تقاضا رہا کہ جب موقع مل سکے کتاب پھر ترتیب دی جائے۔ گذشتہ ماہ ربیع الاول شریف میں سی۔ پی کی مجالس سیرت نبویہ کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں کتابوں کا انبار ساتھ لیا، خدا کا نام لے

کر متحرک ریلوں میں تالیف شروع کر دی، واپسی میں تین ہفتے کے قریب ریاست گوالیار میں قیام کرنا پڑا۔ الحمد للہ وہاں اس مدت میں شانہ روز کی مسلسل محنت میں کتاب کے تمام عنوانات ختم ہو گئے اور پہلے مسودہ سے بھی زیادہ بہتر حالت میں کتاب تیار ہو گئی۔

میں نے اس تالیف کو نہ تو مناظرانہ چھیڑ چھاڑ کے لئے لکھا ہے اور نہ باہمی خلیجوں کے اضافہ کی نیت سے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ اپنے افراد کو عقائد حقہ کے دلائل سے آگاہ کر دیا جائے اور ایک ہی کتاب میں تمام اعتقادی مسائل یکجا کر دیئے ہیں تاکہ تلاش و جستجو کی زحمت نہ ہو۔ اگرچہ ان مسائل پر ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نہایت معرکہ آرا کتابیں تحریر فرما چکے ہیں مگر وہ عام طور پر یا تو ملتی نہیں اور اگر ملتی ہیں تو کسی ایک کتاب میں سارے مسائل نہیں پائے جاتے۔ بعض کتب کا انداز بیان ہی ایسا ہے جسے طبائع مشکل سے پسند کرتی ہیں۔ میں نے حتی الامکان انتہائی محنت و تحقیق سے سارے مسائل یکجا کر دیئے ہیں۔ یہ تالیف انشاء اللہ تعالیٰ واعظین وغیرہ کے لئے بھی مفید ہو سکتی ہے اور اگر وہ قدرے محنت کریں تو یہی ایک کتاب اُن کی معلومات میں ہر قسم کا اضافہ کر سکتی ہے۔ جنگ کے باعث اگرچہ کاغذ کی انتہائی دشواریاں پیش ہیں مگر میں پھر بھی کوشش کروں گا کہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین تک پہنچ جائے۔

فقیر محمد عبدالحمید القادری المعینی البدایونی

۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۶۲ھ

حمد

تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لا شریک کے لئے جو اپنی ذات و صفات میں بے مثال ہے وہ سب کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے، شرک سے منزہ لم یلد ولم یولد ہے اس کی صفات نقص سے پاک ہیں اس کے متعلق امکان کذب ماننا ضلالت و گمراہی ہے اگر وقوع کذب یا امکان کذب کو مان لیا جائے تو پھر نہ تو قرآن کریم ہی اپنی جگہ صحیح باقی رہ سکتا ہے اور نہ دوسرے احکام۔ اے رحمن و رحیم خدا، اے قدوس! خداوند، رب العالمین تو ہر عیب سے پاک اور امکان کذب اور اس کے وقوع سے منزہ ہے۔

شکر تیرا کہ تو نے ہمیں ایمان دیا اپنے محبوب نبی مکرم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں داخل کیا۔ تیری بارگاہ عالی تک پہنچنے کے لئے حضور انور علیہ التحیۃ و الثناء اور آپ کے اصحاب و اہل بیت، ائمہ مجتہدین اولیائے کاملین کی تعلیمات مشعل راہ ہیں۔

اے رب ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اطاعت نبویہ کے جذبات عطا فرما۔ تجھے پائیں تو ان حضرات کے وسیلہ و ذریعہ سے ہمیں سیرت شریفہ کا تتبع بنا ہماری ہر ادا حضرات اصحاب کبار و اہل بیت اطہار اور اولیائے کاملین کے مبارک طریقوں کے مطابق عقائد حقہ پر چلنا نصیب فرما۔

اس تالیف کو مسلمانوں کے لئے مفید فرما اور ہم سب کو صراط مستقیم پر چلا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فضائل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدائے برتر نے انبیاء و مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضرت ختم مرتبت تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو درجات و کمالات عطا فرمائے ان میں آپ سب سے زیادہ ممتاز اور بے مثال ہیں، آپ کی ذات اپنے صفات و درجات میں بے نظیر ہے اور اسی طرح مرتبہ محبوبیت میں لاشریک ہے۔ حضور اکرم احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ذات باری تعالیٰ ہیں ہر نبی آپ کا مبشر و مبلغ تھا۔ آسمانی صحیفے آپ کی بشارت سے لبریز تھے آپ کا ظہور قدسی نہ ہوتا تو سارا عالم تاریک رہتا دنیا کی تخلیق کا سبب ہی یہ تھا کہ آپ کا جلوہ رسالت چمکایا جائے۔ جسے جو کچھ ملا اور آئندہ جو ملے گا وہ حضور انور علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل میں ملے گا۔ آپ کا فیض پاک ہر زمانہ کے لوگوں پر عام رہے گا۔ آپ پر نبوت و رسالت ختم کر دی گئی کسی قسم کی نبوت کا آپ کے بعد امکان نہیں جو شخص بھی اپنے آپ کو خواہ کسی حیثیت سے نبی کہے وہ یقیناً کافر ہے۔ ختم نبوت الحمد للہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ آخر کلام یہ ہے کہ جس طرح خدا کی نظیر ممکن نہیں اسی طرح مرتبہ رسالت میں آپ کی نظیر ممکن نہیں۔ نبی اور غیر نبی سب دربار محمدیہ کے مدح خواں اور فیض یافتہ ہیں۔

”وکلہم من رسول اللہ ملتہم“ ☆ عرفا من البحر او رشفہ من الدیم“ (۱)
ترجمہ: تمام لوگ آپ کے دریائے علم و فضل سے ایک چلو یا ایک گھونٹ پینے والے ہیں۔

”منزلة عن شريك في محاسنه ☆ فجوه الحسن فيه غير منقسم“ (۲) ترجمہ: آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں آپ کے حسن و جمال کا جو ہر ناقابل تقسیم ہے۔ آپ سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین ہیں آپ کو اپنا جیسا بشر سمجھنا گمراہی و بے دینی ہے اگرچہ ظاہری طور پر آپ صفت بشریت سے متصف تھے مگر آپ کے مقام بشریت کی بلندیوں پر نہ کوئی پہنچ سکا نہ پہنچنا ممکن یہی وہ ذات گرامی ہے جس کے اعمال و افعال، حرکات و سکنات کو خدا نے اپنی طرف منسوب کیا آپ کی حیات و ممات دنیا کی موت و زندگی سے بالاتر ہے۔ آپ ہر پکارنے والے مصیبت زدہ کی سماعت فرما کر اس کی دست گیری فرماتے ہیں۔

فضائل اور آیات شریفہ:

”و اذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيكم من كتاب و حكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به و لتنصرنه قال اءقررتم و اخذتم على ذلكم اصرى قالوا اقررنا قال فاشهدوا و انا معكم من الشاهدين.“ (۳)

ترجمہ: (یاد کرو) جب خدائے برتر نے نبیوں سے عہد و پیمان لیا کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس رسول آئے جو تصدیق کرے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور پھر فرمایا کیا تم نے اس پر اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

”ربنا و ابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آيتك و يعلمهم

۲۔ قصیدہ بردہ، شعر ۴۲

۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۸۱

الكتب و الحكمة و يزكيهم انك انت العزيز الحكيم۔“ (۴)
 اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول معظم ان ہی میں سے بھیج، جو تیری
 آیات کو ان پر پڑھے اور ان کو کتاب و حکمت سکھائے اور ان کو پاک
 صاف کرے تو غالب و صاحب تدبیر ہے۔

”و وصی بها ابراهيم بنیه و يعقوب یبنی ان الله اصطفیٰ
 لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون“ (۵)
 ترجمہ: حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب کو بھی وصیت فرمائی کہ
 اے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے دین منتخب فرمایا تم حالت اسلام پر ہی مرنا۔

حضور کا مرتبہ محبوبیت:

دیگر انبیاء ماسبق کو خدائے قدوس نے ان کے نام لے لے کر خطاب فرمایا مگر
 حضور انور علیہ التحیۃ و الثناء کی شان یہ ہے کہ خدا اشارات میں خطاب کرتا ہے۔ اور آپ کی
 جس ادا کو چاہتا ہے مخاطب فرما لیتا ہے، چنانچہ آیات ذیل اس کی شاہد ہیں۔
 یا ایہا النبی انا ارسلنک شہادا و مبشرا و نذیرا (۶)
 اے نبی ہم نے تم کو گواہ، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا
 یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک (۷)
 اے رسول جو تمہاری طرف نازل کیا گیا پہنچا دو
 یا ایہا المزمّل قم اللیل الا قلیلا (۸)
 اے چادر اوڑھنے والے رات میں آپ قلیل قیام کیجئے۔

۴۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۲۹

۵۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۳۲

۶۔ سورہ احزاب، آیت ۴۵

۷۔ سورہ مائدہ، آیت ۶۷

۸۔ سورہ مزمل، آیت ۱

یا ایہا المدثر قم فانذر (۹)
 اے چادر اوڑھنے والے اٹھئے اور (قوم کو اللہ کے عذاب سے) ڈرائیے
 یس و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین (۱۰)
 یسین قسم ہے قرآن حکیم کی تم پیغمبروں میں سے ہو۔
 طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی (۱۱)
 طہ ہم نے قرآن تم پر مشقت کے لئے نہیں اتارا۔
 لعمرک انہم لفی سکر تہم یعمہون (۱۲)
 تمہاری جان کی قسم کفار اپنے نشہ میں متخیر ہو رہے ہیں۔

خدا آپ کی رضا چاہتا ہے:

و لسوف یعطیک ربک فترضی (۱۳)
 عنقریب یقیناً خدا تم کو اتادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضور کا نطق نطق الہی ہے:

و ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی (۱۴)
 وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے ہیں جو کچھ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ
 صرف وحی الہی ہے جو آپ ﷺ کی طرف اللہ کی جانب سے کی جاتی ہے۔
 والضحیٰ واللیل اذا سجی ما ودعک ربک و ماقلی (۱۵)

۹۔ سورہ مدثر، آیت ۱

۱۰۔ سورہ یسین، آیت ۳

۱۱۔ سورہ طہ، آیت ۲

۱۲۔ سورہ حجر، آیت ۸۲

۱۳۔ سورہ ضحیٰ، آیت ۵

۱۴۔ سورہ نجم، آیت ۴

۱۵۔ سورہ ضحیٰ، آیت ۳

چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ چھائے آپ ﷺ کو آپ کے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکر وہ جانا۔

خدا نے آپ کے افعال کو اپنی طرف منسوب کیا:

و ما رمیت اذ رمیت و لكن الله رمى (۱۶)
(اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مٹھی بھر خاک تم نے نہیں پھینکی جب کہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

ان الذين يبایعونك انما يبایعون الله يد الله فوق ايديهم (۱۷)
بیشک وہ لوگ جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي الله و رسوله (۱۸)
اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش دتی نہ کرو۔

يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي و لا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم و انتم لا تشعرون ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة و اجر عظيم (۱۹)

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور نہ ایسے ان سے بولو جیسے ایک دوسرے سے زور کے ساتھ بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو جو لوگ اپنی آوازوں

۱۶۔ سورہ انفال، آیت ۱۷

۱۷۔ سورہ فتح، آیت ۱۰

۱۸۔ سورہ حجرات، آیت ۱

۱۹۔ سورہ حجرات، آیت ۳

کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں وہی لوگ وہ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری کے لئے منتخب کر لیا اور ان کے لئے اجر عظیم ہے۔
ان آیات کے علاوہ بکثرت دوسری آیات موجود ہیں جو حضور پاک کے مرتبہ جلیلہ کی شاہد ہیں۔

فضائل اور احادیث نبویہ:

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر و انا اول شافع و مشفع و لا فخر (۲۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں انبیاء کی قیادت کرنے والا ہوں اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا اور میں خاتم النبیین ہوں میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میں اول شفاعت قبول کیا گیا ہوں یہ بھی فخر سے نہیں کہتا۔

عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین و صاحب شفاعتہم غیر فخر (۲۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی

۲۰۔ الف: سنن دارمی، ج ۱، ص ۲۷۷، باب: "ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل" مطبع دار الفکر، بیروت

ب: الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر: امام سیوطی: ج ۱/ ص ۹۳

ج: مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین: اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۲۱۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۱، باب: ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم "کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: الجامع الصغیر: امام سیوطی ج ۱/ ص ۳۹، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بحوالہ مستدرک، مسند امام احمد ابن ماجہ، ترمذی

ج: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۲، باب: "فضائل سید المرسلین." اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام نبیوں کا پیشوا اور ان کا خطیب ہوں گا۔ (یعنی جب وہ چپ ہوں گے تو میں ان کی طرف سے کلام کروں گا) اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اکثر الانبياء تبعاً يوم القيامة و انا اول من يقرع باب الجنة (۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن از روئے تبعین کے دیگر انبیاء کے مقابل زیادہ تعداد میں ہوں گا۔ اور میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجدا و طهورا و ارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبیون (۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبیوں پر چھ خصلتوں میں فضیلت دیا گیا ہوں میں جامع کلمے

۲۲۔ الف: الجامع الصغیر: امام سیوطی ج ۱/ ص ۹۳ مصطفیٰ البالی الجلی مصر

ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۱ باب: فضائل سید المرسلین، ص ۱۳۷، طبع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۲۳۔ الف: مسلم شریف، کتاب المساجد، باب مواضع الصلوٰۃ

ب: الجامع الصغیر: امام سیوطی، ج ۱/ ص ۶۵ المطبع مصطفیٰ البالی الجلی

دیا گیا ہوں دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے کے ذریعہ میں مدد کیا گیا ہوں اور غیبتیں میرے لئے حلال کی گئیں ہیں میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی کردی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی جانب بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی ہے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا سید ولد آدم یوم القيامة و لا فخر و بیدی لواء الحمد
و لا فخر و ما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت
لوائی و انا اول من تنشق عنه الارض و لا فخر. (۲۴)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور
فخر نہیں کرتا (قیامت میں) میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس پر فخر
نہیں کرتا اور قیامت کے دن کوئی پیغمبر خواہ آدم ہوں یا ان کے علاوہ وہ
سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے قبر سے
اٹھوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال فاکسی حلة من حلل الجنة ثم اقوم عین یمین
العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیرى. (۲۵)

۲۴۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۲ باب: ”ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم،
کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: ابن ماجہ: باب ذکر الشفاعة ص ۳۲۹ المطبع الفاروقی صلی

ج: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۳ باب: فضائل سید المرسلین ”اصح المطابع دہلی، ۱۳۷۵ھ

۲۵۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۱ باب: ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم،
کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۴ باب: ”فضائل سید المرسلین، اصح المطابع، دہلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جاؤں گا عرش کے داہنے طرف کھڑا ہوں گا۔ خلأق میں کوئی شخص نہیں ہے کہ میرے سوا اس مقام پر کھڑا ہو سکے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لك النبوة قال و ادم بین الروح و الجسد (۲۶)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس حال میں کہ آدم روح و بدن کے درمیان تھے (یعنی آدم علیہ السلام کا پتلا زمین پر رکھا ہوا تھا) یہ کنایہ ہے سبقت افضلیت کا۔
و کیف یدرك فی الدنیا حقیقتہ - قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم (۲۷)
ترجمہ: وہ خوابیدہ افراد آپ کی حقیقت کا ادراک کیسے کر سکتے ہیں جنہوں نے ایک تصور و خیال سے ہی تسلی کر لی ہے۔

خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقام عالی کے متعلق جو ارشاد فرمایا اسے سامنے رکھتے ہوئے ہمارا ادراک قاصر ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ انسان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اور مقام رسالت کا ادراک نہیں کر سکتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی (۲۸)
تم میں سے کون ہے میرے مثل؟ میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے

۲۶۔ الف: ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۱، باب: "ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

ب: مشکوٰۃ ج ۲، ص ۵۱۳، باب: فضائل سید المرسلین۔ اصح المطابع، دہلیم ۱۳۷۵ھ

۲۷۔ قصیدہ بردہ، شعر ۵۰

۲۸۔ مسلم شریف، کتاب الصیام: باب النهی عن الوصال

کھلاتا ہے پلاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لم یعرفنی حقیقة غیر ربی یا ابا بکر
اے ابو بکر! میری حقیقت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

دیدار نبی دیدار خدا ہے:

من رانی فقد را الحق (۲۹)

جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع کے لئے کیا خوب فرمایا:

لاتنکر الوحی من رؤیاه ان له قلبا اذا نامت العينان لم ينم (۳۰)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوابوں کے وحی ہونے کا انکار مت کر کیونکہ ان کا دل اس
وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں۔

فاق النبيين في خلق وفي خلق ولم يدانوه في علم ولاكرم (۳۱)
آپ حسن سیرت و صورت اور اخلاق میں سارے انبیاء کرام پر فائق و برتر ہیں اور وہ
حضرات علم و دانش اور کرم و بخشش میں آپ کے قریب بھی نہیں پہنچے۔

فهو الذي تم معناه و صورته ثم اصطفاه حبيبا باري النسم (۳۲)
آپ کی ذات پاک وہ ہے جس کی صورت و سیرت کامل ہو گئی پھر خالق دو جہاں نے آپ کو
اپنا حبیب بنالیا۔

فمبلغ العلم فيه انه بشر و انه خير خلق الله كلهم (۳۳)

۲۹۔ الموابب اللدنیہ، ج ۲، ص ۶۶۲ الفصل الثانی ما خص به صلی اللہ علیہ وسلم، پور بندر، گجرات

۳۰۔ قصیدہ بردہ، ۸۳

۳۱۔ قصیدہ بردہ، شعر ۳۸

۳۲۔ قصیدہ بردہ، شعر ۴۱

۳۳۔ قصیدہ بردہ، شعر ۵۱

حضور کے بارے میں لوگوں کے علم کی انتہاء بس اتنی ہے کہ آپ انسان ہیں اور مخلوق خدا میں سب سے بہتر ہیں۔

و كل اى اتى الرسل الكرام بها فانما اتصلت من نوره بهم (۳۴)
تمام رسول جو معجزات و نشانیاں لائے وہ آپ ہی کے نور مبارک سے ان کو عطا ہوئے ہیں۔
وقدّمك جميع الانبياء بها و الرسل تقديم مخدوم على خدم (۳۵)
سارے انبیاء و مرسلین نے اس مبارک رات میں آپ کو اپنا امام و پیشوا بنایا جیسے خدام اپنے مخدوم کو پیشوا بناتے ہیں۔

مسئلہ شفاعت اور قرآن کریم:

رب العزت تبارک و تعالیٰ نے حبیب اکرم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیامت کے ہولناک دن میں بھی یہ عزت عطا فرمائی کہ آپ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اس ہیبت ناک دن میں انبیاء و مرسلین کرام پریشان ہوں گے مگر حضور پاک کا دریائے رحمت جوش پر ہوگا اور آپ مقبول الشفاعۃ ہیں یعنی آپ کی شفاعت قبول ہوگی، بعض افراد نے اس مسئلہ میں غلط خیال قائم کر کے مسئلہ شفاعت کا انکار کیا خدا انہیں توفیق خیر دے اور وہ اس خیال کی اصلاح کریں۔ اب ہم ذیل میں مسئلہ شفاعت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (۳۶)
ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب قیامت کے دن تمہیں مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا۔

قال فی تفسیر البیضاوی عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما
محمودا انه مقام الشفاعۃ لما روی ابو ہریرۃ رضی اللہ

- ۳۴۔ قصیدہ بردہ، شعر ۵۲
۳۵۔ قصیدہ بردہ، شعر ۱۱۰
۳۶۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۹

عنه انه عليه السلام قال هو المقام الذي اشفع فيه لامتي
و لا شعاره تعالى بالناس يحمدونه لقيامه فيه و ما ذاك الا
مقام الشفاعة (۳۷)

صاحب تفسیر بیضاوی نے ”عسی ان یبعثک“ کے ماتحت کہا کہ مقام
محمود مقام شفاعت ہے اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ
جہاں میں شفاعت کروں گا اپنی امت کی۔ اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو آگاہ فرمایا کہ لوگ اللہ کی حمد و ثنا کریں گے کیونکہ اللہ نے آپ کو
اس مقام پر فائز کیا ہے اور وہ مقام صرف مقام شفاعت ہے۔

لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا (۳۸)
ترجمہ: خدا کے یہاں شفاعت کے مالک وہی لوگ ہیں جنہوں نے رحمن
کے پاس عہد و پیمان کر رکھا ہے۔

مسئلہ شفاعت اور احادیث مبارکہ:

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
شفاعتی لاهل الکبائر من امتی (۳۹)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال یحبس المؤمنون یوم القيامة حتی یهموا بذلك

۳۷۔ تفسیر بیضاوی، ج ۳، ص ۲۶۳ تحت آیت ۷۹، سورہ بنی اسرائیل، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۶ء

۳۸۔ سورہ مریم، آیت ۸۷

۳۹۔ الف: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۶ باب: ”ما جاء فی الشفاعة“ کتب خانہ رشیدیہ دہلی

ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۲۹۲ باب الحوض و الشفاعة، مطبع الصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

فيقولون لو استشفعنا الى ربنا فيريحنا من مكاننا
فياتون ادم فيقولون انت ادم ابو الناس خلقك الله بيده
واسكنك جنته واسجد لك ملائكته وعلمك اسماء كل
شئ اشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا
فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب اكله من
الشجرة وقد نهى عنها ولكن اتتوا نوحا اول نبي بعثه
الله الى اهل الارض فياتون نوحا فيقول لست هناكم و
يذكر خطيئته التي اصاب سوا له ربه بغير علم ولكن
اتتوا ابراهيم خليل الرحمن قال فياتون ابراهيم فيقول
انى لست هناكم ويذكر ثلث كذبات كذبهن ولكن اتتوا
موسى عبدا اتاه الله التوراة وكلمه وقر به نجيا قال
فياتون موسى فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي
اصاب قتله النفس ولكن اتتوا عيسى عبد الله ورسوله
وروح الله وكلمته قال فياتونه عيسى فيقول لست هناكم
ولكن اتتوا محمدا عبدا غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما
تأخر قال فياتوني فاستاذن على ربي في داره فيؤذن لى
عليه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعنى ماشاء الله ان
يدعنى فيقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع و
سل تعطه قال فأرفع رأسى فأثنى على ربي بثناء و
تحميد يعلمني ثم اشفع فيحدلى حدا فأخرجهم من النار
و أدخلهم الجنة ثم أعود الثانية فاستاذن على ربي في
داره فيؤذن لى عليه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعنى ثم

يقول ارفع محمد و قل تسمع و اشفع تشفع و سل تعطه
 قال فأرفع رأسي فأثني على ربي بثناء و تحميد يعلمني
 ثم أشفع فيحدلي حدا فأخرجهم من النار و
 أدخلهم الجنة ثم أعود الثالثة فاستاذن على ربي في
 داره فيؤذن لي عليه فاذا رأيته وقعت ساجدا فيدعني
 ما شاء الله ان يدعني ثم يقول ارفع محمد و قل تسمع و
 اشفع تشفع و سل تعطه قال فأرفع رأسي فأثني على
 ربي بثناء و تحميد يعلمني ثم أشفع فيحدلي حدا فأخرج
 فأخرجهم من النار و أدخلهم الجنة حتى ما يبقى في النار
 الا من قد حبسه القرآن اي وجب عليه الخلود ثم تلا هذه
 الآية عسى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً قال فهذا المقام
 المحمود الذي وعده نبيكم (۴۰)

حضرت انس راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن
 مسلمان روکے جائیں گے یہاں تک کہ روکے جانے کی وجہ سے فکر میں
 پڑ جائیں گے۔ اور کہیں گے کاش ہم کسی کو طلب کرتے کہ وہ ہمارے
 پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا تا کہ وہ ہمیں اس غم و محن سے راحت
 دیتا، لہذا مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور
 عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں خدا نے آپ کو دست
 قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور فرشتوں سے آپ کو

۴۰۔ الف: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: ”قول الله تعالى وجوه يومئذ ناضرة“

ب: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: ”ادنى اهل الجنة منزلة فيها“

ج: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۴۸۸ باب: الحوض و الشفاعة“ صح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ

سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے آپ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ وہ ہمیں اس تکلیف سے راحت بخشے حضرت آدم فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور آپ اپنی لغزش یاد فرمائیں گے جو درخت کے پھل کھانے کی وجہ سے ہوئی تھی حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے وہ کہیں گے تم نوح کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جن کو خدا نے اہل زمین کی جانب بھیجا لہذا وہ حضرت نوح کے پاس آئیں گے وہ ارشاد فرمائیں گے میں اس لائق نہیں حضرت نوح اپنی وہ لغزش یاد فرمائیں گے جو اپنے رب سے نادانستہ سوال کر کے کی تھی (وہ کہیں گے) تم حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کے پاس جاؤ حضور نے فرمایا لوگ حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہوں گے پس آپ بھی فرمائیں گے میں اس لائق نہیں ہوں اور دنیا کے تین کذب یاد فرمائیں گے جو دنیا میں بولے تھے (اور فرمائیں گے) تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ کہ وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور اس سے کلام فرمایا اور سرگوشی کے لئے اسے قریب کیا حضور نے فرمایا لوگ حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہوں گے، لہذا وہ فرمائیں گے میں اس قابل نہیں ہوں اور اپنی اس لغزش کو جو قبطی کے قتل کی وجہ سے ہوئی تھی یاد کر کے فرمائیں گے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے، رسول، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں حضور نے فرمایا لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میں اس مرتبہ کا نہیں تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ جو اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے خلاف اولی اللہ نے معاف کر دیئے ہیں وہ لوگ میرے پاس آئیں گے میں خدا کے حضور جو اس کا مقام ہے حاضر ہونے کا اذن طلب کروں گا مجھے اذن دیا جائے گا جب میں خدا کا دیدار کروں گا تو

اس کے حضور سجدہ کروں گا پس جب تک خدا چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا۔ اس کے بعد خدا فرمائے گا اے محمد! اپنا سراٹھاؤ جو کہو گے سنا جائے گا شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی سوال کرو پورا کیا جائے گا حضور نے فرمایا میں اپنا سراٹھاؤں گا اور اپنے خدا کی جو اس نے سکھائی حمد و ثنا کروں گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی پھر میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر دوبارہ آ کر خدا کی بارگاہ میں حاضری کا اذن چاہوں گا مجھے اذن دیا جائے گا جب میں اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں رہوں گا پھر ارشاد ہوگا اے محمد سراٹھاؤ کہو سنا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی مانگو دیا جائے گا فرمایا میں اپنا سراٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا جو اس نے مجھے سکھائی ہے کروں گا پھر شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی پس میں نکلوں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا پھر تیسری بار اپنے خدا کی بارگاہ میں اذن چاہوں گا مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اپنے خدا کا دیدار کروں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر خدا فرمائے گا سجدہ سے سراٹھاؤ کہو سنا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی مانگو دیا جائے گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا۔ جو اس نے مجھے سکھائی پھر شفاعت کروں گا پھر حد مقرر کی جائے گی میرے لئے، میں نکلوں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاؤں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہ شخص کہ جس کو قرآن نے روکا ہے یعنی وہ شخص کہ جس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔ ”قریب ہے کہ تجھے

تیرا رب مقام محمود پر فائز کرے۔“
حضرت انس نے فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا خدا نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا ہے۔

حشر حضور کے قدموں پر ہوگا

صحیحین میں ہے:

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو
اللہ بى الکفر و انا الحاشر الذی یحشرون علی قدمی
(۴۱)

ترجمہ: میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں کفر و شرک کا
مٹانے والا ہوں۔ خدا میرے ذریعہ سے کفر و شرک کو مٹاتا ہے میں حاشر
ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر کیا جائے گا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا
الا اللہ خالصا من قلبہ او نفسہ (۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا لوگوں میں
میری شفاعت سے بہرہ مند وہ ہوگا جس نے خلوص قلب و دل سے لا الہ
الا اللہ کہا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی یوم القیامۃ حق

۴۱۔ الف: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الصف

ب: صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: ”فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم“

ج: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۵ باب فضائل سید المرسلین، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۴۲۔ الف: صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث

ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۴۸۹ باب الحوض و الشفاعۃ، مطبع اصح المطابع، ۱۳۷۵ھ

فمن لم يؤمن به لم يكن من اهلها (۴۳)
حضور علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت میری شفاعت حق ہے جس نے
اس پر یقین نہیں کیا وہ اہل شفاعت سے نہیں ہوگا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني آت من عند
ربي فخيرني بين ان يدخل نصف امتي الجنة و بين
الشفاعة فاخترت الشفاعة (۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کے پاس سے فرشتہ
آیا (اس نے خدا کا پیغام سنایا) کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری
آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے یا میں شفاعت کو پسند کروں تو میں
نے شفاعت کو اختیار کیا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شفاعتي لاهل
الكبائر من امتي (۴۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے اہل
کبائر کے لئے ہوگی۔

اخرج البزار و الطبرانی في الاوسط و ابو نعيم بسند
صحيح قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشفع لامتي
حتى ينادي نبي ربي عز وجل فيقول ارضيت يا محمد
فاقول نعم رضيت قال رأيت ما تعمل امتي بعدى

۴۳۔ جامع صغیر، ج ۲/ص ۳۴ مطبع البابي الحلبي، مصر
یہ حدیث زید بن ارقم سے اور تقریباً دس دیگر صحابہ سے مروی ہے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۴۴۔ مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ما فی الشفاعۃ

۴۵۔ ابن ماجہ، ج ۱، ص ۳۳۹ باب ذکر الشفاعۃ، مطبوعۃ فاروقی دہلی

فاخترت لهم الشفاعة. (۴۶)

بزار اور طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے سند صحیح کے ساتھ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ مجھے میرا رب پکارے گا کہ اے محمد! کیا تو راضی ہو گیا؟ میں عرض کروں گا اے رب! میں راضی ہو گیا۔ اور حضور نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میری امت بعد میں کیا عمل کرے گی اس لئے میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔

الغرض مسئلہ شفاعت نبویہ حق اور صحیح ہے اور اس پر یقین نہ رکھنے والے کو خود حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفاعت کا اہل نہ ہونا فرمایا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ البتہ اگر کوئی جاہل یہ خیال قائم کرے کہ جب حضور پاک ہمارے شفیع و دستگیر ہیں تو پھر ہمیں نماز و روزہ اور دیگر احکام پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خیال فاسد ہے بحیثیت مسلمان ہر شخص کو عمل خیر کرنا لازمی ہے۔ مسئلہ شفاعت پر صاحب قصیدہ بردہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا۔

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته لكل هول من اللاهوال مقتحم (۴۷)
وہی ایسے محبوب خدا ہیں جن کی شفاعت کا آسرا ہر پیش آنے والی ہولناک مصیبت میں کیا جاتا ہے۔

حضور کے خدام بھی شفاعت کریں گے:

وعدنى ربى ان يدخل الجنة من امتى سبعين الفا
لا حساب عليهم و لا عذاب مع كل الف سبعون الفا. (۴۸)

۴۶۔ المعجم الاوسط، ج ۲، ص ۳۰۷، دار الحرمین قاہرہ ۱۴۱۵ھ بروایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۴۷۔ قصیدہ بردہ، شعر ۳۶

۴۸۔ ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۶۱ باب ماجاء فی ذکر الشفاعة، مطبع کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا کہ وہ میری امت سے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار داخل جنت فرمائے گا۔ ابوبکر الشافعی نے فضل الشیخین میں کتاب احادیث غرر سے حدیث ذیل نقل فرمائی ہے۔

ینادی یوم القيامة اين اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فيوتى بالخلفاء رضى الله عنهم فيقول الله لهم ادخلوا من شئتم الجنة دعوا من شئتم۔

قیامت کے دن ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر بھی وہ عنایت فرمائے اسے مرتبہ شفاعت عطا فرمادے۔ حضور دیکھیں عالم حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اولیائے کرام بھی اس دن اپنے نام لینے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سابقہ عنوان کے ماتحت وہ احادیث درج کی گئیں جن سے یوم محشر میں آپ کا شفاعت فرمانا ثابت تھا، حضرات اہل سنت کا یہ عقیدہ شریفہ حق اور صحیح ہے کہ سرکار ابد قرار روجی لہ القدر اکو خدا نے جس طرح عالم ظاہر میں قوت و شوکت عطا فرمائی تھی آج بھی آپ اسی طرح نصرت فرماتے ہیں اور آپ کی ذات اقدس میں کسی طرح کی تبدیلی اور تغیر نہیں ہوا اس عنوان کے ماتحت علمائے متقدمین نے کافی سے زیادہ دلائل دے کر اس مسئلہ کو ناقابل تردید شکل میں پیش فرمادیا ہے۔

موجودہ دور میں ہر وہ شخص جس کے اندر نہ تو صلاحیت علمی ہے نہ فکر و نظر کی قوت، دنیوی اور سیاسی امور کی طرح دینی مسائل میں اپنی عقل و بحث سے الجھتا ہے اور جو ٹھوس

مواد متقدمین ضخیم کتابوں میں پیش کر گئے اس سے قطعاً بے خبر ہے۔ تمام عالم انسانیت میں حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں یا غیر انبیاء حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنی ہر خصوصیت میں بے مثل و بے نظیر ہے آپ کا بعد وصال یہ اعزاز پانا کہ آپ عالم قبر میں ہر ایک کی آواز سماعت فرماتے، حالات کا معائنہ اور زندگی کی طرح ہر قسم کا ادراک و شعور رکھتے ہیں، بعد از قیاس نہیں بلکہ خداوند قدوس کے فضل خاص اور نہایت کرم کی ایک مثال ہے۔

قرآن کریم اور حیات بعد الموت:

و لا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء و
لكن لا تشعرون (۴۹)

ترجمہ: جو خدا کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احياء
عند ربهم یرزقون فرحین بما اٰتھم اللہ من فضله (۵۰)
ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس وہ روزی دیئے جاتے ہیں بہت خوش ہیں اس پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں شہدائے کرام کی یہ شان بیان فرمائی کہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں یہ بات ایک جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ شہداء کا درجہ بہر طور نبی سے کم ہے شہداء حضور کے خادم و غلام ہیں اور آپ ہی کے ارشاد کو قبول فرما کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے تو پھر جب انھیں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ سے حیات بعد الموت کی عزت

۴۹۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۵۴

۵۰۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۷۰

حاصل ہو تو حضور کو اس مقام عالی پر پہنچنے میں کیا قباحت ہوئی۔

علمائے متقدمین کا حیات النبی کے مسئلہ میں عقیدہ:

حضرت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”تنویر الحک فی جواز رؤیة النبی و الملك“ میں فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسده و روحه و انه
یتصرف و یتسیر فی اقطار الارض و فی ملکوت و هیئته
التي کان قبل وفاته و لم یبدل منه شیء (۵۱)
ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بدن اور روح کے ساتھ
قبر انور میں زندہ ہیں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں اور آپ کے اندر کوئی تغیر
و تبدل نہیں ہوا۔

و اذن لهم ای الانبیاء فی الخروج من قبورهم و التصرف
فی ملکوت العلوی و السفلی ان حیوة النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی قبره و حیوة سائر الانبیاء معلومة عندنا
علما قطعیا لما قام عندنا من الادلة القطعیة فی ذلك و
تواترت به الاخبار منها قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الانبیاء احياء فی قبورهم و یصلون. (۵۲)
ترجمہ: انبیاء کرام کو اپنی قبروں سے نکلنے اور تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا
ہے عالم علوی اور سفلی میں حضور پاک اور تمام نبیوں کی حیات ہمارے
نزدیک اس لئے یقینی ہے کہ اس کی قطعی دلیل اور متواتر حدیثیں موجود
ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

۵۱۔ تنویر الحک فی جواز رؤیة النبی و الملك، ص ۵۸، دار جوامع الکلم قاہرہ

۵۲۔ تنویر الحک فی جواز رؤیة النبی و الملك، ص ۳۸، دار جوامع الکلم قاہرہ.

فرمایا انبیاء زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم اللہ علی
 الارض ان تاكل اجساد الانبياء۔ (۵۳)
 ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر اس
 بات کو حرام قرار دے دیا کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے۔
 علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التذکرہ فی الحدیث الضعفہ میں فرماتے ہیں:
 الموت ليس بعدم محض و انما انتقال من حال الى حال و
 يدل على ذلك ان الشهداء بعد قتلهم و موتهم احياء عند
 ربهم يرزقون و هذه صفة الاحياء فى الدنيا فالانبياء
 احق و اولیٰ (۵۴)
 موت عدم محض نہیں ہے بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل
 ہونا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل و موت کے بعد بھی زندہ ہیں
 اور انھیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیا جاتا ہے جب شہدا کی یہ شان
 ہے تو انبیائے کرام زیادہ احق و اولیٰ زندہ ہیں۔
 حیات انبیاء کے بارے میں علماء کرام کے بکثرت اقوال موجود ہیں۔ علامہ
 قسطلانی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام محمد وغیرہم فرماتے ہیں۔
 لا فرق بین موتہ و حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 مشاہدتہ لامتہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائمہم و
 خواطرہم و ذلك عنده جلی لا خفاء به
 ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں
 آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کی حالتوں ان کی نیتوں اور ان کے

۵۳۔ سندانی یعلیٰ، ج ۲، ص ۱۴۷، دار المأمون للتراث ۱۹۸۴ء
 ۵۴۔ التذکرۃ فی حدیث الضعفہ، امام سیوطی، بحوالہ تنویر الحکک ص ۴۱، دار جوامع العلم.

ارادوں اور خیالات تک کو پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ پر روشن ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے۔
علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

و لا شك ان حيوة الانبياء عليهم السلام ثابتة مستمرة معلومة و نبينا صلى الله عليه وسلم افضلهم. (۵۵)
ترجمہ: حضرات انبیاء کرام کی حیات ہمیشہ سے ایک ثابت شدہ امر ہے جس میں کوئی شک نہیں اور انبیاء میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔
المسلك المنقط میں ہے:

بانه عليه الصلوة و السلام عالم بحضورك و قيامك و سلامك اى بل بجميع افعالك و احوالك و ارتحالك و مقامك و كانه حاضر جالس بازاك. (۵۶)
رسول علیہ التحیۃ و الثناء تیری حاضری تیرے قیام و سلام کو جانتے ہیں بلکہ تیرے تمام افعال و احوال مقام اور کوچ سے واقف ہیں گویا حضور تیرے مقابل موجود ہیں۔

ابن تیمیہ امام الوہابیہ کی رائے:

ذكر ابن تيمية في اقتضاء الصراط المستقيم كما نقل ابن عبد الهادي ان الشهداء بل كل المومنين اذا زارهم المسلم و سلم عليهم عرفوا به ورد عليه السلام فاذا كان هذه في حال المومنين فكيف لسيد المرسلين صلى الله عليه

۵۵۔ المواہب اللدنیہ، ج ۴، ص ۵۸۶، پور بندر، گجرات ۲۰۰۱ء

۵۶۔ المسلك المنقط، ملا علی قاری، ص ۲۸۶، باب زیارة سيد المرسلين، مطبع المریہ، مکہ مکرمہ ۱۳۱۹ھ

وسلم. (۵۷)

ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں ذکر کیا جسے ابن عبدالبہادی نے نقل کیا ہے شک شہداء بلکہ تمام مسلمان جس وقت مسلمان کی زیارت کریں اور ان پر سلام بھیجیں تو وہ پہچانتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں جب (عام) مسلمان مردوں کا یہ حال ہے تو کیا حال ہوگا حضور اکرم سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اطہر کا۔

مسئلہ حیات النبی پر احادیث مقدسہ:

عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احياء فی قبورهم. (۵۸)
حضرت ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

قال ابن شہاب بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثرُوا من الصلوات علی فی اللیلۃ الزہراء و الیوم الا ظہر فانہما یؤدیان عنکم و ان الارض لا تاكل اجساد الانبیاء (۵۹)

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر چمکتی رات اور چمکتے دنوں میں زیادہ درود پڑھا کرو پس وہ دونوں تمہاری جانب سے مجھے پہنچائے جاتے ہیں۔

۵۷۔ وفاء الوفاء، نور الدین علی بن احمد السموہی، ج ۴، ص ۱۳۵۱، دار احیاء التراث العربی، لبنان

۵۸۔ الف: مسند ابی یعلیٰ، ج ۶، ص ۱۴۷، دار المأمون للتراث دمشق ۱۹۸۴ء

ب: تنویر الحک فی جواز رویۃ النبی و الملک: للسيوطی، ص ۴۶، دار جوامع الکلم، قاہرہ

۵۹۔ الموابہ اللدنیہ، ج ۴، ص ۵۸۸، پور بندر گجرات

عن اوس بن اوس مرفوعاً ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم فيه قبض وفيه النفخة وفيها الصعقة فاكثروا على من الصلوة فيه فان صلوتكم معروضة على قالوا وكيف تعرض صلوتنا عليك وقد ارميت قال ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء. (٦٠)

ترجمہ: اوس بن اوس نے مرفوعاً روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے جس میں حضرت آدم پیدا کئے گئے اور اسی دن وفات دیئے گئے اور اسی دن قیامت ہوگی اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح ہمارے درود آپ پر پیش ہوں گے حالانکہ آپ کے وصال کو مدت ہو چکی ہوگی آپ نے فرمایا زمین پر خدا نے انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا بلغته (٦١)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے میری قبر کے پاس آ کر درود شریف پڑھا میں اس کو سنتا ہوں اور جس نے دور رہ کر درود پڑھا وہ مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً ان للہ ملئکۃ

-
- ۶۰۔ الف: ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۷۵، باب فضل الجمعة: وليلة الجمعة، دار الفکر، بیروت
ب: نسائی، کتاب الجمعة باب، اکثار الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم يوم الجمعة.
ج: مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۱۲۰، باب الجمعة: اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ
۶۱۔ الف: شفاء شریف، قاضی عیاض، ج ۲، ص ۷۹، الباب الرابع فی حکم الصلوة علیہ.

سیاحین فی الارض يبلغون من امتی السلام“ (۶۲)
ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور ﷺ
نے فرمایا اللہ کی طرف سے زمین میں سیاحت کرنے والے فرشتے مقرر
ہیں جو میری امت کا مجھ پر سلام پہنچاتے ہیں۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من صلی علیّ مائة فی يوم الجمعة و ليلة
الجمعة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة
و ثلاثین من حوائج الدنيا ثم و کل اللہ بذلك ملکاً یدخل
علیّ فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا ان علمی بعد موتی
کعلمی فی حیاتی. (۶۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے مجھ پر جمعہ کے
دن یا شب جمعہ میں سو بار درود پڑھا خدا اس پڑھنے والے کی ستر حائیں
آخرت کی اور تیس دنیا کی پوری فرمائے گا اللہ نے درود پہنچانے کے لئے
ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو میری قبر میں اس درود کو لے کر اس طرح داخل
ہوتا ہے جس طرح تمہارے تحائف پہنچتے ہیں۔ بے شک میرا علم بعد
وفات بھی ایسا ہے جیسا زندگی میں تھا۔

روی البزار عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ ملئکة سیاحین
یبلغونه عن امتی قال و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۶۲۔ الف: نسائی: کتاب الصلوة باب السلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۸۶، باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۶۳۔ رسائل اثنا عشریہ للسیوطی، انتباه الانکیا فی حیوة الانبیاء، ص ۱۳

وسلم حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علی
اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ و ما رأیت من شر
استغفرت لکم. (۶۴)

ترجمہ: بزار نے عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے حضور پاک سے روایت
کیا حضور نے فرمایا اللہ نے سیاحت کرنے والے فرشتے مقرر کئے ہیں جو
میری امت کی طرف سے میرے پاس ہدایا پہنچاتے ہیں میری زندگی بھی
تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ پر
تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں جب میں اچھی بات دیکھتا ہوں تو خدا
کی حمد کرتا ہوں اور بری بات دیکھتا ہوں تو خدا سے تمہارے لئے مغفرت
طلب کرتا ہوں۔

حدثنا عبد الله بن عمر العمري قال سمعت سعيد المقبري
يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارني بعد
موتي فكانما زارني في حياتي (۶۵)
ترجمہ: ہم سے عبد اللہ بن عمر العمري نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا میں
نے سعید المقبري سے کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے
میری حالت حیات میں زیارت کی۔

حضرات صحابہ کرام کے مشاہدات و معمولات:

عن سعيد بن المسيب قال لم ازل اسمع الاذان و الاقامة

۶۴۔ مسند بزار، ج ۵، ص ۳۰۸، مؤسسہ علوم القرآن، بیروت ۱۴۰۹ھ
۶۵۔ وفاء الوفاء، نور الدین علی بن احمد السہودی، ج ۴، ص ۱۳۴، الباب الثامن فی زیارة النبی صلی
اللہ علیہ وسلم. دار احیاء التراث العربی، بیروت

فی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام الحرة حتى
عاد الناس

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں ایام حرہ یعنی یزید
کے حملہ کے زمانہ میں حضور کی قبر سے برابر اذان اور اقامت کی آواز سنتا
تھا یہاں تک کہ لوگ مسجد میں واپس آ گئے۔

عنه فلما حضرت الظهر سمعت الاذان من القبر فصليت
ركعتين ثم سمعت الاقامة فصليت الظهر ثم مضى ذلك
الاذان و الاقامة فى قبر المقدس لكل صلوة حتى مضت
ثلاث ليال يعنى ليال ايام الحرة. (۶۶)

ترجمہ: سعید بن مسیب سے ہی مروی ہے جب ظہر کا وقت آیا تو میں نے
حضور کی قبر انور سے اذان کی آواز سنی میں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر تکبیر
کی آواز سن کر میں نے ظہر پڑھی پھر ہر نماز کے لئے اذان و اقامت کی
آواز قبر مقدس سے سنتا رہا یہاں تک کہ ایام حرہ کی تین راتیں گزر گئیں۔

مزار مبارک سے توسل:

عن ابى صالح عن مالك الدار و رواه ابن ابى شبيب بسند
صحيح عن مالك الدار قال اصاب الناس قحط فى زمان
عمر الخطاب فجاء رجل الى قبر النبى صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم استسق
الله لامتك فانهم قد هلكوا فاتاه رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى المنام فقال ائت عمر فاقرئه السلام و اخبره
انهم مسقون و قل له عليك الكيس الكيس فاتى الرجل

۶۶۔ سنن دارمی، ج ۱، ص ۵۶، باب ما اکرم اللہ بینہ بعد موتہ، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال یا رب ما الوا الا عجزت عنه. (۶۷)

ترجمہ: ابی صالح نے مالک دار سے نقل کیا ہے اور اس کو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح مالک دار سے نقل کیا کہ لوگ جب حضرت عمر کے عہد میں قحط زدہ ہوئے ایک شخص حضور کی قبر مقدس پر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے باران رحمت طلب کیجئے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں پس حضور خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر سے جا کر ہمارا سلام کہہ اور یہ خبر دے کہ وہ سیراب کر دیئے جائیں گے اور ان سے کہہ کہ وہ دانائی اختیار کریں پس وہ شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن کر رو دیئے پھر عرض کیا کہ یا رب جہاں تک ممکن ہے قصور واری نہیں کرتا مگر جس بات سے عاجز ہوں۔

رواہ ابو الجوزاء قال قحط اهل المدينة قحطاً شديدا فشكوا الى عائشة فقالت فانظروا قبر النبي صلى الله عليه وسلم فاجعلوا بينه كوة الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا فمطروا وقد يكون التوسل به صلى الله عليه وسلم بطلب ذلك الامر منه. (۶۸)

ترجمہ: ابو جوزاء نے روایت کیا کہ مدینہ منورہ میں قحط شدید پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ قبر اور آسمان کے مابین حجاب دور کرنے کے لئے چھت میں سوراخ کرو تو انھوں نے ایسا ہی کیا تو بارش ہوئی اور بارش اس لئے ہوئی کہ اس فعل سے حضور پاک کی ذات اقدس سے توسل (حضور کو وسیلہ) کیا گیا۔

۶۷۔ وفاء الوفاء، ج ۴، ص ۱۳۷، الباب الثامن، الفصل الثالث، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۶۸۔ مرجع سابق

عن سعيد السمعاني عن علي بن ابي طالب قال قدم علينا اعرابي بعد ما دفننا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة ايام فربط بنفسه على قبر النبي صلى الله عليه وسلم وحثا من ترابه على رأسه قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت وسمعنا قولك ووعيت عن الله سبحانه و ما وعينا عنك و كان فيما انزل عليك و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله الخ و قد ظلمت و جئتك تستغفر لي فنودي من القبر انه قد غفر لك. (٦٩)

ترجمہ: حضرت سعید سمعانی سے مروی ہے انھوں نے سیدنا علی ابن ابی طالب سے روایت کی کہ ایک اعرابی ہمارے پاس آیا جب کہ تین دن ہوئے ہم حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفن کر چکے تھے اس نے اپنے آپ کو قبر پر ڈال دیا اور قبر پاک کی مٹی لے کر سر پر ملنے لگا اور عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ آپ کے قول کو ہم نے سنا آپ نے اللہ سے اور ہم نے آپ سے حاصل کیا اور جو چیز آپ پر اتاری گئی اس میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی اپنے نفس پر ظلم کر کے آپ کے پاس آئے اور اللہ سے مغفرت چاہے اور رسول اس کے لئے دعائے مغفرت کی دعا فرمائیں، تو اللہ کو البتہ توبہ قبول کرنے والا پائیں گے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میری مغفرت کی دعا فرمائیں قبر سے آواز آئی کہ بے شک تجھے بخش دیا گیا۔

مزار مبارک کا احترام:

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں خلیفہ ابو جعفر کا واقعہ نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:

فقال مالك يا امير المؤمنين لا ترفع صوتك في هذا المسجد فان الله تعالى ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی الایة و مدح قوما فقال ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الایة و ذم قوما فقال ان الذين ينادونك من وراء الحجرات الایة و ان حرمة میتا کحرمة حیا فاستکان لها ابو جعفر فقال یا ابا عبد الله استقبل القبلة و ادعوا ام استقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک و وسیلة ابیک آدم علیه السلام الی الله یوم القيامة بل استقبله و استشفع به فیشفعک الله قال الله تعالی و لو انهم اذ ظلموا انفسهم الایة۔ (۷۰)

ترجمہ: امام مالک نے کہا اے امیر المؤمنین اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کرو واللہ تعالیٰ نے قوم کو ادب سکھایا کہ تم اپنی آوازوں کو حضور کی آواز پر بلند مت کرو اور ایک قوم کی مدح فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو حضور کے پاس پست رکھتے ہیں اسے موجب تقویٰ قرار دیا اور ایک قوم کی برائی بیان کی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو حجروں کے عقب سے پکارتے ہیں اکثر جاہل ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ حضور کی حرمت و عزت جس طرح زندگی میں تھی ویسی ہی بعد میں ہے۔ ابو جعفر نے قبول کر کے سرخم کر دیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ کی طرف منھ کر کے دعا مانگوں یا حضور کی طرف منھ کر کے مانگوں؟ آپ نے جواب دیا کہ تو اپنے منھ کو اس ذات سے جو تیرا وسیلہ اور تیرے باپ آدم کا

قیامت میں وسیلہ ہے کیوں پھیرتا ہے بلکہ تو ان کی طرف متوجہ ہو اور انہیں
 کو شفع بنا۔ تو اللہ (ان کے وسیلہ سے) تیری شفاعت قبول فرمائے گا۔ اللہ
 نے فرمایا و لو انهم اذ ظلموا الى آخر الآية

صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہیں:

يا اكرم الخلق مالى من الودبه سواك عند حلول الحادث العمم (۷۱)
 اے سب سے مکرم و معظم ذات مبارک، عام حادثات کے وقت کون ہے تیرے سوا جس کی
 میں پناہ حاصل کروں۔

حضور کو ہر حالت میں مددگار سمجھنا:

علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

”من لم يرو ولاية الرسول عليه السلام فى جميع احواله و
 لم ير نفسه فى ملكه لا يذوق حلاوة سنته.“
 جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا
 ملک نہ سمجھے وہ سنت نبوی کی چاشنی نہیں چکھے گا۔

حضور پاک دین و دنیا کے کارساز ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین و دنیا کے کارساز ہیں آپ کو مصیبت کے وقت پکارنا یا
 رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر عرض کرنا ہر طرح صحیح ہے آپ ہر پکارنے والے کی صدا سن کر
 جواب ارشاد فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ
 ان کے یہاں تشریف لے گئے ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا:
 فجاءت امانا فذكرت يتمنا فقال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم العيلة تخافين و انا وليهم فى الدنيا و الآخرة.

۷۱۔ قصیدہ بردہ، شعر ۱۵۳

ہماری والدہ نے حضور سے ہماری یتیمی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کی شکایت کرتی ہو حالانکہ میں ان کا دنیا و آخرت میں ولی و کار ساز اور مددگار ہوں۔

حضرات صحابہ حضور کو اپنی جان و مال کا مالک سمجھتے:

ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر (۷۲)
مجھے کبھی کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جیسا کہ ابو بکر کے مال نے دیا۔
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔
هل انا ومالى الا لك يا رسول الله
میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے۔

حضور کے ارشاد پر شہادت ہونا:

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے مدحیہ اشعار آئندہ ہم درج کریں گے حضور نے ان کی زبان سے نعتیہ کلام سماعت فرما کر جو فرمایا اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے۔
غفر لك ربك و ما استغفر رسول الله صلى الله عليه وسلم
لانسان الا استشهد قال فنادى عمر بن الخطاب وهو على
جمل له يا بنى الله لولا ما ستعتنا بعامر. (۷۳)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر سے) کہا اللہ تیری مغفرت کرے
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس انسان کے لئے مغفرت کی دعا
فرماتے وہ شہید ہو جاتا تو راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے پکارا وہ اونٹ پر
سوار تھے کہ کاش حضور ہمیں عامر کی زندگی سے اور فائدہ اٹھانے دیتے۔

۷۲۔ الف: سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق

ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۵۵ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ

۷۳۔ بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوة ذی قرد وغیرہ

یعنی کاش حضور ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ فرماتے۔

استمداد و استعانت:

ہم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بارگاہ نبویہ میں استغاثہ کرنا مزار پاک سے وسیلہ وغیرہ کا بیان گذشتہ اوراق میں کر دیا اب ایک مثال حضور اقدس کے زمانہ حیات کی، جس میں مدد چاہنے کے الفاظ بھی بصراحت آئے ہیں نقل کرتے ہیں جب وفد ہوازن حضور کی خدمت اقدس میں قیدیوں کی رہائی کا معروضہ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔

اذا صليتم الظهر فقوموا فقولوا انا نستعين برسول الله

على المؤمنين او المسلمين في نساءنا و ابناءها

جب تم ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مؤمنین پر اپنی عورتوں و بچوں کے لئے۔

حضور پاک کا وسیع اختیار و قبضہ:

خدائے پاک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین و آسمان پر تسلط عطا فرمایا جو حضور کی مرضی ہوتی خدا اپنے حبیب کی خاطر وہی کرتا چنانچہ ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ما اری ربك الا يسارع في هواك (۷۴)

ترجمہ: میں آپ کے رب کو دیکھتی ہوں کہ وہ آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے:

ان ابا طالب مرض فثقل فعاده النبي صلى الله عليه

وسلم فقال يا ابن اخي ادع ربك و الذي بعثك ان يعافيني

۷۴۔ بخاری شریف، کتاب النکاح، باب هل للمرأة ان تهب نفسها لأحد مسلم،

کتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضررتها

اللهم اشف عمى فقال كانما نشط من عقال فقال ابو طالب يا بن اخى ان ربك بعثك ليطيعك فقال و انت يا عماء و ان اطعت الله ليطيعنك. (۷۵)

ترجمہ: ابو طالب بیمار ہوئے ان کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کیا کہ اے بھتیجے میرے لئے اپنے رب سے تندرستی کی دعا کرو حضور نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے چچا کو شفا دے دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بھتیجے بے شک تیرا رب تیری خواہش پوری کرتا ہے حضور نے فرمایا اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے گا۔ (یعنی کرم فرمائے گا)

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لما رمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ت فاطمة رضی اللہ عنہا فوقفت علی قبره صلی اللہ علیہ وسلم و اخذت قبضة من تراب القبر و وضعت علی عینہا و بکت و انشاء ت تقول

ما ذا علی من شم تربة احمد ا ان لا يشم مدى الزمان غواليا
صبت علی مصائب لو انها صبت علی الايام صرن لياليا (۷۶)
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حضور ﷺ کا وصال شریف ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی

۷۵۔ المستدرک، امام الحاکم، ج ۱، ص ۷۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ

۷۶۔ الجوهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم، ابن حجر مکی، ۱۶۰-۱۶۱ الباب جواز تقبیل القبر الشریف، دار جوامع الکلم، قاہرہ

اور رو کر یہ شعر پڑھے ”جس نے روضہ پاک کی خاک سو گھنے کا شرف حاصل کیا اگر وہ زمانہ دراز تک خوشبو نہ سو گھنے تو کوئی حرج نہیں مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ غم کے مارے رات ہو جاتے۔“
حضرت نابغہ صحابی رسول کا مشہور شعر متعلق استمداد بھی یہاں ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا آپ فرماتے ہیں۔

فيا قبر النبی و صاحبيه الا يا عوننا لا تسمعونا (۷۷)
اے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کی قبر، اے ہمارے مددگار کاش آپ ہمیں سنیں (اور ہماری مدد کریں۔)
حضور پاک کی خدمت میں ایک نایبنا حاضر ہوئے اور بینائی کے لئے طالب دعا ہوئے تو آپ نے بعد نماز ذیل کی دعا تلقین فرمائی۔

اللهم انی استئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة يا
محمد انی اتوجه بك فی حاجتی هذه ليقضی لی اللهم
فشفعه فی . (۷۸)

ترجمہ: الہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی الرحمہ ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو الہی انھیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

علامہ محمد جزری نے حصن حصین میں بصیغہ حاضر بھی نقل فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حضور میرے حاجت روا ہیں۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہی دعا

۷۷۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبد البر ج ۳، ص ۵۱۸، دار الجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۷۸۔ الف: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۷، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

ب: الحصن الحصین، ص ۱۵۱ مطبع نجم العلوم، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک حاجت مند کو تعلیم دی جس کے پورے الفاظ یہ ہیں۔

ایت المیضاة فتوضاً ثم أت المسجد فصل فيه ركعتين ثم
قل اللهم اني استلك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله
عليه وسلم نبي الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي
فيقضى حاجتي و تذكر حاجتك و رح الى حتى اروح معك
الخ (٧٩)

ترجمہ: وضو کی جگہ جا کر وضو کر پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں
دعا کراہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف ہمارے نئی رحمت
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ میں
حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا
فرمائیے اور اپنی حاجت کا ذکر کرو شام کو پھر آنا میرے پاس کہ میں
تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحب حصن حصین رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کے بارہ میں یہ بھی فرمایا:

من كانت له ضرورة فليتوضا وليحسن وضوآه و يصل
ركعتين ثم يدعو بهذا الدعاء (٨٠)
ترجمہ: جب کسی شخص کو کوئی خاص ضرورت پیش آ جائے تو اچھا وضو کر کے
دو رکعت نفل پڑھے پھر اس دعا کو پڑھ کر دعا مانگے۔

۷۹۔ الف: المعجم الكبير، ج ۹، ص ۳۰، مکتبۃ العلوم والحکم الموصول ۱۹۸۳ء

ب: المعجم الصغير، ج ۱، ص ۳۰۶، المکتبۃ الاسلامی، بیروت ۱۹۸۵ء

۸۰۔ الحصن الحصین، ص ۱۵۱، المعجم العلوم، کھنؤ ۱۳۰۶ھ

حضور پاک برکت دیتے ہیں:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و طاقت کا عالم تو یہ ہے کہ آپ نے صرف خدا کے حکم و فضل سے اپنا تسلط فرمایا ان حقائق کے لئے آیات قرآنیہ بالتفصیل شہادت دے رہی ہیں یہاں پر حضرت سیدنا فاروق اعظم کی وہ روایت جسے مسند نے نقل کیا ہے اور وہ ارشاد جو حضور نے مدینہ والوں سے فرمایا تھا نقل کرتے ہیں۔

اصبروا و ابشروا فانی قد بارکت علی صاعکم و مدکم

ترجمہ: صبر کرو اور خوش ہو کہ میں نے تمہارے پیمانوں میں برکت

دے دی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہم ارشاد:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے فارق حق و باطل ایک دن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر فرماتے ہیں۔

هل انبت الشعر على رؤسنا الا ابوك

ترجمہ: ہمارے سر پر بال تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اگائے ہوئے ہیں یعنی جو کچھ عزت ملی وہ سب حضور کی عطا سے۔

یا رسول اللہ کہنا:

مذکورہ بالا احادیث نبویہ اقوال و اعمال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ امر بخوبی ثابت و واضح ہو گیا کہ سرکارِ ابد قرار روجی لہ الفداء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مصیبت و تکلیف میں قریب و بعید سے پکارنا آپ کو اپنا شفیع و وسیلہ بنانا یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر مخاطب کرنا ہر طرح صحیح ہے اسی طرح مزارِ مبارک سے استفادہ کرنا بھی درست اور معمولات صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مطابق ہے۔

عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا:

بعض حضرات اس قسم کے ناموں پر معترض ہوتے ہیں اس لئے ہم یہاں مختصراً اس بحث کو بھی درج کئے دیتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر نے مختلف رواۃ سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبہ مبارکہ کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔

يا ايها الناس اني قد علمت انكم كنتم تونسون مني
شدة و غلظة و ذلك اني كنت مع رسول الله و كنت
عبده و خادمه. (۸۱)

ترجمہ: اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سختی و شدت پاتے ہو اور
اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور کے ساتھ رہتا تھا اور میں حضور کا بندہ
اور خادم ہوں۔

مسئلہ علم غیب:

حضرات اہل سنت کا یہ عقیدہ حقہ ہر طرح صحیح اور ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے فضل اور کرم سے علم غیب عطا فرمایا اور ایسی کوئی شے
نہ تھی جس پر آپ کی نگاہ نہ پہنچتی ہو اس مسئلہ میں جن لوگوں نے لغزش کی وہ علم ذاتی اور وہی
کے باعث۔ حضرات اہل سنت کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم عطا فرمادینے سے
آپ کو گزشتہ، موجودہ، آئندہ کا علم حاصل ہے۔ اور یہ سب وسعت علم خدا کا عطیہ ہے
یہاں مختصراً چند ضروری سطور بطور اصول کے درج کی جاتی ہیں:

۱۔ ایک علم غیب بالذات ہے جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود اور غیر ممکن الوجود کو
حاوی ہے۔

۸۱۔ المستدرک علی الصحیحین، حاکم نیشاپوری، ج ۱، ص ۲۱۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ
امام حاکم نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۲۔ دوسرے علم غیب بالعرض وہی جو اللہ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو یہی علم انبیائے کرام کا ہے اور بعض خواص اولیاء اللہ کو حضور پاک کے فیض و عطا سے حاصل ہوا۔ خدا کا علم بالذات اور خود بخود ہے اور حضرات انبیائے کرام کا بطائے الہی۔ اور یہ علم تمام عالم انسانیت کے احوال گزشتہ و موجودہ آئندہ پر محیط ہو کر خدا کے علم کے بعد تمام انسانوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعلیٰ جس میں کوئی انسان شریک نہیں یوں سمجھو کہ خدا کے علم کے مقابلہ میں دریا کا ایک قطرہ اور تمام انسانوں کے مقابل میں ایک دریا۔

خدا نے جس طرح آپ پر دوسری نعمتوں کو ختم کر دیا اور آپ اپنی ہر صفت میں لاشریک اسی طرح آپ کا علم غیب اتنا وسیع تھا کہ جمیع انبیائے عالم اور گزشتہ و آئندہ کی باتیں آپ کے سامنے اس طرح تھیں جیسے کف دست۔ حضور کے اس علم پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی شاہد ہیں بعض آیات میں جس غیب کا اختصاص اپنے لئے فرمایا وہاں اس غیب سے علم بالذات مراد ہے غیب بالعرض نہیں۔

علم غیب اور قرآن مجید:

عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول. (۸۲)

ترجمہ: خدا عالم الغیب ہے کسی پر اپنے غیب کا اظہار نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں میں سے منتخب کر لے۔

و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء (۸۳)

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ منتخب کر لیتا

۸۲۔ سورہ جن، آیت ۲۷

۸۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹

ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔

و ما هو علی الغیب بضنین۔ (۸۴)

ترجمہ: وہ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا۔ (۸۵)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تم کو گواہ بنا کر بھیجا یعنی آپ قیامت میں امتوں

کے اعمال و افعال پر گواہ ہوں گے گواہی وہی دیتا ہے جس نے واقعات کا

مشاہدہ کیا ہو یہ آیت بھی علم غیب پر دلالت کرتی ہے۔

حضور کو قرآن کریم کا علم تھا اور قرآن کریم میں سب کچھ موجود ہے:

کل صغیر و کبیر مستطر۔ (۸۶)

ترجمہ: قرآن کریم میں چھوٹی بڑی سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔

کل شیء احصیناہ فی امام مبین (۸۷)

ترجمہ: ہر چیز کو ہم نے امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔

و لا حبة فی ظلمات الارض و لا رطب و لا یابس الا فی

کتاب مبین۔ (۸۸)

ترجمہ: کوئی دانہ کوئی پتہ خشک و تر ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔

ما فرطنا فی الكتاب من شیء۔ (۸۹)

ترجمہ: ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا سب کچھ لکھ دیا۔

۸۴۔ سورہ تکویر، آیت ۲۲

۸۵۔ سورہ احزاب، آیت ۴۵

۸۶۔ سورہ قمر، آیت ۵۳

۸۷۔ سورہ یسین، آیت ۱۲

۸۸۔ سورہ انعام، آیت ۵۹

۸۹۔ سورہ انعام، آیت ۳۸

و نزلنا عليك الكتاب تبیاناً لكل شیء. (۹۰)
ترجمہ: ہم نے تم پر کتاب اتاری جو بیان ہے ہر شی کا۔
علامہ سیوطی اتفاق میں فرماتے ہیں:

ما من شیء فی العالم الا و هو فی کتاب اللہ (۹۱)
ترجمہ: دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں درج نہ ہو۔
صاحب تفسیر عرأس البیان ”ما فرطنا فی الكتاب“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:
ما اخرنا فی الكتاب ذکر احد من الخلق لكن لا يبصر
ذکرہ فی الكتاب الا الموءیدون بانوار المعرفة (۹۲)
ترجمہ: ہم نے قرآن میں کسی ایک مخلوق کا ذکر بھی باقی نہ رکھا سب کچھ
بیان کر دیا لیکن ذکر کو صاحبان باطن جن کو نور معرفت حاصل ہو وہ معلوم
کرتے ہیں۔

یہی صاحب تفسیر ”و نزلنا عليك الكتاب“ کے تحت فرماتے ہیں:
وهو كتابه المكنون و خطابه المصون يخبر عما كان و
ما يكون من كل حدو كل علم. (۹۳)
قرآن شریف خدا کی وہ پوشیدہ کتاب اور محفوظ حکم ہے جو ایسے امور کی جو
ہو چکے ہیں اور جو ہوں گے خبر دیتا ہے۔
و علمك ما لم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيماً. (۹۴)
(اے محمد مصطفیٰ) تمہیں ہر اس چیز کا علم سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر

-
- ۹۰۔ سورہ نحل، آیت ۸۹
۹۱۔ الاتفاق، امام سیوطی، ج ۲، ص ۳۳۱، مکتبہ الفاروق الحدیث، قاہرہ ۱۴۱۵ھ
۹۲۔ تفسیر عرأس البیان، ص ۲۰۶، تحت آیت ۱۳۶ از سورہ الانعام
۹۳۔ تفسیر عرأس البیان، ص ۵۳۶، تحت آیت ۸۹ من سورہ النحل
۹۴۔ سورہ نساء، آیت ۱۱۳

اللہ کا فضل عظیم ہے۔

صاحب تفسیر کبیر اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعت على اسرارهما

و اوفقت على حقائقهما. (۹۵)

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب و حکمت نازل کی اور ان کے حقائق و اسرار پر تم کو واقف کر دیا۔

صاحب تفسیر مدارک اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

من امور الدين و الشرائع او من خفيات الامور و ضمائر

القلوب. (۹۶)

ترجمہ: حضور کو امور دین و شرائع کا علم دیا گیا اور دلوں کے بھیدوں اور امور کے مخفی چیزوں پر واقف کرایا۔

آیات مذکورہ بالا اور ان کی تفاسیر سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ قرآن پاک جملہ امور غیبیہ کا حامل ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے خزائن مخفی سے کاملاً واقف ہیں بادی النظر میں سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن کا علم تو غیر نبی اور دوسری امتوں کو بھی ہے اس کے متعلق قرآن کریم نے خود فرمایا ہے۔

و ما اوتيتم من العلم الا قليلا. (۹۷)

ترجمہ: اے لوگو! تم کو بہت تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے۔

اور حضور کے علم قرآن کے متعلق ارشاد ہوا۔

الرحمن علم القرآن (۹۸)

۹۵۔ مفتح الغیب (تفسیر کبیر) امام فخر الدین رازی، ج ۲، ص ۳۵۳ مطبع امیریہ، مصر

۹۶۔ تفسیر نفی، عبداللہ بن احمد بن محمود النفی، ج ۱، ص ۲۲۸، تحت آیت ۱۱۳، سورہ نساء

۹۷۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت ۸۵

۹۸۔ سورہ رحمن، آیت ۱

ترجمہ: رحمن نے قرآن سکھایا

لہذا دوسروں کا علم حضور کے علم قرآن کے ہرگز مساوی نہیں ہو سکتا قرآن کریم میں بہت سے ایسے مضامین آیات حروف موجود ہیں جس کا علم سوائے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی بڑے سے بڑے مقرب کو بھی نہیں الایہ کہ خدا جس پر روشن کر دے۔

نفی علم غیب کی مغالطہ دہ بحث اور اس کا دفعیہ:
علم غیب کے منکرین آیت ذیل سے سند لاتے ہیں۔

قل لا اقول لكم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب. (۹۹)
آپ فرمادیجئے میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کو جانتا ہوں
صاحب تفسیر خازن اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

”و انما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشياء تواضعاً للہ تعالیٰ و اعترافاً بالعبودية“ (۱۰۰)
ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان اشیاء کو اپنی ذات میں موجود ہونے کی صرف اس لئے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہ خداوندی میں تواضع مقصود تھی اور اپنی عبودیت کا اقرار و اعتراف
قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ و ما یشعرون ایاں یبعثون. (۱۰۱)

۹۹۔ سورہ انعام، آیت ۵۰

۱۰۰۔ لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن) علامہ علاء الدین علی الخازن البغدادی، ج ۲،

ص ۲۱، مطبع امیر، مصر

۱۰۱۔ سورہ نحل، آیت ۶۵

ترجمہ: (اے محمد مصطفیٰ) تم کہہ دو آسمان و زمین میں جو بھی ہے سوائے خدا کے کوئی غیب نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت میں علم ذاتی کی نفی ہے اور یہ مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے، چنانچہ اس کی تصدیق رض النضر شرح جامع صغیر سے حسب ذیل الفاظ میں ہوتی ہے۔

اما قوله لا يعلمه فمفسر بانہ لا يعلمه احد بذاتہ و من ذاتی الہو۔

ترجمہ: اللہ رب العزت کا قول کہ کوئی غیب نہیں جانتا اس سے علم ذاتی کی نفی ہے نہ کہ علم وہی کی

اسی طرح امام نووی امام ابن حجر عسقلانی مکی وغیرہم نے اس آیت میں فرمایا کہ نفی علم ذاتی کی ہے اور جو تعلیم الہی سے ہو اس کی نہیں بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیاء اللہ کو حاصل ہے اسی طرح جس قدر بھی آیات نفی علم غیب کی ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں لیکن بالواسطہ علم غیب ثابت ہے اور اسی علم غیب کو اہل سنت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں۔

ان اللہ عنده علم الساعة و ينزل الغيث و يعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ما ذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ (۱۰۲)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اللہ ہی بارش نازل کرتا ہے اور جو رحموں میں ہے اسے جانتا ہے اور کوئی نفس کیا کیا کمائی کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ

ہی سب جانتا اور خبردار ہے۔

مغیبات خمسہ:

وہ پانچ باتیں جن کا اوپر کی آیت شریفہ میں ذکر ہوا منکرین علم غیب ہر موقع پر نمایاں طریقہ سے پیش کرتے ہیں حالانکہ علمائے محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پانچوں باتوں کا بھی علم عطا فرمادیا۔ چنانچہ علامہ ابراہیم باجوری شرح بردہ میں فرماتے ہیں۔

”و لم یخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان

اعلمہ اللہ تعالیٰ بهذه الامور الخمسة.“ (۱۰۳)

یعنی حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت نہ فرمائی مگر اللہ

تعالیٰ نے آپ کو مغیبات خمسہ کا علم عطا فرمایا۔

اسی طرح صاحب کتاب الابریز ص ۱۵۸ پر تحریر فرماتے ہیں:

قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاہرین

المحدثین وغیرہم اختلفوا فی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم هل كان یعلم الخمس المذكورات فی قوله تعالیٰ

ان اللہ عنده علم الساعة الاية فقال کیف یخفی علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اهل التصرف من

امته الشریفة لا یمکنہ التصرف الا بمعرفة هذه

الخمس.“ (۱۰۴)

یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف سے عرض کیا کہ علمائے

ظاہرین محدثین وغیرہ سے اس مسئلہ میں کیا اختلاف ہے کہ کیا حضور کو

۱۰۳۔ شرح قصیدہ بردہ، علامہ ابراہیم باجوری، ص ۷۷، مطبع البابی، قاہرہ ۱۳۰۸ھ

زیر شرح شعر ۱۵۵، و من علومك علم اللوح والقلم

۱۰۴۔ کتاب الابریز: ملفوظات شیخ عبدالعزیز الدباغ، جامع سید احمد بن مبارک، ص ۱۵۸

ان پانچ چیزوں کا علم تھا جو آیت مذکور میں وارد ہوئے تو شیخ نے جواب دیا کہ ان پانچ باتوں کا علم حضور پر کس طرح مخفی رہ سکتا ہے جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں علموں کے تصرف ممکن نہیں۔

آیت مذکورہ میں جن پانچ باتوں کا ذکر ہے اگر کتب احادیث پر عمیق نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو ان پانچوں باتوں کا علم عطا ہو گیا تھا چنانچہ ترمذی شریف کی طویل حدیث جس میں فتنہ یا جوج و ماجوج کا ذکر ہے آپ نے مینہ برسنے کی خبر دی اسی طرح آپ نے حضرت امام المہدی اور حضرت امام حسن کی ولادت کی خبر دی جس کے الفاظ یہ ہیں: "تلد فاطمة انشاء الله غلاما يكون في حرك" یعنی انشاء اللہ فاطمہ کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں ہوگا۔ کل کیا ہوگا اس کی بھی آپ نے خبر دی چنانچہ فتح خیبر کے موقع پر فرمایا کل ایسے شخص کو میں جھنڈا عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا۔ کس کی موت کہاں ہوگی اس کا بھی آپ کو علم تھا، چنانچہ آپ نے غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کے گرنے اور شہید ہونے کے مقامات تک بتادیئے اور اپنی وفات کی جگہ بھی بتادی قیامت کے متعلق بھی حضور نے ارشادات فرمائے۔

ہم نے ان سطور میں پانچوں باتوں کے متعلق واقعات کی طرف اشارہ کر دیا اگر کتاب کی ضخامت کا خوف نہ ہوتا تو مغیبات خمسہ سے متعلق ہر واقعہ تفصیلی الفاظ کے ساتھ درج کر دیتے جسے مفصلاً الفاظ حدیث دیکھنا ہوں وہ کتب احادیث میں ان واقعات کی تفصیل مطالعہ کرے۔

علم غیب اور احادیث:

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه و

نسیہ من نسیہ (۱۰۵)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتوں اور دوزخیوں کی اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

عن عمرو بن الاخطب الانصاری رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الفجر و صعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القيامة قال اعلمننا احفظنا. (۱۰۶)

ترجمہ: حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نماز پڑھائی ہم کو حضور نے ایک دن فجر کی اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، آپ منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر آپ اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس خبر دی ہم کو قیامت تک ہونے والی باتوں کی جو ہم میں سے سب سے زیادہ دانا ہے، جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یكون فی مقامہ ذلک

۱۰۵۔ الف: بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ وهو الذی یبدء الخلق ثم یعیده

ب: مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۵۰۶، باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام صحیح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۱۰۶۔ مسلم شریف، کتاب الفتن و اشراط الساعة،

الى قيام الساعة الاحدث به حفظه من حفظه و نسيه من نسيه قد علمه اصحابي هولاء و انه ليكون منه الشئ منه النبى قد نسيته فاراه فاذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راه عرفه (۱۰۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ حضور ہم میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ دیا اور ان فتنوں کی خبر دی جو ظاہر ہوں گے قیامت تک جو چیز واقع ہونے والی تھی اس کو بیان کر دیا اس کو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا (یعنی بعض نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے) حضرت حذیفہ نے فرمایا میرے ساتھیوں نے جانا اس کو جو صحابہ میں سے تھے اور بعض مفصلاً نہیں جانتے اس لئے نسیان واقع ہو گیا اور میں بھی ان میں سے ہوں اور جب کوئی چیز آپ کی بتائی ہوئی سامنے آتی ہے تو میں اسے یاد کر لیتا ہوں جیسے کہ آدمی آدمی کا چہرہ یاد کرتا ہے جب کہ وہ اس سے غائب ہوتا ہے اور جب اسے دیکھ لیتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي عز وجل في احسن صورة قال فيم يختصم الملاء الاعلى قلت انت اعلم قال فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثدي فعلمت ما في السموات و الارض. (۱۰۸)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور

۱۰۷۔ الف: صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب اخبار النبى صلى الله عليه وسلم فيما يكون الى قيام الساعة

ب: مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۶۱، کتب الفتن، صحیح المطالع، دہلی، ۱۳۷۵ھ

۱۰۸۔ مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۶۹-۷۰، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، صحیح المطالع، دہلی، ۱۳۷۵ھ

ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے خدا کو اچھی صورت میں دیکھا خدا نے فرمایا فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی زیادہ جاننے والا ہے حضور نے فرمایا کہ پھر میرے خدا نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس سے میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان ٹھنڈک پائی پھر میں نے تمام ان چیزوں کو جان لیا جو آسمان و زمین میں تھیں۔

طبرانی میں حضرت ابوذر سے مروی ہے۔

تركنا رسول الله صلى الله عليه وسلم و ما طائر يقلب جناحيه في الهواء الا هو يذكرنا منه علما (۱۰۹)
ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ نہیں جو اپنے بازو کو ہوا میں ہلائے مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمادیا۔

واقعہ بدر کے موقع پر حضور نے ہر ایک کی وفات و مقام شہادت بتاتے ہوئے فرمایا:
هذا مصرع فلان و وضع يده على الارض ههنا و ههنا فما مات احدهم عن موضع يد رسول الله صلى الله عليه وسلم (۱۱۰)

ترجمہ: یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور حضور نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھا۔ یہاں فلاں قتل ہوگا کوئی بھی (جنگ بدر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی جگہ سے علیحدہ نہیں مرا۔

علامہ قسطلانی مواہب میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر حدیث ذیل نقل فرماتے ہیں:

۱۰۹۔ المعجم الکبیر، الطبرانی، ج ۲، ص ۱۵۵، مکتبۃ العلوم والحکم الموصول ۱۹۸۳ھ

۱۱۰۔ مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۳، باب فی المعجزات، بحوالہ مسلم

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها و الي ما هو كائن
 فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه. (۱۱۱)
 ترجمہ: خدا نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو
 کچھ اس میں ہوا اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اور دنیا میرے
 سامنے اس طرح ہے جیسے میرے ہاتھ کی ہتھیلی
 عینی شرح بخاری میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے قصیدہ پیش کرنے کی روایت ہے جس کا
 ایک شعر یہ بھی ہے:

و اشهد ان الله لا رب غيره - و انك مامون على كل غائب
 ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ بھی
 شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہر غیب کے امر پر مامور ہیں۔
 ان اشعار کو سن کر حضور نے تبسم فرمایا اور محظوظ ہوئے غور کرنے کا مقام ہے کہ جو
 ذات شریفہ محبوب الہی ہو کیا یہ ممکن تھا کہ آپ کے سامنے کوئی غلط بات کہی جائے اور آپ
 خوش ہو جائیں اور اپنے خادم کو اس سے منع نہ فرمائیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین عام و خاص حضور کو عالم غیب جانتے تھے یہی سبب تھا کہ مالک بن نوث نے جو
 اشعار پڑھے ان میں ایک مصرعہ یہ بھی تھا۔

و متی تشأ یخبرک عما فی غد
 غرض محدثین و متقدمین علمائے کرام کے نزدیک حضور عالم غیب تھے اور یہ مسئلہ ہر
 طرح مدلل ہو کر ثابت ہو چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور علم غیب:

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر عزیزی سورہ بقرہ میں ”و یكون الرسول
 علیکم شہیدا“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

۱۱۱۔ الموابہ اللہ نی، ج ۳، ص ۵۵۹ الفصل الثالث، انباءہ بالمغیبات، پور بندر، گجرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع امت بر نور نبوت بر رتبہ متدین بدین خود کہ در کلام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال در روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال امتیاں خود مطلع می سازند کہ فلاں نے چناں می کنند و فلاں نے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت کرد۔ انتہی (۱۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور نبوت سے امت کے ہر متدین کے رتبہ سے واقف ہیں کہ کون دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور بعض روایات میں یہاں تک آیا ہوا ہے کہ ہر نبی اپنی امت کے اعمال پر مطلع ہوتا ہے کہ فلاں نے ایسا کیا اور فلاں نے ایسا، یہاں تک کہ قیامت کے دن شہادت دے سکیں۔

علامہ قسطلانی و زرقانی نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے:

عن سعید بن المسيب قال ليس من يوم الا و تعرض على النبي صلى الله عليه وسلم اعمال امته غدوة و عشية فيعرفهم بسيماهم و اعمالهم فلذلك يشهد عليهم يوم القيامة. (۱۱۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے ہر دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں امت کے اعمال صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں آپ امتیوں کو ان کی علامت و نشان سے پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں اس وجہ سے آپ اپنے امتیوں پر قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها — و من علومك علم اللوح و القلم (۱۱۴)

۱۱۲۔ تفسیر فتح العزیز، شاہ عبدالعزیز، محدث دہلوی، ج ۱، تفسیر سورہ بقرہ

۱۱۳۔ المواہب اللدینہ، ج ۴، ص ۵۸۱، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف، پور بندر، گجرات ۲۰۰۱ء

۱۱۴۔ قصیدہ بردہ، شعر ۱۵۵

ترجمہ: کیونکہ دنیا و آخرت آپ کے جود و عطا اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

حضور کے خدام کا علم:

جس طرح خداوند برتر کے فضل و کرم سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ماکان و مایکون ہیں حضور کے صدقہ اور جود و سخا کی بارشوں اور فیضان روح پاک سے حضرات اولیاء اللہ کو بھی وہ علوم عطا ہوئے جن میں عام انسان اور اولیاء اللہ برابر نہیں، چنانچہ ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں:

قال قاضی النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن
العلائق البدنیة عرجت و اتصلت بالملاء الاعلیٰ و لم یبق
لها حجاب فترى الكل كالمشاهد بنفسها او باخبار الملك
لها و فیہ سر یطلع علیہ من تیسر له انتہی۔ (۱۱۵)
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پاک نفوس جب علائق بدنیہ سے
جدا ہوتے ہیں اور ملاء اعلیٰ سے جا کر مل جاتے ہیں اور کوئی حجاب ان کے
لئے باقی نہیں رہتا پس تمام مخلوق کا ویسے ہی مشاہدہ کرتے ہیں جیسے اپنے
نفس کا کرتے ہیں اور اس بھید پر وہی واقف ہوتے ہیں جن کے لئے خدا
کی طرف سے آسانی پیدا کر دی جائے۔

اولیاء کاملین میں سرتاج اولیا حضرت سیدنا دستگیر عالم حضور غوث اعظم محی الدین
عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کو جو مقام ولایت عطا ہوا اس میں علوم مخفیہ بھی شامل
ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلة علی حکم التصال (۱۱۶)

۱۱۵۔ مرقات شرح مشکوٰۃ، ملا علی قاری، ج ۳، ص ۱۱، فیصل پریس دیوبند، ۲۰۰۵ء

کتاب الصلوٰۃ: باب الصلوٰۃ علی النبی و فضلها

۱۱۶۔ قصیدہ غوثیہ شریف

غرض اولیاء کا ملین فیض رسالت نبویہ سے تمام علوم مخفیہ سے مطلع تھے۔

ذکر ولادت نبویہ:

ابان مولدہ یا طیب عنصرہ یا طیب مبتدء منه و مختتم (۱۱۷)
حضور کی ولادت طیبہ نے آپ کے خاندان کے شرف کو ظاہر کر دیا اللہ رے آپ کی ابتداء و انتہائی کی پاکیزگی اور خوشبو۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ اور آپ کا ظہور قدسی عالم انسانیت میں خدا کی وہ عظیم الشان نعمت و رحمت ہے جس پر اظہار سرور کرنا لازم اور صحت ایمانی کی دلیل ہے کائنات عالم میں آپ کا مرتبہ سب سے افضل و برتر ہے یہی وہ ذات شریفہ ہے جس کے تذکرے صحیفوں میں ہوتے تھے۔ انبیاء کی مقدس زبانوں پر آپ کے ظہور کے ترانے تھے اور آپ کی بعثت کی دعائیں ان کی اہم ترین دعائیں تھیں یہی وہ شخصیت تھی جس کے لئے رب العزت نے انبیاء و مرسلین سے عہد و میثاق لیا اور جس کی رسالت کی ذات احدیت نے خود شہادت دی۔ بلاشبہ تمام اذکار میں حضور کی ذات شریفہ کا ذکر کرنا افضل ترین ذکر ہے جشن ولادت نبویہ ہی وہ جشن ہے جس پر ہزاروں عیدیں قربان۔ خدا کے نزدیک بھی آپ کی بعثت پاک اہمیت رکھتی ہے یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم میں جگہ جگہ آپ کی آمد کے تذکرے پائے جاتے ہیں پس جمہور علمائے کرام کا حضور کی تشریف آوری کی تاریخ پر جشن ولادت مقرر کرنا اور اس کے لئے اہتمام کرنا ہر طرح صحیح ہے اور بارہویں شریف کے علاوہ سال بھر میں جو مجالس ذکر ولادت منعقد ہوتی ہیں وہ باعث اجر اور علامت ایمان و محبت ہیں حضور کے ذکر ولادت کو جشن عید میلاد کے نام سے کرنے کی جو مخالفت کرتے ہیں وہ بلاشبہ حضور کی عزت و وقار اور شان کمال رسالت نبویہ کے منکر ہیں۔ افسوس ہے کہ جشن میلاد نبویہ کے مد مقابل سیرت کے نام سے اجتماع کئے جائیں لیکن جب ذکر ولادت نبویہ کیا جائے تو اس سے دور بھاگا جائے۔ ہزاروں مسلمان

شریک ہو کر ادب و احترام کریں اور یہ متبعین حدیث و تقلید بیٹھے رہیں۔ العیاذ باللہ
حضور کی تشریف آوری اور قرآن پاک:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا (۱۱۸)
ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ ان میں اپنا رسول
بھیجا۔

قد جاءكم من الله نور (۱۱۹)
ترجمہ: بے شک اللہ کی جانب سے تمہارے پاس نور آ گیا۔
يا ايها النبي انا ارسلتك شاهدا (۱۲۰)
ترجمہ: اے نبی ہم نے تم کو شاہد بنا کر بھیجا

حضور کے ذکر کی رفعت و بلندی اور اظہار شکر و مسرت:

و رفعنا لك ذكرك (۱۲۱)
ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔
قل بفضل الله و برحمته فبذلك فليفرحوا (۱۲۲)
آپ کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی کریں۔
واشكروا نعمة الله ان كنتم اياه تعبدون (۱۲۳)
خدا کی نعمت پر شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

۱۱۸۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴

۱۱۹۔ سورہ مائدہ، آیت ۱۵

۱۲۰۔ سورہ احزاب، آیت ۴۵

۱۲۱۔ سورہ الم نشرح، آیت ۳

۱۲۲۔ سورہ یونس، آیت ۵۸

۱۲۳۔ سورہ نحل، آیت ۱۱۴

و اما بنعمة ربك فحدث. (۱۲۴)

اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو

و ذکرہم بایام اللہ (۱۲۵)

ان کو اللہ کے دن یاد دلاؤ

اس آیت کی تفسیر میں صاحب روح البیان فرماتے ہیں۔

ای ذکرہم نعمائی لیؤمنوا (۱۲۶)

میری نعمت یاد دلاؤ تاکہ ایمان لائیں

حضور پاک کے لئے انبیاء کی دعائیں:

ربنا و ابعث فیہم رسولا. (۱۲۷)

اے ہمارے رب ان میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔

و اذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ

علیکم مصدق لما بین یدی من التوراة مبشرا برسول

یأتی من بعدی اسمہ احمد. (۱۲۸)

اور یاد کیجئے جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل بے شک میں

تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے کی کتاب توریت (وغیرہ)

کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک عظیم الشان رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے

بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہے۔

آیات مذکورہ بالا میں حضرت ختم مرتبت روجی لہ الفداء کی آمد اور حضور کے ذکر کی

۱۲۴۔ سورہ نوحی، آیت ۱۱

۱۲۵۔ سورہ ابراہیم، آیت ۵

۱۲۶۔ تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حق، الجزء الثالث عشر، ج ۴، ص ۳۹۸

۱۲۷۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۲۹

۱۲۸۔ سورہ صف، آیت ۶

بلندیوں اور زینت الہی کے باقی رکھنے اور خدا کی نعمت و فضل پر اظہار شکر کی تلقین کے عنوانات پر خدا کے فرامین صاف و صریح الفاظ میں آگئے جن پر غور و فکر والا اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضور کا ذکر ولادت شریفہ احکام خداوندی کے کس حد تک موافق ہے۔ ذکر ولادت شریفہ کا مقصد حضور کی توقیر و عظمت کو مسلمانوں کے دل و دماغ میں بٹھانا اور اس عظیم الشان وجود کی حیات شریفہ کو ادب و احترام کے ساتھ پیش کرنا ہے کثرت درود و صلوة و سلام کا اس لئے حکم دیا گیا کہ زیادہ سے زیادہ خیر و برکت نصیب ہو۔ پس ایسی مجالس خیر کو بدعت سیئہ وغیرہ ٹھہرانا عداوت اور عدم محبت رسول کی دلیل ہے۔ اب ہم ذیل میں احادیث شریف اور اکابر متقدمین کے اقوال درج کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کا ہر پہلو واضح ہو جائے۔

حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ”تنویر“ میں فرماتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقائع ولادته بقوم فیبتشرون و یحمدون اذ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے مکان میں حالات ولادت باسعادت بیان فرما رہے تھے اور قوم حضور کی ولادت پر مسرت کر رہی تھی اور تعریف کرتی تھی کہ یکا یک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ہوا آپ نے فرمایا تمہاری شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔ فی التنویر عن ابی الدرداء مر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری یعلم وقائع ولادته لابنائہ و عشیرتہ و یقول هذا الیوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فتح علیک ابواب الرحمة و الملائکة یتستغفرون۔

تنویر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور کے ہمراہ عام انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے اہل و عیال کو وقائع ولادت نبویہ سکھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن حضور کی ولادت کا ہے حضور نے فرمایا خدا نے تیرے اوپر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور ملائکہ تیرے لئے استغفار کرتے ہیں۔

حضور کی زبان مبارک سے ذکر ولادت:

مشکوٰۃ شریف میں بروایت احمد و بخاری ہے:

ساخبرکم باول امری دعوة ابراهيم و بشارة عيسى و رؤيا امی التی رأت حین و ضعتنی و قد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام. (۱۲۹)

اس حدیث پاک سے ظاہر ہو گیا کہ خود حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب ولادت کے واقعات بیان فرمائے جن کو حضرات اہل سنت مجالس میلاد کے وقت پڑھتے ہیں۔

حاکم و طبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے جیسا کہ کعب بن مالک نے صحیح میں روایت کیا ہے پھر حضرت عباس بن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپ نے دعائے خیر دیتے ہوئے انھیں اجازت مرحمت فرمائی۔ انھوں نے حسب ذیل اشعار پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال و فی مستودع حیث یخسف الورق (۱۳۰)

۱۲۹۔ الف: مسند احمد، امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۱۲۸، مؤسسہ قرطبہ، قاہرہ

ب: مشکوٰۃ ج ۲، ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین، ص ۱۳۷، المطابع دہلی، ۱۳۷۵ھ

۱۳۰۔ شفاء ج ۱، ص ۱۶۷، الباب الثالث، الفصل الاول، مطبع پور بندر، گجرات

آپ قبل ولادت ایک عمدہ حالت میں صلب آدم میں تھے جہاں جنت میں پتے پیوند لگائے جاتے تھے۔

ثم هبطت البلاد لا بشر انت و لامضغة و لعلق (۱۳۱)
پھر آترے زمین پر یعنی صلب آدم میں آدم کے ساتھ نہ اس وقت آپ بشر تھے نہ ٹکڑا خون کا نہ جما ہوا خون۔

بل نطفة تركب السفين و قد الجسم نسر و اهله الغرق (۱۳۲)
بلکہ صلب سام بن نوح میں آپ ایک نطفہ تھے آپ کشتی میں سوار تھے اس حال میں کہ طوفان نے بت نسر اور اس کے پوچنے والوں کو ڈبو دیا۔

تنقل من صالب الي رحم اذا مضى عالم بد اطبق (۱۳۳)
آپ ایک پشت سے ایک رحم میں منتقل ہوتے گئے جب گزر چکا ایک عالم ظاہر اور دوسرا طبقہ وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت كيف يحترق (۱۳۴)
آپ آتش خلیل میں نازل ہوئے صلب خلیل میں چھپے ہوئے پھر وہ کس طرح جلتے حتی احتوى بيتك الميهمن من خذف عليها تحتها النطق (۱۳۵)
آپ منتقل ہوتے رہے اصلا ب کریمہ میں یہاں تک کہ شامل ہوا آپ کا شرف اولاد حذف میں جو بلند نسب ہے کہ جس میں اور طبقات تھے۔

و انت لما ولدت اشرفت الارض و ضائت بنورك الافق (۱۳۶)
جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک گئی اور اطراف روشن ہو گئے۔

۱۳۱۔ مرجع سابق

۱۳۲۔ مرجع سابق

۱۳۳۔ مرجع سابق

۱۳۴۔ شفاء شریف، قاضی عیاض، ج ۱، ص ۱۶۸، پور بندر، گجرات

۱۳۵۔ مرجع سابق

۱۳۶۔ مرجع سابق

فَنَحْنُ فِي ذَلِكَ الضُّوءِ وَفِي النُّورِ وَالسَّبِيلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ (۱۳۷)
 اور اب ہم اسی روشنی و نور میں ہیں اور ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں۔
 ان اشعار شریف کے ہر شعر میں جس نوعیت سے ذکر ولادت پڑھا گیا وہ بلا کسی
 تشریح کے ظاہر کر رہا ہے کہ ولادت شریفہ کے حوادث و غرائب بیان کرنا حضور کے زمانہ
 حیات سے چلا آ رہا ہے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور کی مجلس میں اشعار پڑھ کر
 واقعات کا سلسلہ بیان کرنا ہمارے قدیم معمول کا بہترین ثبوت ہے۔
تعیین یوم کی اصل:

اس سلسلہ میں ایک بحث تعین کی اٹھائی جاتی ہے کہ بارہویں شریف کی قید سے
 ذکر ولادت شریف منعقد کرنا صحیح نہیں۔ صحیح احادیث سے تعین یوم ثابت ہے۔ بخاری
 شریف میں ہے:

قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبْنَا الرِّجَالَ
 فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ
 فَوَعَظَهُنَّ وَآمَرَهُنَّ (۱۳۸)
 ترجمہ: عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا، مرد ہم پر
 غالب آ جاتے ہیں (یعنی انھیں دین کی باتیں زیادہ معلوم ہو جاتی ہیں)
 آپ ہمارے لئے اپنی جانب سے ایک دن مقرر فرمادیں حضور نے ان
 سے ایک دن کا وعدہ فرمایا آپ اس دن ان کو پسند و نصائح سے نوازتے اور
 ان کو اچھائی کا حکم فرماتے۔

صحابہ کی جانب سے مجالس کے لئے منادی:

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مجالس شریفہ

۱۳۷۔ مرجع سابق

۱۳۸۔ صحیح بخاری، کتاب العلم باب هل يجعل للنساء يوم على حدة فى العلم

کے منعقد سے قبل مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جا کر اعلان فرماتے ہیں۔

تعالوا یجدد ایماننا

اے لوگو! آؤ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں

اس تشہیر و اعلان کے بعد مجالس شریفہ منعقد ہوتیں چنانچہ ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے۔

قال جلس ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج حتى اذا دنا منهم سمعهم يتذكرون قال بعضهم ان الله اتخذ ابراهيم خليلا و قال آخر موسى كلم تكليما و قال آخر فاعسى كلمة الله و روحه و قال آخر ادم اصطفاه الله فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال قد سمعت كلامكم و عجبكم ان ابراهيم خليل الله و هو كذلك و موسى نجى الله و هو كذلك الا و انا حبيب الله (۱۳۹)

اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان سے نکلے اور جب ان سے قریب ہوئے تو سنا کہ وہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور دوسرے صحابی نے کہا حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ و روح اللہ فرمایا اور حضرت آدم کو صفی اللہ پس یکا یک حضور اس مجلس میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا کلام سنا اور تعجب کرنا سنا بے شک ابراہیم خلیل اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں۔

۱۳۹۔ الف: ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ب: مشکوٰۃ ج ۲، ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین اصح المطابع، دہلی

مجالس میں منبر و مسند لگانے کا ثبوت:

بعض افراد مجالس نبویہ کی آرائش و اہتمام اور مسند وغیرہ پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں خود حضور پاک نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر بچھایا اور اپنی نعت پاک سماعت فرمائی اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

اخرج البخاری فی صحیحہ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع لحيان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او ینافح و یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یؤید حسان بروح القدس ما نافع او فاحر عن رسول اللہ (۱۴۰)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھوایا وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت فرماتے اور حضور فرماتے اللہ تعالیٰ حسان کی مدد جبرئیل سے فرماتا ہے جب تک کہ وہ رسول خدا کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا ہے۔

یوم ولادت کا روزہ:

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نے دو شنبہ کے دن کاروزہ اس لئے مقرر فرمایا کہ اس دن آپ کی ولادت ہوئی، چنانچہ مسلم شریف میں بروایت حضرت ابوقحادہ مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن صوم یوم

۱۴۰ مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۴۱۰ باب البیان و الشعر، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

الاثنين فقال له فيه ولدت و فيه انزل على (۱۴۱)
حضور علیہ السلام سے دوشنبہ کے روزہ کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے
فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی اتری۔

خدا کی نعمت پر شکر کرنا محمود ہے:

اوپر کے صفحات میں آیات شریفہ کی روشنی میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ خدا کی
نعمت پر شکر کرنے کی رب العزت تبارک و تعالیٰ نے تاکید فرمائی۔ حدیث میں آتا ہے۔
التحدث بنعمة الله شكر و تركه كفر (۱۴۲)
اللہ کی نعمت کو بیان کرنا شکر ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔

مجالس شریفہ کا مرتبہ:

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
لا يقعد قوم يذكرون الله الا حفتهم الملائكة و غشيتهم الرحمة
و نزلت عليهم السكينة و ذكرهم الله فيمن عنده (۱۴۳)
کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتی ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت
انہیں ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ رب العزت
ایسے بندوں کا ذکر فرشتوں سے فرماتا ہے۔
صحیحین میں حدیث مرفوعہ وارد ہے:

يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي و انا معه اذا

-
- ۱۴۱۔ الف: مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب يوم الاثنين
ب: مشکوٰۃ ج ۱، ص ۷۹، باب صیام التطوع، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ
۱۴۲۔ الف: مسند احمد بن حنبل ج ۴، ص ۲۷۸، مؤسسہ قرطبہ القاہرہ۔
ب: نزول الرحمة بالتحدث بالنعمة، امام سیوطی، ص ۴۳، مطبوعہ محمدی، لاہور
۱۴۳۔ الف: مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن على الذکر.
ب: مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۹۶، باب ذکر الله عزوجل و التقرب اليه

ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی و ان ذکرنی
 فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم. (۱۴۴)
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں (یعنی جیسا وہ
 میرے متعلق گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ کرتا ہوں) اور جب
 وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ رہتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں
 یاد کرتا ہے تو میں اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا
 ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

بخاری شریف میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذا
 وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ہلموا الی حاجتکم. (۱۴۵)
 بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو راہوں میں گشت لگاتے ہیں اور اہل
 ذکر کو تلاش کرتے ہیں جب کسی قوم کو خدا کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو
 آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر کہتے ہیں اپنی حاجت کی طرف آؤ۔

مجالس میں نعت خوانی یا شعر و شاعری:

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان مجالس میں شعر گوئی ہوتی ہے اس لئے یہ
 محفل صحیح نہیں ہم اوپر کی احادیث میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی محامد خوانی کا
 ذکر کر آئے ہیں اس لئے مکرر اس پر کچھ لکھنا مناسب نہیں، نعت نبوی پڑھنا دراصل ایمان
 اور محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ اور اس خصوص میں قرآن کریم
 نے آپ کی جس طرح نعت پڑھی عدیم النظیر ہے۔ خدا نے آپ کے محامد میں ایسے الفاظ

۱۴۴۔ الف: بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ، و یحذركم اللہ نفسہ، کتاب التوحید.

ب: مسلم، کتاب الذکر و الدعاء التوبہ الاستغفار، باب الحث علی ذکر اللہ.

۱۴۵۔ الف: بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل

ب: مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۹۷، باب ذکر اللہ عزوجل و التقرب الیہ، ص ۱۳۷، دہلی ۱۳۷۵ھ

فرمائے کہ بعض جگہ آپ کے افعال اپنی طرف منسوب فرمائے۔

اصحاب کبار کا نعتیہ کلام اور شعر گوئی:

غزوہ حنین میں حضور نے بنی ہوازن کو قیدی بنایا تو سرداران قبیلہ اہل و عیال طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے حضرت زہیر نے عرض کیا:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم فانک المرء نرجوہ و نذخر (۱۳۶)
یا رسول اللہ ہم پر احسان فرمائیے کیونکہ حضور ہی وہ مرد جامع شہاں ہیں جن سے ہم امید کریں اور ذخیرہ بنائیں۔

امنن علی بیضۃ قد عاقھا قدر مشئت شملھا فی دھرھا غیر (۱۳۷)
یا رسول اللہ احسان فرمائیے اس خاندان پر جس کو تقدیر نے عاق کر دیا، اس کی جماعت منتشر ہوگئی اس کے زمانہ کی حالتیں بدل گئیں۔

ابقت لنا الدھر ہتافا علی حزن علی قلوبہم الغما و الغمر (۱۳۸)
یہ بدحالیاں ہم میں غم کے مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج و غیظ چھا گیا۔

ان لم تدارکھم نعملہ تنشزھا یا ارجح الناس حلما حین یختبر (۱۳۹)
اگر حضور کی نعتیں جن کو آپ نے عام کر دیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں آزمائش کے وقت، تم تمام جہاں والوں سے زیادہ ارجح ہو۔

قحط کے وقت حضور سے امید:

اسوددین ثقفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

انت الرسول الذی ترجی فواضلہ

۱۳۶۔ المواہب اللدنیہ، علامہ احمد بن محمد قسطلانی، ج ۲، ص ۱۷۷، الفصل العاشر، پور بندر، گجرات

۱۳۷۔ مرجع سابق

۱۳۸۔ مرجع سابق

۱۳۹۔ مرجع سابق

عند القحوط اذا ما اخطأ المطر (۱۵۰)
 قط کے وقت اے اللہ کے رسول آپ کے فضل و عطا کی امید کی جاتی
 ہے جب کہ بارش خطا کرے۔

ابو طالب نے یوں کہا:

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل (۱۵۱)
 اے گورے رنگ والے آپ کے چہرے کے توسل سے ابر طلب کیا جاتا ہے اے یتیموں
 کے پناہ گاہ، بیواؤں کے نگہبان۔

تلوذ به الهلاك من آل هاشم فهم عنده في نعمة و فواضل (۱۵۲)
 بنی ہاشم تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آئے ہیں ان کے پاس نعمت و فضل میں بسر کرتے
 ہیں۔

غزوہ خیبر میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے ذیل کا رجز پڑھا۔

اللهم لولا انت ما اهتدينا و لاتصدقنا و لا صلينا (۱۵۳)
 بخدا اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فاغفر فداء لك ما ابقينا و ابقين سكينه علينا (۱۵۴)
 تو حضور بخش دیجئے جو ہمارے گناہ رہ گئے، ہم حضور پر قربان اور ہم پر سکینہ اتاریئے

و ثبت الاقدام ان لا قيننا و نحن عن فضلك ما ستغينا (۱۵۵)
 جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھیے، ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔
 جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا۔

۱۵۰۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی، ج ۱، ص ۷۷، دار الجلیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۱۵۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۱/ ص ۲۹۳

۱۵۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۱/ ص ۲۳۹

۱۵۳۔ بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر

۱۵۴۔ مرجع سابق

۱۵۵۔ مرجع سابق

الایارسول اللہ انت مصدق بورکت مہدیا و بورکت ہادیا (۱۵۶)
یارسول اللہ آپ تصدیق کئے گئے ہیں آپ اللہ سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو
دینے میں بھی مبارک

شرعت لنا دین الحنیفة بعدما عبدنا کما مثال الحمیر طواغیا (۱۵۷)
حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں
کو پوج رہے تھے۔

مالک بن عوف نے عرض کیا

ما ان رأیت و ما سمعت بواحد فی الناس کلهم بمثل محمد (۱۵۸)
میں نے تمام جہاں والوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہ دیکھا اور نہ کسی کو سنا
اوفی و اعطی للجزیل لمجتد ومتی تشاء یخبرک عما فی غد (۱۵۹)
سب سے زیادہ وفاء کرنے والے اور سب سے زیادہ سائل کو فزوں تر عطا کرنے والے اور
جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبر دینے والے ہیں۔
خندق کھودتے وقت صحابہ نے ذیل کا ترانہ پڑھا:

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد و ما بقینا ابدا (۱۶۰)
ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے اس پر کہ ہم جب تک زندہ
رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔
حضور پاک نے جواب میں ارشاد فرمایا:

۱۵۶۔ الاصابة فی تمیز الصحابة، ابن حجر عسقلانی، ج ۵، ص ۵۲۳، دار الجلیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۱۵۷۔ مرجع سابق

۱۵۸۔ الاصابة فی تمیز الصحابة، ابن حجر عسقلانی، ج ۵، ص ۴۳، دار الجلیل، بیروت ۱۴۱۲ھ

۱۵۹۔ مرجع سابق

۱۶۰۔ الف: بخاری شریف، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق،

ب: مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۰۹، باب البیان والشعر، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة اغفر للانصار و المهاجرة (۱۶۱)
 خداوند صرف زندگی ہے تو آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجر کی بخشش فرما۔
 حضرت خیب رضی اللہ عنہ کو جس وقت سولی پر چڑھایا تو انھوں نے اس وقت فرمایا۔
 لقد جمع الاحزاب حولی و البواء قبائلهم و استجمعوا کل مجمع (۱۶۲)
 گروہ در گروہ میرے ارد گرد کھڑے ہیں انھیں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلایا ہے۔
 و کلهم مبدی العداوة جاہد علی لانی فی وثاق بمضع (۱۶۳)
 یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے خلاف جوش دکھا رہے ہیں اور میں
 ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔
 و قد جمعوا ابنائهم و نسائهم و قربت من جزع طویل ممنع (۱۶۴)
 قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کر لیا ہے اور مجھے ایک مضبوط لکڑی کے پاس لے
 آئے ہیں۔
 و قد خيروني الكفر والموت بونهم و قد عملت عينلي من غير مجزع (۱۶۵)
 انھوں نے کہا کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے موت مجھے بہتر اور
 سہل ہے میری آنکھوں سے لگا تار آنسو جاری ہیں مگر شکبائی نہیں۔
 فلست بمبد للعدو وتخشعا و لاجزعا انی الی اللہ مرجعی (۱۶۶)
 میں دشمنوں کے ساتھ نہ عاجزی کروں گا نہ روؤں گا نہ چلاؤں گا۔
 و مابی حذر الموت انی لمیت و لکن حذاری حجم نار ملفع (۱۶۷)

۱۶۱۔ مرجع سابق

۱۶۲۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۱۹۷، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دہلی

۱۶۳۔ مرجع سابق

۱۶۴۔ مرجع سابق

۱۶۵۔ مرجع سابق، ج ۲، ص ۱۹۸

۱۶۶۔ مرجع سابق

۱۶۷۔ مرجع سابق

موت سے مجھے اس لئے ڈر نہیں کہ میں مر ہی تو جاؤں گا لیکن میں لپٹ والی آگ کے خون چوسنے سے ڈرتا ہوں۔

فذلّو العرش صبرنی علی ما یرلنی فقد بضعو الحمی و قد یلس مطمع (۱۶۸)
عرش والے نے مجھ سے خدمت لینی چاہی اور صبر کرنے کے لئے فرمایا، ان ظالموں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور میری امید جاتی رہی۔

الی اللہ اشکو غربتی ثم کربتی وما رصد الاحزاب لی عند مصرع (۱۶۹)
میں اپنی در ماندگی، بیوطنی، بیکسی کی فریاد اور ان کی جو میری جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں خدا سے کرتا ہوں۔

و ما ان ابالی حین اقتل مسلما علی ای جنب کان للہ مصرع (۱۷۰)
بخدا جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو میں پروا نہیں کرتا کہ راہ خدا میں کس پہلو پر گرتا اور کیوں کر جان دیتا ہوں۔

و ذلک فی ذات الالہ و ان یشاء یبارک علی اوصال شلو ممزع (۱۷۱)
یہ سب خدا کی راہ میں پیش آیا ہے اگر وہ چاہے تو امید ہے کہ پارہائے گوشت کے ہر ٹکڑے کو برکت دے۔

مذکورہ بالا اشعار ایک مجاہد سرفروش کے راہ حق میں جان دیتے ہوئے صبر و ثبات کی ایک ایسی زندہ تصویر ہیں جن میں ہر قسم کے سبق موجود ہیں ایک مسلمان شہادت حاصل کرتے وقت کیسا ثابت قدم رہتا ہے اور جان دیتے ہوئے اس کے عشق میں کتنی ترقی ہوتی ہے یہی وہ عزم و استقلال تھا جس نے اسلام کو سر بلند کیا اور دین و مذہب نے ترقی پائی اور یہی وہ نعت پاک ہے جو دار پر چڑھنے کے بعد بھی پڑھی جاتی ہے مجالس نبویہ کی نعت کا منشا

۱۶۸۔ مرجع سابق، ج ۲

۱۶۹۔ مرجع سابق

۱۷۰۔ مرجع سابق،

۱۷۱۔ مرجع سابق

یہی تھا کہ سامعین میں عشق بارگاہ رسالت کے ایسے جذبات پیدا کئے جائیں کہ عاشق رسول اپنی جان و مال اور ہر چیز کو آقائے کونین پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

درد و مصیبت میں حضور سے فریاد:

صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں پر قریش مکہ نے شدید مظالم کئے وہ خانہ کعبہ میں پناہ لیتے تو انھیں وہاں بھی بے دریغ شہید کیا جاتا بچے کچے چالیں مسلمانوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ذیل کے اشعار پڑھے۔

ان قریشا اخلفوك المواعدا و نقضوا ميثاقك الموكدا (۱۷۲)
قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی انھوں نے اس معاہدہ کو جو آپ سے کیا تھا توڑ ڈالا
وجعلوا الی فی كداء رسدا و زعموا ان لست ادعو احدا (۱۷۳)
ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کر دیا اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آئے گا۔
وہم اذل و اقل عددا ہم بستوا بالو تیر هجدا (۱۷۴)
وہ تو ذلیل و قلیل ہیں انھوں نے تیر میں ہم کو سوتے ہوئے جالیا۔

فقتلونا رکعا و سجدا

ہم کو حالت رکوع و سجود میں پارہ پارہ کر دیا۔

فتح مکہ کے موقع پر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معافی دینے کا اعلان فرمایا تو ابوسفیان نے اسلام قبول کرتے وقت حسب ذیل اشعار پڑھے۔

لعمرك انی حین احمّل رأیة لتغلب خیل اللات خیل محمد (۱۷۵)
قسم ہے تیری جان کی جن دنوں میں نشان جنگ اس لئے اٹھایا کرتا تھا کہ لات کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آئے۔

۱۷۲۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۲، ص ۴۶۵، باب ۱۳۶

۱۷۳۔ مرجع سابق

۱۷۴۔ مرجع سابق

۱۷۵۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۲، ص ۴۷۴، باب ۱۴۷، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دہلی

لکا المدلج الحیران اظلم لیلۃ فہذا اوانی حین اہدی فاہتد (۱۷۶)
ان دنوں میں خارِ پشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہے اب وہ وقت آ گیا
ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھی راہ پا جاؤں۔

ہدانی ہاد غیر نفسی و دلنی الی اللہ من طردتہ کل مطرد (۱۷۷)
مجھے ہادی نے (نہ کہ میرے نفس نے) ہدایت دی اور خدا کا راستہ مجھے اس شخص نے دیکھایا
جسے میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا۔

فردہ بن عمر و گورنر کا پھانسی پر چڑھنا اور اشعار پڑھنا:

عرب کا شمالی حصہ سلطنت قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا اس علاقہ کا گورنر فردہ بن عمرو
تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے پاس نامہ مبارکہ دعوت اسلام کے سلسلہ
میں روانہ فرمایا جسے اس نے قبول کیا جب بادشاہ قسطنطنیہ کو علم ہوا تو گورنر کو قید کر دیا اور بعد
میں پھانسی دیدی۔ دار پر چڑھتے وقت انھوں نے جو شعر پڑھے اس کا ایک شعر صاحب زاد
المعاد نے اس طرح نقل کیا ہے۔

بلغ سرالۃ المسلمین باننی اسلم ربی اعظمی ومقامی (۱۷۸)
مسلمانوں کے سرداروں کو یہ بات پہنچادے کہ میں اپنی ہڈیاں اور مقام، اپنے رب کے
حوالہ کر رہا ہوں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے موقعہ پر ابوطالب کے اس شعر کو پڑھا۔
ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذہل عن ابنائنا والحلائل (۱۷۹)
ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے گرد لڑکر
مر جائیں گے اور ہم ان کے لئے اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

۱۷۶۔ مرجع سابق

۱۷۷۔ مرجع سابق

۱۷۸۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۲، ص ۲۹، اعتقاد پبلیشنگ ہاؤس، دہلی

۱۷۹۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۱، ص ۲۹۲، باب ۳۵

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب میں ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے یہ شعر پڑھا:

لبث قليلا تدرك الهيجا حمل لا بأس بالموت اذا موت نزل (۱۸۰)
لڑائی میں ذرا ٹھہر جانا کہ ایک اور شخص پہنچ جائے وقت جب آ گیا تو موت سے کیا ڈرنا۔
حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ میں دولت اسلام قبول کر لینے کے وقت جب زیادہ ستایا گیا تو حسب ذیل اشعار پڑھے۔

الا ليت شعري هل ابیتن ليلة لواء و حولی انخرو جلیل (۱۸۱)
آہ کیا پھر کبھی وہ دن آ سکتا ہے کہ ایک رات میں مکہ کی وادی میں گزاروں اور میرے ارگرد انخرو جلیل ہوں۔

و هل اردن يوم ما میاه مجنة و هل یبدون لی شلمة و نخیل (۱۸۲)
اور کیا وہ دن بھی ہوگا کہ میں مجنہ کے چشمہ پر اتروں اور شامہ و نخیل مجھ کو دکھائی دیں۔
مکہ میں داخلے کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضور کے اونٹ کی مہارتھامے ہوئے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

خلوا نبی الکفار عن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلہ
کافرو! حضور کے سامنے سے ہٹ جاؤ آج حضور کے اترنے پر تو ہم تلوار کا وار کریں گے۔
ضرباً یزیل الہام عن مقیلہ و یذہل الخلیل عن خلیلہ
وہ وار جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے الگ کر دے اور دوست کے دل سے دوست کی یاد بھلا دے۔

اس قسم کے اشعار کتب احایث و سیر میں بکثرت موجود ہیں کتاب کی ضخامت کے باعث ہم نے مختصر اُہی تحریر کئے ہیں جن سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہے کہ صحابہ کرام رضوان

۱۸۰۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۲۶۳، باب ۱۳۰

۱۸۱۔ بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب کراہیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینة.

۱۸۲۔ مرجع سابق

اللہ علیہم اجمعین حضور کی حیات میں کس قسم کے شعر فرماتے تھے اس کے بعد بھی نعت و مناقب کو بدعت سیئہ کہنا کتب احادیث و سیر سے بے خبری کا نتیجہ ہے بلاشبہ نعت و مناقب کا سلسلہ باعث برکت ہے ہم لوگ اپنے یہاں کی مجالس میں ایسے اشعار جو خلاف شرع ہوں نہیں پڑھنے دیتے، اب اگر کسی جگہ ہمارے علم کے بغیر کوئی جاہل کچھ لکھے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ لیکن الحمد للہ مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف جو ہمیشہ سے خصوصیات علمی میں نمایاں اور مشہور رہا ہے آج بھی یہاں نعت و مناقب کے بلند پایہ اصحاب موجود ہیں جو ادب و احترام کے ساتھ تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے نعت و مناقب لکھتے ہیں اور سامعین کو عشق نبوی سے گرمادیتے ہیں۔

علمائے متقدمین کے فتاویٰ متعلق میلاد نبوی:

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

ثم لازال اهل السلام فى سائر الاقطار و المدن الكبار
يتحفلون فى شهر مولده و يغنون بقرأة مولد الكريم و
يظهر عليهم من بركاته فضل عميم (۱۸۳)
پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مجالس
مولود کرتے رہے ہیں اور وہ ربیع الاول کے مہینہ میں جشن مناتے ہیں
مولود کریم کو ترنم سے پڑھتے ہیں ان لوگوں پر برکات ظاہر ہوتے ہیں اور
ہر طرح کا فضل عام ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

فيستحب لنا اظهار الشكر لمولده
حضور کی ولادت پر اظہار شکر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے۔
امام ابوالخیر سخاوی حافظ الحدیث فرماتے ہیں:

۱۸۳۔ المواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۲۸، احمد بن محمد القسطلانی الاحتفال بالمولد، پور بندر، گجرات

و يظهر عليهم من بركاته فضل عظيم
یعنی اہل مولد پر اس عمل کی برکت سے فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔
استاذ القراء محمد بن جزری فرماتے ہیں:

من خواصه انه امان في ذلك العام و بشري عاجلة بنيل
البغاة و المرام
یعنی اس مجلس شریف کے خواص سے ہے کہ وہ تمام سال کے لئے امن و
امان اور حصول مغفرت کے لئے بشارت عاجلہ ہے۔
علامہ امام جلال الدین عبدالرحمن بن ملک فرماتے ہیں:

مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم مبجل مكرم الى ان
قال فمن المناسب اظهار السرور و انفاق الميسور اجابة
من دعاه رب الوليمة للحضور
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد مبارک معظم و مکرم ہے تو خوشی ظاہر
کرنا اور جو میسر آئے صرف میں لانا اور صاحب مجلس جسے بلائے اسے جانا
مناسب ہے۔

علامہ صدر الدین بن عمر شافعی فرماتے ہیں:

و يثاب الانسان بحسب قصده في اظهار السرور و الفرح
بمولد النبي صلى الله عليه وسلم
انسان کی اپنی نیت کے موافق اظہار سرور و فرحت مولود میں ثواب دیا جاتا
ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

يستحب لنا ايضا اظهار الشكر بمولده صلى الله عليه
وسلم بالاجتماع و اطعام الطعام و نحو ذلك من وجوه

القربات و اظهار المسرات
 یہ بھی ہمارے حق میں مستحب ہے کہ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع ہو کر
 شکر کریں، کھانا کھلائیں اور اس کی مثل دوسرے اعمال قربت و اظهار
 فرحت و سرور بجالائیں۔
 امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

رحم الله امرا اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا
 ليكون اشد على من فى قبله مرض وعناد (۱۸۴)
 اس شخص پر خدا رحم فرمائے جو مبارک مہینہ کی راتوں کو عید ٹھہرائے تاکہ جس
 کے دل میں بیماری و عناد ہے اس پر گراں اور سخت گزرے۔
 امام نووی فتح المبین میں فرماتے ہیں:

قال شيخنا الامام ابو شامة و من احسن ما ابتدع فى
 زماننا ما يفعل كل عام فى اليوم الموافق ليوم مولده
 صلى الله عليه وسلم من الصدقات و المعروف و اظهار
 النعمة و السرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان الى
 الفقراء مشعر بمحبة النبی صلى الله عليه وسلم
 ہمارے شیخ ابو شامہ نے کہا کہ بہترین بدعات حسنہ میں یہ ہے کہ جو ہر سال
 ولادت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دن کی جاتی ہے جیسے صدقات،
 نعمت و خوشی کا اظہار جس سے فقیروں محتاجوں کو نفع پہنچتا ہے دوسرے اس
 فعل کے کرنے والوں کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 عظمت و جلالت پیدا ہوتی ہے۔

ملا علی قاری کتاب مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں:

بل يحسن في ايام كلها و لياليه (۱۸۵)

دنوں اور راتوں میں اس میلاد کو کرنا بہتر ہے۔

اس کے بعد آپ ابن جماعہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

كان يقول لو تمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولدا

اگر مجھے قدرت ہوتی تو پورے مہینہ ہر دن مولود کرتا۔

صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہیں:

ابان مولده عن طيب عنصره يا طيب مبتدئ منه و مختتم (۱۸۶)

آپ کی ولادت نے آپ کے عنصر کی پاکیزگی کو ظاہر کر دیا۔ مرحبا کیا اول آخر پاکیزگی

ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ”فیوض الحرمین“ میں فرماتے ہیں:

كنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه

وسلم و يذكرون ارحاصاته التي ظهرت في ولادته و

مشاهدته قبل بعثته صلى الله عليه وسلم فرأيت انوارا

سطعت دفعة واحدة لا اقول اني ادركتها ببصر الجسد و

لا أقول ادركتها ببصر الروح فقط و الله اعلم كيف كان

الامر بين هذا او ذاك فتاملت تلك الانوار فوجدتها من

قبيل الملائكة الموكلين بامثال هذا المشاهد و بامثال

هذه المجالس و رأيت تحالط انوار الملائكة بانوار

الرحمة -

میں اس مجلس میں حاضر تھا جو مکہ معظمہ میں حضور کی ولادت کے دن مولد

نبوی کے سلسلہ میں ہوئی لوگ درود پڑھتے اور ان واقعات کا ذکر کرتے جو

۱۸۵۔ المورد الروی فی المولد النبوی، ملا علی قاری

۱۸۶۔ قصیدہ بردہ شعر ۶۰

حضور کی ولادت میں آپ کی بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے۔
میں نے دفعۃً کچھ انوار دیکھے جو بلند ہوئے، میں نہیں کہتا کہ میں نے ان
کو بدن کی آنکھوں سے دیکھا نہ یہ کہوں گا کہ فقط روح کی بصر سے دیکھا
خدا کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیفیت کیا تھی۔ میں نے ان انوار میں تأمل کیا
تو وہ انوار ان فرشتوں کے پائے جو ایسی مجالس و مشاہدہ پر موقوف ہیں اور
انوار ملائکہ انوار رحمت سے ملے ہوئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کا حسب ذیل واقعہ
کتاب انتباہ میں نقل کرتے ہیں:

كنت اصنع في ايام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلم يفتح لی فی سنة من السنين شیء اصنع به
طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمه بین الناس فرأيتہ
صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ هذه الحمص مبتهجا
بشاشا (۱۸۷)

میں ایام مولد میں حضور کی نیاز کراتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنے کے سوا
کچھ میسر نہ ہوا میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے حضور کی زیارت سے
مشرف ہوا تو دیکھا کہ وہ بھنے ہوئے چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے
ہیں، اور حضور پاک شاد و مسرور ہیں۔

شاہ عبدالغنی صاحب کا عقیدہ:

شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی جو محدثین میں اپنی جگہ بلند پایہ رکھتے ہیں اور جن سے
مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی کتابیں پڑھیں اپنے رسالہ شفاء السائل میں تحریر کرتے ہیں:

۱۸۷۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حق آنست کہ نفس ذکر ولادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و فاتحہ نمودن
یعنی ایصال ثواب بروح پرفتح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است،
چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبدالحق دہلوی وغیرہما تصریح نموده اند
حق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا نفس ذکر اور فاتحہ یعنی
آپ کی روح مبارک کے لئے ایصال ثواب کرنا انسان کے لئے کمال
سعادت ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے صراحت
فرمائی ہے۔

پس ان تمام حوالہ جات و دلائل کے بعد ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ذکر ولادت
نبوی یا جشن میلاد پاک بتعین یوم کرنا ہر طرح مستحب اور امر مستحسن ہے جسے علمائے متقدمین
نے اصول شرعیہ کے تحت قائم و باقی رکھا ہے ذکر میلاد پاک ہرگز شعار کفار یا تشبہ مشرکین
نہیں جیسا کہ بعض منکرین ذکر ولادت شریفہ نے لکھا اور کہا تشبہ اس امر میں مکروہ ہوتا ہے
جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو۔

مجالس شریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ آیات
قرآنیہ ادب و احترام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، مجلس کی آرائش کی جاتی ہے عطر و پھول تقسیم
ہوتا ہے محفل کو خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے اور آخر میں ایصال ثواب کر کے تبرک تقسیم کیا جاتا
ہے یہ امور ہر طرح باعث برکت ہیں ان کو کنھیا وغیرہ کے جنم سے معاذ اللہ تشبیہ دینا
ضلالت و بے دینی اور عداوت رسول کی دلیل ہے۔ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ وہ سرکارِ روحی لہ
الفدا کے یوم ولادت پر اظہار سرور و شکر کرے اور پورے ادب و احترام کے ساتھ مجالس
پڑھی جائیں پڑھنے والے با وضو ہوں اور حتی الامکان سامعین بھی نیز نعت نبی پڑھنے والے
متشرع ہوں۔

ضروری ہے کہ تمام محافل و مجالس میں ذکر ولادت نبوی پڑھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھا
جائے دیکھا جا رہا ہے کہ سیرت کے نام سے جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان کی حقیقت یہ ہے

کہ جس طرح ممکن ہو سکے ذکر ولادت نہ ہو۔ چنانچہ جس قدر جلسے اس طرح کے ہوتے ہیں ان میں ایک مقرر بھی حضور کے ذکر ولادت کو نہ پڑھتا ہے اور نہ اسے اچھا سمجھتا ہے ان حالات کے بعد مناسب یہ ہے کہ شرکت سے یا تو احتراز کیا جائے یا آخر میں ذکر ولادت نبوی ہو تو شرکت کی جائے۔

مسئلہ قیام:

مجالس نبویہ میں قیام کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب اور باعث برکت ہے قیام تعظیمی کی شرع میں نہی موجود نہیں ہے۔ علامہ شامی اور جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے پس قیام مولد النبوی امر مباح ہے بدعت سیئہ نہیں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے بھی قیام امر مستحب ہے اس کو شرک و کفر ظاہر کرنا گمراہی اور نادانی ہے کیونکہ شرک کے جو معنی کتب عقائد میں درج ہیں وہ یہ ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرے جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود وغیرہ سمجھنا بلاشبہ شرک ہے حضور کی ولادت شریفہ خدا کی عظیم الشان نعمت ہے اور خدا کی اس نعمت پر کھڑے ہو کر اس کا شکر ادا کرنا اور نعمت کی تعظیم گویا منعم کی تعظیم ہے۔

مسئلہ قیام اور قرآن حکیم:

قرآن حکیم میں عظمت و توقیر حضور سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات موجود ہیں جو ہم سابق اوراق میں درج کر چکے ہیں۔

و تعزروه و توقروه (۱۸۸) کی آیت ہمارے عقیدہ کی جان ہے اور یہ سب کچھ عظمت و توقیر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیت سے ہے اس کی مخالفت کے یہ معنی ہیں کہ منکرین حضور کی عظمت و توقیر کے قائل نہیں۔

مسئلہ قیام اور احادیث مقدسہ:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بیوت بعض ازواجہ (۱۸۹)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھتے تھے اور ہم سے باتیں کرتے تھے جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کو اپنی ازواج مطہرات کے کسی مکان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیتے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احدا اشبه سمتا و ہدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامہا و قعودہا من فاطمۃ بنت رسول اللہ اذا قامت قام الیہا و اجلسہا فی مجلسہ و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الیہا فی مجلسہا قامت لہ و قبلتہ و اجلستہ (۱۹۰)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور کی روش اور نیکی میں کسی کو زیادہ مشابہ حضور سے فاطمہ کے سوا نہیں دیکھا۔ جب وہ کھڑی ہوتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھا لیتے اور جب حضور تشریف لاتے تو فاطمہ کھڑی ہو جاتی اور حضور کی دست بوسی کرتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کی تعظیم کے واسطے فرمایا:

۱۸۹۔ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۰۳، باب القیام، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

۱۹۰۔ ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۲۷، باب فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

قوموا الی خیرکم او سیدکم (۱۹۱)

جو تم میں بہتر یا یہ فرمایا کہ جو تمہارا سردار ہے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو۔
ہم جیسا کہ اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ولادت نبویہ کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا حضور کی تعظیم ہے اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ بعد وصال بھی امت محمدیہ پر آپ کا ادب و احترام کرنا فرض ہے یا نہیں؟ حضرات مفسرین و محدثین کرام نے پورے دلائل سے اس کو ثابت کر دیا ہے کہ امت محمدیہ پر بعد وصال بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام فرض ہے۔ جیسا کہ ہم ”حیات النبی“ کے عنوان میں تفصیل سے تمام مواد درج کر چکے ہیں۔ یہاں ایک اور واقعہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا نقل کرتے ہیں۔ جب آپ کے یہاں طلبہ کا ہجوم ہو گیا تو تجویز کیا کہ کوئی ایک فاضل مسجد نبوی میں بلند آواز سے تقریر سنا دیا کرے حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا:

”لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی“ (۱۹۲)

ترجمہ: تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔

جو صورت تعظیم حالت حیات میں فرض تھی وہی آج بھی فرض ہے غرض اس مسئلہ پر اجماع امت ہے موجودہ دور کے اگر چند لوگ یا کوئی مدرسہ اس کی مخالفت کا مدعی ہو کر تبلیغ کرے تو وہ ناقابل قبول ہے۔

امام محمد علیہ الرحمہ مؤطا امام محمد میں حدیث نقل کرتے ہیں:

ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن و ما رآہ

المسلمون قبیحا فهو عند اللہ قبیح“ (۱۹۳)

جس بات کو مسلمان (یعنی علماء امت) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی

۱۹۱۔ الف: بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن معاذ

ب: مشکوٰۃ ج ۲، ص ۴۰۳، باب القیام، اصح المطابع، دہلی

۱۹۲۔ سورہ حجرات، آیت ۳

۱۹۳۔ مؤطا امام محمد، باب قیام شہر رمضان و ملفیہ من الفضل

ہے اور جسے وہ برا جائیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔
 من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده كتب له مثل
 اجر من عمل بها و لا ينقص من اجورهم شئ (۱۹۴)
 جس نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس طریقہ
 حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جائے گا اس شخص کے واسطے اجر اس قدر کہ جس
 قدر اس پر عمل کرنے والوں کو اس کے بعد ہوگا اور ان لوگوں کے اجر میں
 کوئی کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب دے گا۔

مسئلہ قیام پر علامہ حلبی کی ضروری توجیہ:

و القيام لم يشرع عبادة وحده و ذلك لان السجود غاية
 الخضوع حتى لو سجد لغير الله يكفر بخلاف القيام
 قیام فی نفسہ عبادت نہیں (نہ عبادت نماز کے ساتھ اس کو خصوصیت) اور یہ
 اس لئے ہے کہ سجدہ غایت خضوع ہے اگر غیر اللہ کو کیا جائے کفر ہوگا۔
 (عبادت کی نیت سے) بخلاف قیام کے۔

افسوس کہ مانعین ذکر میلاد پاک قیام کی مخالفت کرتے ہیں جس میں ادب و توقیر
 نبوی مقصود ہوتی ہے مگر حکام مجاز کی تعظیم اور وندے ماترم کے ترانہ کے وقت مشرکین کے
 ساتھ تعظیماً کھڑے ہونے کو قومی معمول سمجھتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

مسئلہ قیام پر ائمہ علمائے متقدمین کے فتاویٰ:

قال الامام البرزنجی فی مولد النبی قد استحسن القيام عند
 ذکر مولده الشريف ايمة ذر رواية و رواية و طوبى لمن كان
 تعظيمه صلى الله عليه وسلم غاية مرامه و مرماه (۱۹۵)

۱۹۴۔ مسلم شریف، باب من سن سنة حسنة
 ۱۹۵۔ مولود برزنجی، ص ۵۳، مطبع محمد رضا، استنبول ۱۲۹۲ھ

امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ائمہ ذرورایت و رویہ نے بوقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے لہذا اس شخص کو بشارت ہو جس نے حضور کی تعظیم کو اپنی غایت مراد و مقصد سمجھا۔
علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع و یخضع و لیکن من حرکتہ یتوقر و یاخذ فی ہیبہ و اجلالہ (۱۹۶)

ہر مومن پر واجب ہے جب وہ حضور کا ذکر کرے یا اس کے پاس آپ کا ذکر ہو تو انتہائی خضوع و خشوع اختیار کرے اور آپ کی تعظیم و توقیر اور آپ کی بزرگی و مرتبت اس کی ہر حرکت سے ظاہر ہو۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجميع انواع التعظیم التی لیس فیہا مشاركة اللہ فی الالوہیت امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارہم۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی تعظیم جس میں الوہیت کی مشارکت نہ ہو ان لوگوں کے نزدیک جن کی آنکھوں کو خدا نے اپنے نور سے منور فرمایا ہے ایک امر مستحسن ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب ”حجۃ اللہ البالغہ“ میں تحریر فرماتے ہیں:

و ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتعظیم و طلب الخیر من اللہ تعالیٰ فی حقہ الہ صالحة للتوجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر تعظیم و ادب کے ساتھ کرنا اور آپ

۱۹۶۔ شفاء شریف، قاضی عیاض علیہ الرحمہ، ج ۲، ص ۴۰، پور بندر، گجرات
فصل فی عادة الصحابة فی تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حق میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہے آپ کی توجہ کے لئے۔

مجالس ذکر میں حضور کی تشریف آوری:

یہ سمجھنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجالس شریفہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں بعید از قیاس نہیں ہے۔ روایات و مرویات اس پہ شاہد ہیں ارواح انبیاء و صلحاء کا چلنا پھرنا ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جانا ثابت ہے جیسا کہ ہم بالتفصیل حیات النبی کے عنوان میں درج کر چکے ہیں۔ حدیث معراج میں ہے جسے مشکوٰۃ میں مفصلاً ذکر کیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کا بیت المقدس میں مجتمع ہو کر حضور کی اقتداء کرنا وغیرہ کا حال ثابت ہے اسی لئے ائمہ دین نے مجالس ذکر کے ادب کو ضروری ٹھہرایا۔ علامہ زرقانی تنویر میں فرماتے ہیں:

لا يمنع رؤية ذاته عليه السلام بجسده و بروحه و ذلك
لانه سائر الانبياء ردت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا و
اذن لهم فى الخروج من قبورهم للتصرف فى الملكوت
العلوى و السفلى (۱۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کا آپ کے جسم اطہر اور روح مبارک کے ساتھ نظر آنا ممنوع نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمام انبیاء کرام کی ارواح ان کے وصال کے بعد ان کے اجسام مطہرہ میں لوٹا دی گئیں ان کو اپنی قبور سے نکل کر عالم بالا اور عالم تحت میں تصرف کرنے کی اجازت ہے۔

علامہ سیوطی انتباہ الاذکیاء میں فرماتے ہیں:

۱۹۷۔ تنویر الحک فی جواز رؤية النبی و الملك. امام سیوطی، ص ۳۸، دار جوامع الکلم، القاہرہ

اینظر فی اعمال امتہ و الاستغفار لہم من السيئات
والدعاء بكشف البلاء عنهم و التردد فی اقطار الارض
بحلول البركة فيها و حضور جنازة من مات من صالح
امتہ فان هذه الامور من اشغاله كما وردت بذلك
الاحاديث و الاثار (۱۹۸)

یہ بات آثار و احادیث سے ثابت ہے کہ آپ امت کے اعمال میں نظر
فرماتے ہیں ان کے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور دفع بلاء کے لئے دعا
فرماتے ہیں حدود زمین میں برکت دیتے ہوئے گزرتے ہیں جب امت
کا کوئی صالح آدمی مرے اس کے جنازہ میں تشریف لاتے ہیں یہ امور
آپ کے اشغال ہیں۔

صاحب روح البیان فرماتے ہیں:

و الرسول عليه السلام له الخيار في طواف العالم مع ارواح
الصحابه رضی اللہ عنہم و لقد راہ كثير من اولياء
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح صحابہ کے ساتھ تمام عالموں میں
پھرتے ہیں بہت سے اولیاء کرام نے آپ کو دیکھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی درمبین میں فرماتے ہیں:

اخبرني سيدى الوالد قال اخبرني شيخ السيد عبد الله
القارى قال حفظت القرآن على قارى زاهد كان يسكن
فى البرية فبينما نحن نتدارس القرآن اذ جاء قوم من
العرب يقدمهم سيدهم فاستمع قراءة القارى وقال بارك
الله اديت حق القرآن ثم رجع و جاء رجل اخر بذلك الذى

۱۹۸۔ رسائل اثنا عشرية للسيوطي، انتباه الانبياء في حياة الانبياء ص ۱۶، مطبع محمدی، لاہور

فاخبر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرهم البارحة انه سيذهب الى البرية الفلانية لاستماع قراءة القارى هناك فعلمنا ان السيد الذى كان يقدمهم هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال و قدرأيته بعينى هاتين
 مجھے میرے والد نے خبر دی انھوں نے کہا مجھے شیخ سید عبداللہ القاری نے خبر دی کہ سید عبداللہ نے کہا میں نے قرآن حفظ کیا اور ایک قاری سے جو جنگل میں رہتا تھا ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے میں عرب کے کچھ آدمی آئے ان کا سردار آگے تھا اس نے قاری کا پڑھنا سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ برکت دے تو نے قرآن کا حق ادا کر دیا پھر چلے گئے اور ایک دوسرا آدمی ان ہی عرب والے کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ہم فلاں جنگل میں فلاں قاری کا قرآن سننے جائیں جب اس کی بات ہم نے سنی تو ہم نے جان لیا کہ وہ سردار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا۔

صلوٰۃ وسلام اور قرآن کریم:

بوقت ذکر ولادت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحسن ہے اگر یہ سمجھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے کہ حضور پاک سماعت فرما رہے ہیں تب بھی صحیح ہے۔ ولادت پر سلام بھیجنے کے متعلق قرآن کریم میں چند آیات جنہیں ہم یہاں درج کرتے ہیں:

سلام علیہ یوم ولد یوم یموت ویوم یبعث حیا (۱۹۹)
 ان پر سلام ہو (یعنی نبی پر) جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

و السلام على يوم ولدت و يوم اموت و يوم ابعث حيا (۲۰۰)
مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن انتقال کروں گا اور جس دن
اٹھایا جاؤں گا زندہ کر کے۔

سلام على ال ياسين (۲۰۱)

آل یاسین پر سلام ہو۔

سلام على نوح فى العلمين (۲۰۲)

نوح علیہ السلام پر سارے جہاں میں سلام ہو۔

سلام على ابراهيم (۲۰۳)

ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو

و سلام على المرسلين (۲۰۴)

پیغمبروں پر سلام ہو۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد دیلمی سے ذیل کی حدیث نقل فرماتے ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علی الاورد اللہ روحی

حتى ارد علیہ السلام (۲۰۵)

۲۰۰۔ سورہ مریم، آیت ۳۳

۲۰۱۔ سورہ نحل، آیت ۵۹

۲۰۲۔ سورہ صافات، آیت ۷۹

۲۰۳۔ سورہ صافات، آیت ۱۰۹

۲۰۴۔ سورہ صافات، آیت ۱۸۱

۲۰۵۔ الف: سنن ابی داؤد، باب زیارۃ القبور، ج ۲، ص ۲۱۸، دار الفکر، بیروت

ب: السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۵، ص ۲۴۵، باب زیارۃ قبر النبی، دار الباز مکہ مکرمہ، ۱۹۹۴ء

ج: مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۵۲۷، مؤسسہ قرطبہ، قاہرہ

د: المعجم الاوسط، ج ۳، ص ۶۲۲، دار الحرمین، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

امت کے اعمال پیش کئے جانے کے متعلق مسئلہ حیات النبی کے عنوان میں ہم نے بہت سی احادیث نبویہ و اقوال شریفہ پیش کر دیئے ہیں اس لئے اس عنوان کی بحث کو مختصراً درج کر کے ختم کرتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہر طرح باعث برکت اور آیات و احادیث کے مطابق ہے۔ درود شریف پڑھنے کا حکم قرآنی موجود ہے جو مجالس کے علاوہ نماز تک میں پڑھا جاتا ہے اور اسی طرح التحیات میں السلام علیک ایہا النبی مخاطب کر کے پڑھتے ہیں پھر جو آیات سلام ہم نے درج کیں وہ ہر طرح کافی ہیں۔ مدینہ منورہ میں باوجود آثار شریفہ کی بے حرمتی کے آج بھی نمازوں کے بعد صلوٰۃ و السلام پڑھنے کا معمول باقی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ الی یوم القیام باقی رہے گا۔

نشان قدم اور وہ تبرکات جو حضور سے منسوب ہیں:

یہ امر محقق ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرکار ابد قرار سے اس درجہ محبت تھی کہ ہر وہ شی جو حضور سے منسوب ہوتی اس کی حرمت کرتے ان کے ہر طرز عمل کو حضرات اولیاء نے نقش راہ بنایا اور تبرکات نبویہ کا احترام ضروری جانا خود رب العزت نے مدینہ کی خاک کی قسم ذکر کی، چنانچہ صاف طور پر فرمادیا۔

لا اقسام بهذا البلد و انت حل بهذا البلد (۲۰۶)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے حبیب آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں

یہی سبب ہے کہ اکثر و بیشتر قدیم خانوادہ ہائے طریقت میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات نسلاً بعد نسل محفوظ چلے آ رہے ہیں اور اعراس شریفہ کے موقعوں پر ان کی زیارت کرائی جاتی ہے فقیر کے یہاں بھی مستند و قدیم تبرکات شریفہ محفوظ ہیں جن کی

زیارت اجداد کبار کے اعراس پر ہوتی ہے جہاں تک اس عنوان کی علمی تحقیق کا تعلق ہے تو صحیح احادیث سے یہ امر پائے ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جس طرح آپ کے اور معجزات ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پائے مبارک کا نشان پتھر کے اندر جذب ہو کر نمایاں ہوا۔ علامہ حافظ عبداللہ دمشقی اپنی کتاب موارد الانوار میں تحریر فرماتے ہیں:

و اما معجزة اثر قدم النبی علی الصخرة فقد بلغت عندی مبلغ الشهرة لعل المنکر لم ينظر الی کتب السیر یعنی حضور کا معجزہ نقش قدم میرے نزدیک شہرت کو پہنچ چکا ہے۔ شاید منکر نے کتب سیر کو نہیں دیکھا۔

عن قاسم القرطبی ان معجزة اثر قدمیه علی الصخرة باهرة قد اثبتتها المحققون فی تصانیفهم من الثقات و ما تکلم بعض الجهلة الاعور المتفاضل علی عدم السند هذه المعجزة فهو من فرط جهلة و عدم ممارسته بروایات المحدثین الماهرین للایات والروایات۔ پتھر پر حضور کے قدم مبارک کے نشان ہونے کا معجزہ ظاہر ہے محققین نے اپنی کتابوں میں ثقہ راویوں سے ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے کج بخشی سے اس مسئلہ میں کچھ لکھا ہے اس کی وجہ ان کی جہالت کی زیادتی ہے اور آیات و احادیث سے ناواقفیت ہے۔

قال ابو نعیم الحافظ لما دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الغار مال راسه الی الجبل لیخفی شخصه عنهم فالان الله تعالیٰ حتی ادخل رأسه و استراح من جبل فلان له حتی اثر فیہ بذراعیه و ساعده و ذلك مشهور یقصده الحاج و یرونه و صارت صخرة بیت المقدس

كهيئة العجين فربطها دابته و الناس يلتمسون بذلك
 الموضع التبرك الى يوم القيامة. ()
 حافظ ابو نعیم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں داخل
 ہوئے تو حضور نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا تا کہ اپنی صورت و
 تشخص کو ان سے چھپائیں اللہ نے پہاڑ کو نرم کر دیا یہاں تک کہ حضور نے
 اپنا سر مبارک داخل فرمایا اور آرام فرمایا، لہذا حضور کے لئے پتھر نرم
 ہو گیا یہاں تک کہ پتھر میں آپ کی کہنی اور کلائی کا نشان ہو گیا اور یہ بھی
 مشہور ہے کہ حاجی لوگ اس کی زیارت کا قصد کرتے ہیں اور اسے دیکھتے
 ہیں اور شب معراج بیت المقدس کا پتھر آٹے کی طرح ہو گیا پس حضور نے
 اس سے اپنا براق باندھا اور آج تک لوگ اس مقام مبارک کو بغرض
 زیارت تلاش کرتے ہیں۔

كتب ابو الشجاع البلخي المالكی تحت تفسير الآية و
 اتخذوا من مقام ابراهيم مصلی فی تفسير در المكنون
 ظهر اثر قدميه فيه كما ظهر في العجين فهذه معجزة
 ظاهرة اتى بها الخليل بعناية الله تعالى و حسن توفيقه و
 لاطاقة لاحد من البشر ان ياتى عليها الا من اختصه الله
 تعالى بالنبوة و اما ما اتى به حبيبه محمد فهو ابلغ قدمي
 الخليل ابراهيم على الحجر مرة واحدة حافيا غير نامل و
 قد ظهر اثر قدمي حبيبه ايضا فكما اثر قدمي خليله تعالى
 على الحجر لم يمح و لم يضم حل من ايدى الكفار فكذا اثر
 قدميه حين ركب البراق ليلة المعراج.
 ابو شجاع بلخي مالکی نے آیت ”واتخذوا“ میں مقام ابراہیم کے تحت تفسیر در

مکنون میں تحریر فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا اثر اس میں ظاہر ہوا، جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے خمیر میں۔ لہذا یہ معجزہ ظاہر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا، جس کو آپ اللہ کی توفیق و عنایت سے لے کر آئے اور کسی انسان میں طاقت نہیں کہ ایسے معجزہ لائے مگر جسے اللہ تعالیٰ نبوت سے خاص فرمائے۔ حضور علیہ السلام اس کو لے کر تشریف لائے لہذا یہ مبلغ و اعلیٰ ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کے دونوں قدموں کا نشان پتھر پر صرف ایک بار ظاہر ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کا نشان پتھر پر بار بار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتا رہا جوتے پہنکر بھی اور برہنہ پا بھی۔ بلکہ آپ کے خچر کے سم کا نشان پتھر پر ظاہر ہوا جس طرح حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کا اثر کفار کے ہاتھ سے نہ مٹا اور نہ مضحمل ہوا اس طرح حضور کا نقش قدم بھی نہ مٹا جب کہ آپ براق پر معراج کی شب سوار ہوئے۔

اسی طرح امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطائی، محمد بن مالکی، اسحاق بن ابراہیم، معاویہ بن صالح ثعلبی طرطوسی، بیہقی، ابونعیم، بخاری، امام اعظم ابوحنیفہ کوفی، امام ابراہیم نخعی، شرف الدین ابو عبد اللہ فاضل صاحب قصیدہ ہمزئیہ وغیرہم نے دلائل قویہ سے نشان قدم کے ثبوت میں کافی مواد یکجا کر دیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن صنوری کے قصیدہ کا یہ شعر بھی کیا خوب ہے:

هذا الذی ان مشی فی الرمل لا اثر

یری له و یری فی الصخر و الجبل

یہ وہ نبی ہیں کہ اگر ریت پر چلتے تو، ریت پہ اثر نہ دیکھا جاتا اور پتھر پہاڑوں پر اثر دیکھا جاتا۔

حافظ شیرازی بھی اس موقعہ کے لئے خوب فرما گئے:

برز مینے کہ نشان کفے پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظر آں خواہد بود

اس سلسلہ میں جی چاہتا تھا کہ حضرات اکابر اولیاء اللہ و علمائے دین کے مشاہدات و واقعات درج کر دوں کیونکہ ترتیب کے وقت کتابوں کے انبار سامنے ہیں مگر کتاب کی ضخامت مانع ہے۔

آب وضو کی تعظیم:

ہم جیسا کہ اوپر کہہ آئے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر اس شئی کو جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہوتی عزیز و محترم سمجھتے تھے ذیل میں اس عنوان کے تحت ضروری معمولات اور طریقے درج ہیں۔

عن ابی جحيفة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبة حمراء من ادم و رأيت بلالا اخذ وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم و رأيت الناس يبتدرون ذلك الوضوء فمن اصاب منه شيئا تمسحه به و من لم يصيب منه اخذ من بلال يد صاحبه (۲۰۷)

ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سرخ کھال کے خیمہ میں رونق افروز تھے حضرت بلال آپ کے وضوء کو تبرکاً لے رہے تھے اور لوگ بھی اس پانی کو تبرکاً لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو پانی مل گیا وہ اپنے جسم اور منہ پر ملتا اور جس کو نہ ملتا تو وہ اس شخص کے ہاتھ کی تری کو لے کر ملتا۔

اسی طرح کے واقعہ کو دیکھ کر عروہ بن مسعود نے جو قریش کی طرف سے حدیبیہ میں مصالحت پر گفتگو کرنے آئے تھے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے اصحاب محمد کو ان کا جو ادب کرتے ہوئے دیکھا وہ شاہ جیش قیصر و کسری شاہ ایران کے دربار میں بھی نہ دیکھا۔

۲۰۷۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ فی الثوب الأحمر

امام محمد راوی ”جامع المعجزات“ میں نقل فرماتے ہیں:

”روی ان ابابکر رضی اللہ عنہ اخذ شعرین من لحيۃ
النبي صلى الله عليه وسلم و وضع في بيته تبركا فسمع
ابوبكر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من بيته صوت القرآن با
حسن الاصوات و طلب القارى و لم يجد واحدا حتى اتى
الى موضع الشعرين فسمع القرآن عندهما فجاء الى النبي
صلى الله عليه وسلم فأخبره بذلك فقال النبي صلى الله
عليه وسلم يا ابابكر اما عملت ان الملكة يجتمعون على
شعري و يقرؤن القرآن عنده

مروی ہے کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور کی داڑھی کے دو بال لے
کر اپنے گھر میں تبرکاً رکھے اور اپنے گھر میں قرآن کو اچھی آواز سے
پڑھتے ہوئے سنا پڑھنے والوں کو تلاش کیا مگر وہاں کسی پڑھنے والے کو نہ
پایا یہاں تک کہ جس جگہ موئے مبارک رکھے تھے وہاں آئے تو اس کے
قریب قرآن کریم سنائیں آپ حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے
اور یہ واقعہ عرض کیا حضور نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم نہیں جانتے کہ فرشتے
ہمارے بالوں پر مجتمع کئے گئے ہیں اور ان کے پاس قرآن پڑھتے ہیں۔

تبرکات سے شفاء:

بخاری شریف میں ہے:

عن ابن المنكدر سمع جابر بن عبد الله يقول مرضت
مرضا فاتانى النبي صلى الله عليه وسلم يعودنى و
ابوبكر و هما ماشيان فوجدانى اغمى على فتوضأ النبي
صلى الله عليه وسلم ثم صببت على فافقت فاذا النبي

صلی اللہ علیہ وسلم . (۲۰۸)

ابن منکدر سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں بیمار تھا حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ پیادہ پا عیادت کے لئے تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا حضور نے وضو فرما کر وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا میں ہوش میں آ گیا تو حضور کو رونق افروز پایا۔

حضور کے پیالے کی تعظیم:

عن عاصم الاحول قال رأیت قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالک قال انس سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من هذا القدح اکثر من کذا و کذا قال ابن سیرین انه کان فیہ حلقة من حديد فاراد انس ان يجعل مکانها حلقة من ذهب او فضة فقال له ابو طلحة لا تغیرن شیئا صنعه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فترکہ (۲۰۹)

عاصم احول سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے انس بن مالک کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا انھوں نے کہا کہ اس پیالے میں لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت انس نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ ڈال لیں پس ابو طلحہ نے ان سے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ کرو۔ علامہ ابن حجر شامی میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حضرت انس کی وفات

۲۰۸۔ بخاری، کتاب المرضی، باب عیادة المغمی علیہ

۲۰۹۔ بخاری، کتاب الاشرہ باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد ان کے صاحب زادہ سے وہ پیالہ ۸ لاکھ درہم میں خریدا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ بصرہ میں دیکھا اور اس میں تبرکاً پانی پیا۔ حضرت اسماء کے پاس ایک جبہ تھا اس کے متعلق آپ فرماتی ہیں:

فَقَالَتْ لِهَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قَبِضَتْ فَلَمَّا قَبِضَتْ قَبِضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَسَهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى لِيَسْتَشْفَى بِهَا (۲۱۰)

ترجمہ: یہ جبہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس تھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا تو یہ میرے پاس آ گیا اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیب تن فرماتے تھے ہم اس کو مریضوں کے لئے دھوتے ہیں تاکہ وہ اس سے شفا پائیں۔

عن ثابت بن مالك قال دخل علينا النبي صلى الله عليه وسلم فقام عندنا فغرق و جائت امي بقارورة فجعلت تسلت العرق فيها فاستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا ام سليم ما هذا الذي تصنعين قالت هذا عرقك نجعله في طيبنا و هو من اطيب الطيب (۲۱۱)

ثابت بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے یہاں قیام کیا تو آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس میں آپ کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا اے ام سلیم تم کیا کر رہی ہو آپ نے عرض کیا ہم آپ کے پسینہ کو اپنی خوشبو میں ملا رہے ہیں

۲۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحریم استعمال الذهب والفضۃ۔
۲۱۱۔ الف: مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم و التبرک بہ
ب: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۱۷، باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صفاته

اور یہ بہترین خوشبو ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الطب میں عثمان بن عبد اللہ سے مروی ہے:

قال ارسلنى اهلى الى ام سلمة بقدر من ماء و كان اذا
اصاب الانسان عين او شى بعث فأخرجت من شعر
رسول الله صلى الله عليه وسلم و كانت تمسكه فى
جلجل من فضة (۲۱۲)

میری اہلیہ نے مجھے حضرت ام سلمہ کی خدمت میں پیالہ دیکر بھیجا جب کسی کو
نظر لگ جاتی یا کوئی اور مرض ہوتا تو ایک بڑے برتن میں پانی لے کر
حضرت ام سلمہ کے پاس بھیج دیتے انھوں نے چاندی کی ایک ٹلی میں حضور
کے موئے مبارک کو رکھ لیا تھا وہ اس کو نکال کر پانی میں غسل دیتیں اور وہ
پانی مریضوں کو پلایا جاتا۔

علامہ قاضی عیاض حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ سے ذیل کی روایت نقل کرتے ہیں:

قالت كان لابی محذورة قصة فى مقدم راسه اذا قعدو ارسلها
اصابت الارض فقیل له الا تحلقها فقال لم اكن بالذى يحلقها
و قد مس رسول الله صلى الله عليه وسلم (۲۱۳)

حضرت ابو محذورہ کی پیشانی کی جانب بالوں کا ایک مٹھا بندھا ہوا تھا جب
اسے بیٹھ کر کھولتے تھے تو وہ زمین تک لٹک جاتے لوگوں نے کہا تم اسے
کیوں نہیں منڈواتے؟ فرماتے ہیں کیونکر منڈواؤں حالانکہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے۔

امام عمر یوسف بن عبد اللہ کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب میں

۲۱۲۔ الف: بخاری باب ما يذكر فى الشيب.

ب: مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۳۹۰-۳۹۱ باب الطب و الرقى، اصح المطابع، دہلی

۲۱۳۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، زید کر حضرت امیر معاویہ، ج ۱، ص ۴۴۵

تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ نے بوقت وصال وصیت فرمائی۔

انی صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخرج
لحاجة فتبعته باداوة فكساني احد ثوبيه الذى كان على
جسده فخبأته لهذا اليوم و اخذ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من اظفاره و شعره ذات يوم فاخذته و خبأته
لهذا اليوم فاذا انامت فاجعل ذلك القميص دون كفنى مما
يلی جسدى و خذ ذلك الشعر و الاظفار فاجعله فى فمى و
على عینى و مواضع السجود منى ۔

میں حضور کی صحبت و معیت سے مشرف ہوا ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں برتن لے کر ساتھ گیا آپ نے
وہ کرتا جو بدن اقدس سے متصل تھا مجھے عطا فرمایا میں نے آج کے لئے
اسے چھپا رکھا تھا اور ایک روز آپ نے ناخن و موئے پاک تراشے۔ میں
نے لے کر اس دن کے لئے اٹھا رکھے جب میں مرجاؤں تو حضور کی قمیص
شریف کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا اور موئے مبارک اور
ناخنوں کو میرے منہ آنکھوں اور پیشانی وغیرہ اور سجدہ کرنے کی جگہوں پر
رکھنا۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حنوط کیا ہوا مشک تھا
وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک کی وصیت کے مطابق حضور کے موئے مبارک
اور حضور کی ایک چھوٹی چھڑی کو آپ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

غرض جمیع اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے
تبرکات کی عظمت فرماتے اور وہ تمام اشیاء مبارکہ جو حضور سے منسوب تھیں ان کا احترام

کرتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان درختوں کو عرصہ تک نہ کاٹا جن کے نیچے بیعت رضوان واقع ہوئی تھی۔ حضرات متقدمین علما و مشائخ نے اصحاب کبار کے مبارک طریقوں کے مطابق ہی آثار شریفہ کو محترم سمجھا اور اپنے یہاں کے معمولات میں ان تبرکات کی زیارت وغیرہ کو داخل کیا۔ الحمد للہ کہ یہ آثار مبارکہ آج بھی اپنے فیوض جاری کئے ہوئے ہیں۔

ان تبرکات کا احترام ہر وقت علمائے محققین کے نزدیک امت پر ضروری ہے۔ افسوس کہ جن لوگوں نے تبرکات و آثار شریفہ کے ساتھ شرک و بدعت کا نام لے کر گستاخیاں کیں وہ درحقیقت محبت بارگاہ رسالت سے کوسوں دور ہیں محبت والوں کا وہ طریقہ نہیں جو انھوں نے اختیار کیا۔

شدر حال یعنی دور دراز سے نیت کر کے زیارت کے لئے آنا:

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما (۲۱۴)
وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اے رسول آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور آپ ان کے لئے بخشش طلب فرمائیں تو وہ ضرور اللہ کو رحیم اور توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

قال ابن حجر المکی فی جوهر المنظم دلت علی حث الامة علی المجی الیہ و الاستغفار عنده و استغفار لهم و هذا لاینقطع بموته و دلت ایضا علی تعلیق وجد انهم الله توابا رحیما بمجیہم و استغفار الرسول لهم (۲۱۵)
جوہر المنظم میں ابن حجر المکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت امت کو حضور کے پاس

۲۱۴۔ سورہ نساء، آیت ۶۴
۲۱۵۔ الجوہر المنظم، حافظ ابن حجر مکی، ص ۱۲، دار جوامع الکلم، قاہرہ ۱۹۹۲ء

آنے اور ان کے پاس اللہ سے استغفار کرنے اور حضور کے ان کے لئے بخشش مانگنے پر دلالت کرتی ہے اور یہ چیز حضور کی وفات سے منقطع نہیں ہوتی بلکہ حضور کی وفات کے بعد بھی جاری ہے نیز یہ آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ حضور کے پاس آنے اور رسول کے ان کے واسطے مغفرت طلب کرنے کے باعث اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، اور رحیم پائیں گے۔
علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

و شد الرحال الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم واجب المراد بالوجوب ههنا وجوب ندب و ترغيب و تاکید (۲۱۶)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے کجاوہ کا باندھنا واجب ہے اور یہاں وجوب سے مراد وجوب استحباب و ترغیب و تاکید ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ من افضل المندوبات (۲۱۷)
ہمارے مشائخ کرام نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار شریف کی زیارت مستحبات میں سے بزرگ تر مستحب ہے۔
زیارة قبرہ الشریف مندوبة بل قیل واجبة من له سعة و یبدء بالحج ان کان فرضا و یخیر ان کان نفله.
زیارت قبر شریف مستحب ہے بلکہ بعضوں نے کہا واجب ہے اس کے لئے

۲۱۶۔ شفاء، ج ۲، ص ۸۴ باب فی حکم زیارة قبرہ، پور بندر، گجرات

۲۱۷۔ فتح القدیر، امام کمال الدین المعروف بہ ابن ہمام

کتاب الحج: المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جو وسعت رکھتا ہو اور حج کے ساتھ شروع کرے اگر فرض ہو اور اگر نفل ہو تو اسے اختیار ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جاء نی زائرا لا یعلمه
حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعاً یوم
القیامة (۲۱۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کے لئے بغیر کسی
دوسری حاجت کے آیا تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی
شفاعت کروں۔

جانب مخالف کا استدلال:

لا تشدوا الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجد الحرام و
مسجد الرسول و مسجد الاقصیٰ (۲۱۹)
تم کجاوے اونٹوں پر مت باندھو مگر تین مسجدوں کے لئے مسجد حرام، مسجد
نبوی اور مسجد اقصیٰ کے لئے۔

اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مخالفین و منکرین کہتے ہیں کہ جب
حدیث میں صرف تین مسجدوں کی طرف بہ نیت سفر کجاوے کس کر جانے کی اجازت ہے تو
پھر زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر مزارات اولیاء پر بسلسلہ عرس
وغیرہ جانا ممنوع ہے۔

۲۱۸۔ الف: الجوہر المنظم، ص ۴۳، الفصل الثانی، فضائل الزیارة و فوائد ہادار جوامع المحکم، قاہرہ ۱۹۹۲

ب: المعجم الکبیر، للطبرانی، ج ۱۲، ص ۲۹۱، مطبع علوم الحکم، مصل ۱۹۸۳ء

۲۱۹۔ الف: بخاری، ابواب التطوع، باب مسجد بیت المقدس

ب: مسلم، کتاب الحج، باب لا تشد الرحال الا ثلاثة

ج: مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۶۷، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، اصح المطابع، دہلی

دفع اشتباه:

ان المراد منه حكم المساجد فقط و انه لا تشدوا الرحال الى مسجد من المساجد غير هذه الثلاثة و اما قصد غير المساجد من الرحلة في طلب العلم و في التجارة و في التنزه و زيارة الصالحين و المشاهدة زيارة الاخوان و نحو ذلك فليس داخلا في النهي و قد ورد ذلك مصرحا به في بعض الاحاديث.

اس سے مراد مسجدوں کا حکم بیان کرنا ہے فقط اور سوائے تین مسجدوں کے کسی کی طرف کجاوے نہ باندھے کیونکہ ان کے سوا سب مسجدوں کا حکم ثواب میں برابر ہے لیکن غیر مساجد کا سفر جیسے علم طلب کرنے کے لئے سفر، تجارت، تفریح، زیارت صالحین، بھائیوں سے ملنے کے لئے اور مثل اس کے حکم نبی میں داخل نہیں ہے بعض احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

اسی قسم کی تصریحات علامہ نووی، ملا علی قاری، قاضی عیاض وغیرہم نے فرمادی ہیں کہ یہ حدیث ان مساجد میں نماز کی فضیلت سے متعلق ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صلحا اولیاء اللہ کی زیارت و طلب علم وغیرہ کی نیت سے سفر کرنا ممنوع ہے۔

تقبیل ابہامین یعنی بوقت اذان انگوٹھے چومنا:

علمائے متقدمین کے وقت سے اب تک یہ معمول ہے کہ جس وقت مؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتا ہے تو سامعین انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں یہ طریقہ بھی صحیح اور مستند ہے اس فعل میں بھی حضور کے نام نامی کی عظمت و توقیر مقصود ہے جس کا حکم نص قطعی سے ثابت ہے۔

ذكره الديلمي في الفردوس من حديث ابى بكر الصديق

انه لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله قال
هذا و قبل بباطن انملتى السبابتين و مسح عينه فقال
صلى الله عليه وسلم من فعل مثل ما فعل خليلي فقد
حلت له شفاعتي (۲۲۰)

دیلیمی نے فردوس میں حدیث بیان کی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ
جب انھوں نے مؤذن کا قول اشهد ان محمدا رسول اللہ سنا اپنے
دونوں انگوٹھوں کے پوروں اور انگشت شہادت کو چوما اور دونوں کو آنکھوں
پر لگایا پس حضور نے فرمایا جو میرے دوست کی طرح یہ فعل کرے گا اس
کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد في
عشر المحرم عند الاسطوانة حذاء ابى بكر فقام بلال
فأذن فلما بلغ اشهد ان محمدا رسول الله فقبل ابو بكر
ظفري ابهاميه و وضعهما على عينيه و قال قرّة عينى بك
يا رسول فلما فرغ بلال من الاذان توجه النبي صلى الله
عليه وسلم الى ابى بكر فقال من فعل مثل ما فعلت يا ابا
بكر غفر الله ذنوبه.

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشرہ محرم میں مسجد کے اندر تشریف
لائے، ستون مسجد کے پاس حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے تھے
حضرت بلال نے اذان دی جب اشهد ان محمدا رسول اللہ پر
پہنچے تو حضرت ابوبکر نے بوسہ دیا اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن کا اور اپنی
دونوں آنکھوں سے لگایا اور کہا قرّة عینی بک یا رسول اللہ پس حضرت بلال

اذان سے فارغ ہوئے تو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس نے تیری مانند کیا خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قبل ظفري ابهاميه عند سماع اشهد ان محمدا رسول اللہ فی الاذان اکون انا قائدہ و مدخلہ فی الجنة رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اشہد ان محمدا رسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما میں اس کا جنت میں قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔

شرح وقایہ میں ہے:

ان هذا الفعل من السنة و سنة الخلفاء و ان يقول عند التقبيل اللهم احفظ عيني و نورهما یہ فعل سنت ہے اور سنت خلفائے کرام ہے انگوٹھے چومتے وقت کہے کہ اے خدا تو میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انھیں منور فرما۔

ابن سیرین نے کہا:

”و هو مجرب كنت آمر به من كان بعينه نوع غشاوة“ وہ فعل مجرب ہے جس کسی کی آنکھ میں جھلکی ہوتی تو میں اسے اس فعل کے کرنے کا حکم دیتا۔

ابن خلکان نے کہا:

من فعل ذلك و داوم عليه امن الضر من عينه مادام حيا جس کسی نے یہ فعل پابندی سے کیا وہ آنکھ کے ضرر سے امن میں رہے گا جب تک زندہ رہے گا۔

غرض انگوٹھوں کا بوقت اذان چوم کر آنکھوں پر لگانا صحیح اور باعث برکت اور ثابت الاصل ہے۔

حضرات اولیاء اللہ کا مرتبہ و عظمت:

حضرات اولیائے کاملین کی مقدس زندگیوں کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ جیتے تو خدا کے لئے اور وصال فرماتے تو خدا کے لئے۔ ان کی ہر ادا شریعت مطہرہ کا آئینہ تھی فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو کر انھوں نے یہ عزت و عظمت پائی کہ حیات و ممات دونوں حالتوں میں خدا کی مخلوق ان سے شرفیاب ہو کر صراط مستقیم پر پہنچی۔

موجودہ دور الحاد و دہریت میں ان نفوس قدسیہ کو خواہ جن الفاظ سے یاد کر لیا جائے مگر یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اولیائے کاملین اور ان مبلغین اسلام کی وجہ سے ہر گوشہ میں اسلام پہنچا انھوں نے جو غیر معمولی تبلیغی و تعمیری خدمتیں فرمائیں ان کو فراموش کرنا حقیقت سے انکار کرنا ہے۔ ان کی خانقاہیں اور تبلیغی نظام تارک سے تارک یک مقام پر بھی قائم تھا ان کے تابعین و خلفاء کی جدوجہد کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں مسلمان نظر آ رہے ہیں یقین رکھو کہ جو کام سلاطین اسلام کی شمشیریں نہ کر سکیں وہ ان کملی پوش بزرگوں نے کر دکھایا ان کے پاس ظاہری طور پر نہ تو سرمایہ تھا نہ دولت و ثروت کے انبار، ٹوٹی چٹائیاں ان کا فرش تھیں وقت آنے پر تلواروں کے بجائے شاخ درخت سے کام لیتے وہ ایک طرف خطبہ کے خطیب، مسند درس و افتاء کے مفتی، مدرس نظر آتے تو دوسری جانب میدان کارزار میں صف اول کے مجاہد و علمبردار اسلام ہوتے۔ مختصر یہ ہے کہ ان کی زندگی سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک نمونہ تھی اور وہ صحیح معنوں میں اسلامی حکومت اور غلبہ اسلامی کے داعی تھے ان کی سیرت مبارکہ اپنے اندر آج

بھی ہزاروں سبق آموز مثالیں رکھتی ہے۔ بحر و بر پر ان کا تسلط تھا انتظام عالم ان کے سپرد تھا اور اب بھی ہے تم دیکھو آج بھی جب کہ ان میں کے افراد کو صدیاں گزر چکی ہیں مگر وہ زائرین کے قلوب کا تزکیہ فرماتے ہیں کسی بڑے سے بڑے مادی بادشاہ کے دربار میں وہ شوکت نہیں جو ان کے مزارات پر ہے ہر لحظہ ملک کے باشندے ان کی تجلیات روحانی اور دید و لقا کی خواہش میں کھینچے چلے آتے ہیں جس طرح خدا نے ان کو زندگی میں مرجع خلّاق بنایا تھا آج بھی بعد وصال انھیں یہ قوت حاصل ہے کہ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں اور بوقت مصیبت حاجتمندوں کی درخواست کو قبول فرمائیں یا خدا کے دربار میں سفارش کریں۔

قرآن کریم میں اولیاء اللہ اور متقین کا اعزاز و مرتبہ:

”الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا هم یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة (۲۲۱)“

خبردار! بیشک جو اللہ کے اولیاء ہیں ان پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے جو کہ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے خوش خبری ہے دنیا اور آخرت میں۔

و من یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقاً (۲۲۲)

جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن

۲۲۱۔ سورہ یونس ۶۴

۲۲۲۔ سورہ نساء، آیت ۶۹

پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صلحا کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

ان اولیاء ہ الا المتقون (۲۲۳)
متقی ہی اس کے ولی ہیں۔

و من یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتہا
الانہار خالدین فیہا و ذلک الفوز العظیم (۲۲۴)
جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ جنت کے باغوں میں
داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور
یہی بڑی کامیابی ہے۔

والذین امنوا و عملوا الصالحات سندخلہم جنت تجری
من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدًا. (۲۲۵)
اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، عنقریب وہ ان کو جنت کے
باغوں میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اسی میں وہ
ہمیشہ رہیں گے۔

وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات لہم مغفرة و اجر
عظیم. (۲۲۶)
جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان سے خدا نے ان کی مغفرت اور
اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔

الذین امنوا و عملوا الصالحات طوبی لہم و حسن ماب. (۲۲۷)

| | |
|------|--------------------|
| ۲۲۳۔ | سورہ انفال، آیت ۳۴ |
| ۲۲۴۔ | سورہ نساء، آیت ۱۳ |
| ۲۲۵۔ | سورہ نساء، آیت ۵۷ |
| ۲۲۶۔ | سورہ مائدہ، آیت ۹ |
| ۲۲۷۔ | سورہ رعد، آیت ۲۹ |

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے خوش حالی ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔

احادیث اور اولیائے کاملین کا مرتبہ:

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے حضرات اولیائے کاملین کا اعزاز معلوم ہوا ذیل میں احادیث شریفہ درج کی جاتی ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ينصر القوم باضعفهم (۲۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قوم کی مدد ان کے ضعیف تر لوگوں کی مدد سے کرتا ہے۔

عن عبادة رضى الله تعالى عنه روى الطبراني فى الكبير
الابدال فى امتى ثلثون بهم تقوم الارض و بهم تمطرون و
بهم تنصرون

طبرانی نے کبیر میں حضرت عبادة بن صامت سے روایت فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس ابدال ہیں انہیں کی بدولت زمین قائم ہے اور انہیں کے باعث تم پر مینہ اتارا جاتا ہے۔ اور انہیں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا حضور کا ارشاد ہے:

لن تخلوا الارض من اربعين رجلا مثل ابراهيم خليل الرحمن فبهم تسقون و بهم تنصرون . (۲۲۹)

چالیس ابدال سے زمین ہرگز خالی نہیں ہوگی جو حضرت ابراہیم خلیل کے پرتو ہوں گے ان ہی کے سبب تم کو مینہ ملے گا اور ان ہی کی بدولت تمہاری

۲۲۸۔ مسند الحارث، حارث بن ابی سلمہ، ج ۲، ص ۶۸۳ مرکز خدمۃ السنہ مدینہ منورہ ۱۴۱۳ھ، طبع اول

(۲۲۹) المعجم الاوسط: ج ۴، ص ۲۲۷، دار الحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

مدد کی جائے گی۔

سلسلہ ولایت کا اجراء و بقا:

عن ابن عمر لا يزال اربعون رجلا يحفظ الله بهم الارض كلما مات رجل ابدل الله مكانه آخر وهم في الارض كلها. (۲۳۰)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ زمین کی حفاظت کرے گا جب ان میں سے ایک انتقال کر جائے گا خدا اس کی جگہ دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ ساری زمین میں ہیں۔

اولیاء اللہ سے دشمنی خدا سے دشمنی ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ للحرب و ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اجببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ الی یبطش بہا و رجلہ الی یمشی بہا و ان سألتی لا عطینہ (۲۳۱)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پس میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ

(۲۳۰) کرامات اولیاء: الخلال بحوالہ الخبر الدال علی وجود القطب و الابدال، امام جلال الدین

سیوطی، ص ۱۲، مکتبہ القاہرہ ۱۹۹۷ء

(۲۳۱) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۹۷، باب ذکر اللہ عز و جل و التقرب الیہ، اصح المطابع، دہلی

سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دے دیتا ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث میں جن عظیم الشان الفاظ میں حضرات اولیاء اللہ کے مراتب بیان کئے گئے ہیں وہ اپنی جگہ اس قدر واضح ہیں کہ کسی تشریح کی مطلقاً ضرورت نہیں۔

استعانت واستمداد اولیاء:

مصیبت و تکلیف کے وقت اولیاء اللہ سے ان کی زندگی میں اور بعد وصال ان سے مدد مانگنا استغاثہ کرنا عقیدہ حقہ ہے جس کا ثبوت ائمہ و فقہانے کافی طریقہ سے پیش فرمایا ہے۔ بلاشبہ خدا نے انہیں یہ مراتب دیئے ہیں کہ وہ اس کے حکم سے جسے جو چاہیں دیدیں وہ پکارنے والے کی صدا سن کر جواب دیتے ہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے میت کا حال بعد انتقال معلوم کرنا چاہئے تاکہ یہ اندازہ ہو جائے کہ وہ کس حالت میں ہیں۔

میت کا قبر میں کیا حال ہوتا ہے:

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہ شبیہ الغریق المتغوث ينتظر دعوة من اب و ام او صديق ثقة فاذا لحقته كان احب اليه من الدنيا و ما فيها لان اللہ عزوجل ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الدنيا امثال الجبال و ان هدية الاحياء للاموات الاستغفار لهم و الصدقة عنهم (۲۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضور سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ اپنی قبر

(۲۳۲) الف: شعب الایمان: للبیہقی: فصل فی زیارة القبور، ج ۷، ص ۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت

ب: مسند الفردوس للحدادی، ج ۴، ص ۱۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ

میں ڈوبنے والے کے مثل ہے طالب فریادرس ہے، باپ ماں معتمد دوست کی دعا کا انتظار کر رہا ہے تو جب دعا اسے پہنچتی ہے تو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ دنیا والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑ جیسے خیر و برکات اور انوار داخل کرتا ہے اور بے شک مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ ان کی مغفرت چاہنا اور ان کی طرف سے صدقہ دینا ہے۔

مردے سنتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یعرفہ فسلم علیہ الا عرفہ و رد علیہ السلام (۲۳۳)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرتا ہے تو وہ اس کو پہچانتا ہے اور جب سلام کرتا ہے تو اسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یزور قبر اخیه و یجلس عنده الا استأنس به حتی یقوم. (۲۳۴)
حضور نے فرمایا کوئی مرد جب اپنے بھائی کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ مردہ اس سے انس حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھڑا نہ ہو۔

عن ابی ہریرۃ قال اذا مر الرجل بقبر کان یعرفہ فسلم علیہ الا رد علیہ السلام (۲۳۵)

-
- (۲۳۳) وفاء الوفا: ج ۴، ص ۱۳۶۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت
(۲۳۴) شرح الصدور باحوال الموتی و القبور: جلال الدین سیوطی، ص ۸۰، باب: زیارة القبور
(۲۳۵) شعب الایمان: بیہقی، ج ۷، ص ۱۷۱، حدیث ۹۲۹۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۰ھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص قبر کی طرف سے گزرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

ان المیت یسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا (۲۳۶)

جب لوگ دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو مردہ جو تئوں کی آواز سنتا ہے۔

اخرج الطبرانی فی الاوسط عن بن عمرو الحاکم صححہ و البیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمر حین رجع من احد فوقف علیہ و علی اصحابہ فقال اشہد انکم احياء عند اللہ ترزقون و سلموا علیہم فو الذی نفس محمد بیدہ لا یسلم علیہم الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ (۲۳۷)

طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصعب بن عمر اور ان کے اصحاب کی قبر کے پاس احد کی واپسی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ تم زندہ ہو اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہو جب سلام کیا جائے تو جواب سلام دیتے ہو پس قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے نہیں سلام کرے گا کوئی ان پر مگر وہ اس کا جواب دیں گے اور یہ قیامت تک ہوگا۔

اکابر و صلحاء کے مشاہدات:

مذکورہ بالا احادیث سے مردوں کی وہ کیفیت جو ان کی سماعت وغیرہ سے متعلق تھی

(۲۳۶) صحیح مسلم: کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا: باب عرض مقعد المیت من الجنۃ و النار علیہ

(۲۳۷) المعجم الاوسط: للطبرانی، ج ۳، ص ۹۷، دار الحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

ظاہر ہوگئی اب ہم یہاں اکابر و صلحاء کے مشاہدات نقل کرتے ہیں تاکہ پوری طرح سماع موتی کی حقیقت سمجھ میں آجائے۔

قال الیافعی فی کفایۃ المعتقد اخبرنا بعض الاحباء عن بعض الصالحین انه کان یأتی قبر والدہ فی بعض الاوقات و یتحدث معہ حضرت یافعی نے کفایۃ المعتقد میں بعض صلحاء سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے والد کی قبر پر بعض اوقات آتے جاتے اور ان سے باتیں کرتے۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال سمعت ابا یعلیٰ حمزہ بن محمد علوی قال سمعت ہاشم بن محمد العمری یقول اخذنی ابی بالمدينة الى زیارة قبور الشهداء فی یوم جمعة بین طلوع الفجر و الشمس فکنت امشی خلفہ فلما انتہی الى المقابر رفع صوته فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار قال فاجیب و علیکم السلام یا ابا عبد اللہ فالتفت ابی الی فقال انت المجیب یا بنی فقلت لا فاخذ یدی فجعلنی عن یمینہ ثم اعاد السلام علیہم ثم جعل کلہم سلم علیہم یرد علیہ السلام حتی فعل ذلك ثلاث مرات فخر ابی ساجدا شکر اللہ عزوجل۔

ہم کو ابو عبد اللہ الحافظ نے خبر دی انھوں نے کہا کہ سنا میں نے ابا یعلیٰ حمزہ بن محمد علوی سے انھوں نے کہا ہم نے ہاشم بن محمد عمری سے سنا کہتے تھے کہ میرے والد مجھے ہاتھ پکڑ کر مدینہ شریف میں جمعہ کے دن شہداء کی زیارت کے لئے طلوع فجر کے درمیان لے گئے میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جب

قبرستان میں پہنچے تو انھوں نے بلند آواز سے کہا تم پر سلام ہو جو تم نے صبر کیا پس اچھی ہو عاقبت، مردوں نے جواب دیا اے ابو عبد اللہ علیکم السلام پس والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تو نے جواب دیا میں نے عرض کیا نہیں۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کر سیدھی جانب لے گئے اور سابق کی طرح پھر سلام کیا مردوں نے ان کے سلام کا جواب دیا یہاں تک کہ اسی طرح تین بار واقع ہوا۔ پس میرے والد سجدے میں گر گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ شاید اس وقت کے ظاہر پرست جو حقیقت سے بے خبر ہیں سجدہ کرتے ہوئے انہیں مشرک بنادیتے، حالانکہ ان کا سجدہ ادائے شکر الہی کا تھا۔

بیہقی نے ابو درداء ہاشم بن محمد سے روایت کیا:

قال سمعت رجلا من اهل العلم يقول انه كان يزور قبر ابیه فطال علیه ذلك قال فقلت ازور التراب فاريت في منامی فقال يا بنی مالک لا تفعل بی کنت تفعله فقلت ازور التراب فقال لا تعجل يا بنی فوالله لقد کنت تشرف على فيبشرني بك جيرانی و لقد کنت تنصرف فما ازال اراك حتى تدخل الکوفة (۲۳۸)

میں نے ایک اہل علم کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے والد کی قبر کی زیارت کو برابر جایا کرتے تھے جب زمانہ دراز ہو گیا تو انھوں نے کہا مٹی کی زیارت کو کیوں جاؤں وہ کہتے ہیں میں نے والد کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے کہا اے بیٹے تو میرے ساتھ جو کرتا تھا اب کیوں نہیں کرتا؟ میں نے کہا میں مٹی کی زیارت کیوں کروں؟ تو والد نے کہا اے بیٹے جلدی مت کرو، خدا کی قسم جس وقت تم آتے ہوئے دکھائی دیتے ہو اسی وقت سے میرے

(۲۳۸) شعب الایمان: بیہقی، ج ۶، ص ۲۰۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت

پڑوسی تمہارے آنے کی مجھے خبر اور خوشخبری دیتے ہیں۔ اور جب تم واپس ہوتے ہو تو میں تم کو برابر دیکھتا ہوں یہاں تک کہ تم شہر کوفہ میں داخل ہو جاتے ہو۔

حضرت جدی سندی مولانا فضل الرسول بدایونی قدس سرہ النورانی نے تصحیح مسائل میں حضرت عمرو بن دینار کی روایت کو الفاظ ذیل میں نقل فرمایا:

قال من يموت الا و يعلم ما يكون في اهله بعده انهم يغسلونه و يكفونونه و انه لينظر اليهم.
مردے اپنے اہل و عیال کو جانتے ہیں مرنے کے بعد اور جنہوں نے غسل دیا اور کفن دیا ان کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔

قال الشيخ على بن هيتي زرت مع سیدی الشيخ عبد القادر و الشيخ بقا قبر الامام احمد بن حنبل رحمة الله عليه فشهدته خرج من قبره و ضم الشيخ عبد القادر اليك الى صدره و البسه خلعة و قال يا شيخ عبد القادر انا محتاج اليك في علم الشريعة و علم الحقيقة و علم الحال (۲۳۹)

حضرت شیخ بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے معیت حضرت شیخ عبد القادر و حضرت شیخ بقا کی معیت میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی میں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت احمد بن حنبل اپنی قبر سے نکلے اور حضرت شیخ عبد القادر کو اپنے سینے سے لگایا اور ارشاد فرمایا میں تمہارا محتاج ہوں علم شریعت و حقیقت اور علم حال میں۔

و قال زرت مع الشيخ عبد القادر قبر معروف الكرخي

(۲۳۹) شرح الصدور: امام سیوطی، ص ۳۷، باب معرفة الميت من يغسله

فقال السلام عليك يا شيخ معروف عبرناك درجتین فقال
 له من القبر عليك السلام يا سيد اهل الزمان (۲۴۰)
 انھیں حضرت شیخ علی ہیتی نے فرمایا میں نے حضرت شیخ عبدالقادر کے
 ساتھ حضرت معروف کرنی کے مزار کی زیارت کی آپ نے فرمایا سلام ہو
 تم پر اے معروف کرنی! ہم آپ سے دو درجے آگے نکل گئے جواب میں
 انھوں نے فرمایا تم پر سلام اے تمام زمانہ کے لوگوں کے سردار۔
 صاحب حصن حصین نے اسناد قوی کے ساتھ نقل کیا کہ حدیث میں وارد ہے کہ
 جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ تین بار کہے۔

یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ
 اعینونی (۲۴۱)

اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو۔ (تین بار)

تصرفات اولیاء اللہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب کے اقوال:

اب ہم ذیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے چند اقوال نقل کرتے ہیں۔ شاہ
 صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

بعضے از اولیاء اللہ را کہ الہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند
 دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجهت کمال وسعت
 مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اولیا کمالات باطنی از آنہا می
 نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و
 یابند و زبان حال آنہا در اں ہم ترنم بایں مقال است گر من آیم بجاں گر تو
 آئی بہ تن۔

(۲۴۰) قلند الجواہر: محمد بن الحسن التادفی، ص ۴۹، مطبع عثمانیہ، مصر ۱۳۱۳ھ

(۲۴۱) الحصن الحصین: امام محمد جزری، ص ۱۲۷، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

ان عبارات میں حضرات اولیاء اللہ کے مراتب کو جس طرح بیان کیا گیا ہے اور انہیں حل مشکلات حتیٰ کہ امور تکوینیہ کے اختیارات تک کو ظاہر کیا گیا ہے وہ قابل نصیحت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدائے برتر نے اولیاء اللہ کو اپنے فضل سے یہ قدرت دی ہے کہ وہ بعد انتقال جہاں چاہیں تصرف کریں اور جسے چاہیں دیدیں اور جس کے لئے چاہیں خدا سے اس کی سفارش فرمادیں۔

مزارات سے مجتہدین کا توسل کرنا:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس جا کر دعا مانگتا ہوں خدا پوری فرماتا ہے (اسے امام حجر کی نے خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ العمان میں نقل کیا۔) (۲۴۲)

اس قسم کی مثالیں کتب سیر و تاریخ میں بکثرت موجود ہیں ہم ان چند روایات پر اکتفا کرتے ہیں۔

مردوں کی حرمت و عزت کرنا:

فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

الاتفاق علی حرمة مسلم مية كحرمة حيا
یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت زندہ جیسی ہے۔
المیت يؤذیه فی قبره ما یؤذیه فی بیتیہ (۲۴۳)
مردہ کو وہی چیزیں تکلیف پہنچاتی ہیں جو اس کو گھر میں تکلیف دیتی ہیں۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابن ابی شیبہ سے روایت فرماتے ہیں:

(۲۴۲) الخیرات الحسان فی مناقب النعمان: حافظ ابن حجر کی، ص ۶۹، مطبعہ الخیر، مصر ۱۳۰۴ھ

(۲۴۳) شرح الصدور: امام جلال الدین سیوطی، ص ۱۱، روایت حضرت عائشہ

اذی المومن فی موتہ کا ذاہ فی حیاتہ (۲۴۴)
مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ایسا ہی ہے جیسا اسے زندگی میں اذیت
دینا۔

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت عمارہ بن حزم سے مروی ہے:

قال رَأْنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا علی
قبر فقال یا صاحب القبر انزل لا تؤذ صاحب القبر و لا
یؤذیک (۲۴۵)

حضور نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھ کر فرمایا اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر اور
صاحب قبر کو ایذا مت پہنچا اور نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے۔
مسلم شریف میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے حضور نے فرمایا:

لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابہ فتخلص الی
جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر (۲۴۶)
تم میں سے کوئی آگ کے شعلہ پر بیٹھے جو اس کے کپڑے جلا کر اس کی
کھال تک جلا دے اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

مردوں کو برا مت کہو:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما
قدموا (۲۴۷)

-
- (۲۴۴) شرح الصدور: امام سیوطی، ص ۱۱۹، باب تاذیہ بسائر وجوہ الاذی
(۲۴۵) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۴۹، باب دفن المیت، ص ۱۳۷، دہلی ۱۳۷۵ھ
(۲۴۶) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۴۸، باب دفن المیت، ص ۱۳۷، دہلی ۱۳۷۵ھ
(۲۴۷) شرح الصدور، ص ۱۱۸

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا
مردوں کو برامت کہو وہ اپنے اعمال کی طرف پہنچ گئے۔

مردوں کی ہڈیاں توڑنا منع ہے:

ابوداؤد وابن ماجہ نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ نقل کیا ہے:

كسر عظم الميت و اذاه ككسره حيا (۲۴۸)

مردوں کی ہڈیاں توڑنا اور اسے تکلیف دینا زندوں کی ہڈیاں توڑنے کی
طرح ہے۔

یہ احادیث اس طبقہ کے لئے جس نے مدعی متبع سنت ہونے کے باوجود حجاز مقدس
میں قبور شہداء اور صحابہ کے ساتھ گستاخیاں کیں سبق آموز ہیں مگر انھیں کیا خبر کہ احادیث و
سیر میں ان کے افعال کے متعلق کیا احکام ہیں۔

زیارت قبور:

مزارات اولیاء اللہ وغیرہ پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کرنا اور ان کی زیارت کرنا
سلف صالحین سے چلا آ رہا ہے اس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابتداء
ممانعت فرمائی تھی بعد میں اس کی اجازت دے دی جس کے ثبوت میں ہم ان سطور کے بعد
حدیث درج کریں گے۔

مزارات شہدائے اُحد وغیرہم پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب
کبار کا جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال كنت نهيتكم عن زيارة

(۲۴۸) الف: سنن ابی داؤد، ج ۳، ص ۲۱۲، باب فی الحفار یجد العظم هل یتنكب ذلك المكان

ب: سنن ابن ماجہ بطریق هشام بن عمار عن عائشہ، باب فی النهی عن کسر

عظام الميت، دار الفکر، بیروت، ج ۱، ص ۵۶۱

ج: مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۱۰۰، مؤسسہ قرطبہ، قاہرہ

القبور فزورها فانها تزهد في الدنيا و تذكر الآخرة. (۲۴۹)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب زیارت کرو وہ دنیا میں زہد کا باعث ہوگی اور آخرت کی یاد دلانے والی ہوگی۔

مردوں پر سلام بھیجنا:

عن بريدة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرجتم الى المقابر قولوا السلام عليكم اهل الديار من المومنين و المسلمين و انا انشاء الله بكم لا حقون نسال الله لنا و لكم العافية. (۲۵۰)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ جب تم مقابر کی جانب نکلو تو کہو اے مسلمانوں کے گھر تم پر سلامتی ہو بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔

امام ابو عبد اللہ بن نعمان کتاب ”سفينة النجات“ میں فرماتے ہیں:

تحقق لذوى البصائر و الاعتبار ان زيارة قبور الصالحين محبوبة لاجل التبرك مع الاعتبار فان بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت في حياتهم و الدعاء عند قبور الصالحين و التشفع بهم معمول به عند علماء المحققين من ائمة الدين.

(۲۴۹) الف: ابن ماجہ: ج ۱ ص ۵۰۱، باب ما جاء في زيارة القبور، دار الفکر، بیروت

ب: مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۱۵۴، باب زيارة القبور، صحیح الطابع، دہلی ۱۳۷۵

(۲۵۰)

صاحبان بصیرت و اعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ برکت حاصل کرنے کے لئے صلحا کی قبروں کی زیارت پسندیدہ اور امر مستحب ہے کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد بھی ویسی ہی جاری ہے جیسے ان کی زندگی میں تھی اور ان کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو شفیع بنانا علمائے محققین ائمہ دین کے نزدیک معمول بہ ہے۔

”توضیح الہدی باعمال التقی“ میں ہے:

و قد وجدنا اجتماع خواص عباد اللہ عند مقابر العلماء و المشائخ انما هو لاجل الفاتحة و قرأة القرآن و الدعاء و الاستغاثۃ بارواحهم فی قضا حوائجهم الدینیة و قد جربوا ذلك مرارا کثیرا

ہم نے اللہ کے خاص بندوں کا علماء و مشائخ کے مقابر کے نزدیک فاتحہ خوانی قرأت قرآن اور دعاء و استغاثہ کے لئے اجتماع دیکھا ان کی ارواح سے قضائے حوائج دینیہ کے لئے استغاثہ کرتے ہوئے پایا اور اس کا بارہا تجربہ کیا۔

علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں:

و اما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالیٰ و نفع الزائرین بحسب بمعارفہم و اسرارہم (۲۵۲)
اولیاء اللہ قرب الہی کے مدارج میں متفاوت ہیں اور زائرین کا نفع اولیاء کے معارف و اسرار مطابق ہے۔

لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

-
- (۲۵۱) الف: مسلم: کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها
ب: مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۱۵۴، باب زیارة القبور، اصح المطابع، دہلی
(۲۵۲) رد المحتار: ابن عابدین شامی، کتاب الصلوٰۃ: باب صلوٰۃ الجنائز: مطلب فی زیارة القبور

و انما اطلنا الكلام فى هذه المقام رغما لانف المنكرين
فانه قد حدث فى زماننا شرذمة ينكرون الاستمداد من
اولياء الذين نقلوا من هذه الدار الفانية الى الدار الباقية
هم احياء عند ربهم ولكنهم لا يشعرون.

ہم نے اس مقام پر کلام کو منکرین کا رد کرنے کے لئے طول دیا ہمارے
زمانے میں ایک قلیل جماعت پیدا ہوگئی ہے جو ان اولیاء کرام سے
استمداد (مدد مانگنے) کی منکر ہے جو دنیا سے دار البقا کی طرف منتقل ہو گئے
اور وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں مگر منکروں کو اس کا شعور نہیں۔

قبور اور قبوں کی مختصر بحث:

قبور کی تعمیر اور ان پر قبہ بنانے کا سبب یہ ہے کہ وہ باقی رہیں اور زائرین اہل قبور کی
زیارت کر سکیں اور قبوں کے سایہ میں بیٹھ کر قرآن پاک اور اذکار شریفہ جاری رکھ سکیں اگر
قبور کا نشان نہ ہوگا تو مزارات کی زیارت کس طرح ہوگی انھیں اغراض کے تحت علمائے
مستقدمین و محققین نے قبور پختہ کرنے اور ان پر قبوں کا بنانا جائز ٹھہرایا اور ان کا یہ فعل اختراع
و بدعت نہ تھا بلکہ اس کی اصل پائی جاتی تھی۔

الاصابة فی احوال الصحابة میں ہے:

مات الحكم بن ابى العاص فى خلافة عثمان فضرِب على
قبره فسطاس فى يوم صائف فتكلم الناس فى ذلك فقال
عثمان رضى الله عنه قد ضرب فى عهد عمر على زينب
بنت جحش فسطاس فهل رأيتم عائبا عاب ذلك (۲۵۳)
حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حکم بن العاص کا
انتقال ہوا ان کی قبر پر گرمی میں خیمہ قائم کیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق

(۲۵۳) الاصابة فی تمیز الصحابة: ابن حجر عسقلانی، ج ۲، ص ۱۰۵، دار الجلیل، لبنان ۱۴۱۲ھ

کچھ کلام کیا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر کے عہد میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا گیا تھا تو تم نے کسی کو دیکھا تھا کہ اس پر اعتراض کیا یا کسی عیب لگانے والے نے اس پر عیب لگایا۔

قبر کا نشان امتیازی:

ہمارے یہاں معمول ہے کہ قبر کے سر ہانے کوئی پتھر لگا دیتے ہیں تاکہ اس سے میت کا نشان امتیازی معلوم رہے اور پتہ چل جائے کہ یہ کس کی قبر ہے اس کی اصل ابوداؤد میں ہے:

لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنائزہ فدفن امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملها فقام الیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حسر عنها ثم حملها فوضعها عند رأسه فقال اعلم بها قبر اخي و ادفن الیه من مات عن اهلی . (۲۵۴)

جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک پتھر لانے کا حکم دیا لیکن وہ پتھر کے بھاری ہونے کی وجہ سے نہ اٹھا سکا تو آپ خود اس پتھر کے پاس تشریف لے گئے اور آستین چڑھائی، راوی نے کہا کہ جب

(۲۵۴) الف: ابوداؤد: کتاب الجنائز: باب فی جمع الموتی فی قبر
ب: مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۴۹، باب دفن المیت، اصح المطابع، دہلی

آپ نے اپنی کلائیوں سے کپڑا اٹھایا تو گویا میں آپ کی کلائیوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھایا اور حضرت عثمان کے سر کے قریب رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اس پتھر سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان رکھتا ہوں اور میرے اہل میں سے جو وفات پائے گا اس کے پاس دفن کروں گا۔

علامہ عینی عمدة القاری میں فرماتے ہیں:

”ضرب عمر رضی اللہ عنہ علی قبر زینب بنت جحش“

حضرت عمر نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا۔

علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں:

ضرب الفسطاس ان كان بغرض صحيح كا التستر من

الشمس مثلاً للاحياء لا لظلال الميت فقط جاز

یعنی اگر خیمہ کسی صحیح غرض سے لگایا جائے مثلاً لوگوں کے دھوپ سے بچنے کے لئے تو جائز ہے صرف میت کے سایہ کے لئے لگانا صحیح نہیں۔

علامہ سید محمد امین رد المحتار میں فرماتے ہیں:

وفى الاحكام عن جامع الفتاوى و قيل لا يكره البناء اذا

كان الميت من المشائخ والعلماء والسادات. (۲۵۵)

احکام میں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے کہ کہا گیا ہے کہ قبر کے گرد عمارت

بنانا مکروہ نہیں جب کہ میت مشائخ اور علماء اور سادات کی ہو۔

تفسیر روح البیان میں ہیں:

فبناء القباب على قبور الاولياء والصلحاء ووضع

الستور والعمايم والثياب على قبورهم امر جائز اذا كان

(۲۵۵) رد المحتار: ابن عابدین شامی، کتاب الصلوة: باب صلوة الجنائز، مطلب فی دفن الميت

القصد بذلك التعظيم في اعين العامة حتى لا يحتقروا صاحب القبر.

اولياء وصلحاً کی قبروں پر قبے بنانا چادر عمامہ کیڑوں کا ڈالنا جب کہ اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں اہل قبور کی تعظیم ہو اور صاحب قبر کی تحقیر نہ ہو تو ایک امر جائز ہے۔

قبر پر کتبہ لگانا:

زائرین کی سہولت وغیرہ کے لحاظ سے قبر کے سرہانے یا قبر پر کتبہ لگا دیا جاتا ہے تاکہ ہر زائر کو میت کا نام تاریخ وصال معلوم ہو جائے یہ عمل بھی فقہائے کرام کے نزدیک صحیح ہے، چنانچہ در مختار میں سراجیہ سے منقول ہے۔

لا باس بالكتابة ان احتيج اليها حتى لا يذهب الاثر و لا يمتن. (۲۵۶)

قبر پر لکھنے میں حرج نہیں اگر اس کی حاجت ہو تاکہ اثر و نشان نہ جاتا رہے اور اس کی توہین نہ کی جائے۔
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم و هم عمل اخذ به الخلف عن السلف. (۲۵۷)
مشرق سے مغرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھائی موجود ہے اور یہ عمل خلف نے سلف سے حاصل کیا ہے۔

پختہ قبروں کا بنانا:

اکثر بلاد اسلامیہ ہمارے ہندوستان میں قدیم سے یہ رواج فقہائے دین کے

(۲۵۶) در مختار: علاؤ الدین الحسکفی کتاب الصلوۃ: باب صلوۃ الجنائزۃ

(۲۵۷) المستدرک: امام حاکم، ج ۱، ص ۵۲۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ

فتاویٰ کے ماتحت رہا ہے کہ پختہ قبر بناتے ہیں جس کی غرض یہ ہے کہ قبر اپنی اصلی حالت پر رہے نیز یہ کہ جن مقامات کی مٹی کمزور ہوگی قبر منہدم ہو جائے گی اور جب نشان قبر ہی مٹ جائے گا تو ایصال ثواب اور زیارت کرنے والوں کو دشواری ہوگی۔
چنانچہ اس عنوان کے ماتحت فقہائے قدیم کے فتاویٰ میں سے چند مختصراً درج کرتے ہیں۔

قال الاترازی و عند الشافعی لا یکرہ الاجر (۲۵۸)
علامہ اترازی نے فرمایا حضرت امام شافعی کے نزدیک پکی اینٹ مکروہ نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک قبر کی لپائی مباح و جائز ہے جیسا کہ عینی شرح ہدایہ میں ہے:

اباح احمد التتطین (۲۵۹)
قبر کی لپائی کو حضرت امام احمد نے مباح و جائز قرار دیا ہے۔
قال الامام التمرتاشی هذا اذا كان حول الميت فلو فوقه
لا یکرہ لانه یكون عصمة من السبع (۲۶۰)
امام تمرتاشی نے فرمایا کہ کراہت اس صورت میں ہے جب میت کے آس پاس پختہ اینٹ وغیرہ کا استعمال کیا جائے پس اگر اس کے اوپر ہو تو کراہت نہیں اس لئے کہ اس میں درندوں سے حفاظت مقصود نہیں۔
قال مشائخ بخاری لا یکرہ الاجر فی بلدتنا للحاجة الیه
لضعف الاراضی (۲۶۱)

(۲۵۸) عینی شرح ہدایہ: کتاب الصلوۃ: باب الجنائز: فصل فی الدفن، ج ۱، ص ۲۷۲، مطبع نول کشور، لکھنؤ

(۲۵۹) عینی شرح ہدایہ: کتاب الصلوۃ: باب الجنائز، ج ۱، ص ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، مطبع نول کشور

(۲۶۰) رد المحتار: ابن عابدین شامی کتاب الصلوۃ: باب الجنائز مطلب فی الدفن،

(۲۶۱) مرجع سابق، نفس الصفحہ

مشائخ بخاری فرماتے ہیں ہمارے شہر میں پکی اینٹ مکروہ نہیں ہے کیونکہ زمین کمزور ہونے کے باعث اس کی ضرورت و حاجت ہے۔

قیل لا بأس به وهو المختار (۲۶۲)
کہا گیا ہے کہ قبر پر کھگل کرنے اور اس کے گرد عمارت بنانے میں حرج نہیں یہی قول مختار ہے۔

اما فوفه فلا يكره ابن ملك (۲۶۳)
میت کی قبر پر پکی اینٹ یا لکڑی لگائی جائے تو مکروہ نہیں۔
قیل لا بأس بهما عند رخوة الاراضى (۲۶۴)
کیا گیا ہے کہ زمین نرم ہو تو پکی اینٹ اور لکڑی میں حرج نہیں۔

عند بعض مشائخنا اذا جعل الأجر خلف اللبنة على
اللحد لا بأس به. (۲۶۵)
ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک جب لحد پر کچی اینٹ کے پیچھے پکی اینٹ رکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

لا بأس بحجر و آجر يضعه عليه (۲۶۶)
اس میں مضائقہ نہیں کہ قبر پر پتھر یا پکی اینٹ رکھے۔

المختار ان التطين غير مكروه
قول مختار یہ ہے کہ قبر پر لپٹنا مکروہ نہیں ہے۔
علامہ طحاوی در مختار کے قول کے تحت فرماتے ہیں:

(۲۶۲) در مختار: کتاب الصلوۃ: باب صلوۃ الجنائز، ص ۱۴۸

(۲۶۳) مرجع سابق، نفس الصفر

(۲۶۴) عینی شرح کنز الدقائق: علامہ محمد عینی، ص ۸۱، کتاب الصلوۃ: باب الجنائز

(۲۶۵) عینی شرح ہدایہ: کتاب الصلوۃ: باب الجنائز: فصل فی الدفن، ج ۱، ص ۲۶۷، مطبع نول کشور، لکھنؤ

(۲۶۶) عینی شرح ہدایہ: کتاب الصلوۃ: باب الجنائز: ج ۱، ص ۱۱۳۰، مطبع نول کشور، لکھنؤ

لأنه يكون عصمة من السبع (۲۶۷)
 (یعنی میت کے اوپر پکی اینٹ اور لکڑی لگانا مکروہ نہیں) کیونکہ اس کے
 سبب درندہ سے حفاظت ہوگی کہ قبر نہ کھود سکے۔
 اس عنوان کے تحت بہت سا مواد سامنے ہے مگر کتاب کی ضخامت کا خوف ہر صفحہ پر متوحش
 کئے ہوئے ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا عبارات فقہیہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

بوسۂ قبر:

اگرچہ علماء و اکابر اہل سنت نے بوسۂ قبر کو ہر شخص کے لئے عام کرنے سے احتراز
 برتا ہے لیکن جہاں تک نفس مسئلہ بوسۂ قبر کا تعلق ہے، الحمد للہ اپنی اصل اور سند کے لحاظ سے
 ہر طرح صحیح اور ثابت شدہ ہے اس خصوص میں چند احادیث شریفہ اور اصحاب کبار کا معمول
 اور فتاویٰ درج کئے جاتے ہیں:

عن عائشة رضي الله عنه قالت ان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو يبكي حتى سال
 دموع النبي صلى الله عليه وسلم على وجه عثمان. (۲۶۸)
 حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا
 بوسہ لیا جب کہ وہ مردہ تھے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو رہے تھے اور
 آپ کے آنسو حضرت عثمان بن مظعون کے چہرہ پر بہہ رہے تھے۔
 و عنہا قالت اقبل ابو بكر رضي الله عنه على فرسه من
 مسكنه بالسنع حتى دخل على عائشة فتيمم النبي صلى
 الله عليه وسلم وهو مسبحى ببرد جرة فكشف عن وجهه

(۲۶۷) حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار: ج ۱، ص ۳۱۸، دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۵ء

(۲۶۸) ابن ماجہ: ج ۱، ص ۱۰۶، باب ما جاء فی تقبیل المیت، مطبوعہ فاروقی دہلی

ثم اکب علیه فقبله فبکی (۲۷۹)
 حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے
 پر مکان سے جو سٹخ میں حضرت عائشہ کے یہاں تشریف لائے تو حضور صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد فرمایا آپ بردیمانی اوڑھا دیئے گئے تھے۔
 صدیق اکبر نے حضور کا چہرہ انور کھولا اور آپ کی طرف جھکے پس آپ کا
 بوسہ لیا اور روئے۔

حضرت بلال کا مزار اطہر سے چہرہ ملنا:

ابن عساکر نے حضرت ابودرداء سے بسند جید روایت کیا ہے۔

لما رحل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ من فتح البيت
 المقدس فصار الى جابيه سألہ بلال ان يقره بالشام
 ففعل و ذكر قصة نزوله بداريا قال ثم ان بلالا رأى النبی
 صلى اللہ علیہ وسلم و هو يقول ماهذه الجفوة يا بلال
 اما آن ان تزورنى يا بلال فانتبہ حزينا وجلا خائفا
 فركب راحلته وقصد المدينة و الى القبر النبى صلى اللہ
 علیہ وسلم فجعل يبکی عنده و يمرغ وجهه علیہ فاقبل
 الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما فجعل يضمهما و
 يقبلهما. (۲۷۰)

جب حضرت عمر بیت المقدس فتح کر کے واپس ہوئے اور جابیہ پہنچے تو
 حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں شام میں رہنے دیں حضرت امیر
 المؤمنین نے ایسا ہی کیا اس کے بعد راوی نے ان کے وہاں پہنچنے اور دریا

(۲۶۹) بخاری: باب الامر باتباع الجنائز،

(۲۷۰) وفاء الوفاء: ج ۳، ص ۱۳۵۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

میں اترنے کا واقعہ بیان کیا اور کہا پھر حضرت بلال نے خواب میں حضور کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا جفا ہے کیا تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری زیارت کو آئے اس خواب کو دیکھ کر حضرت بلال بہت خوفزدہ ہوئے اور راحلہ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کا قصد کیا جب مدینہ پہنچے تو روضہ اطہر پر حاضر ہوئے قبر شریف کے پاس پہنچ کر روئے اور اپنا چہرہ قبر شریف پر ملنے لگے اتنے میں حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے پس حضرت بلال نے ان دونوں کو لپٹایا اور چومنے لگے۔

حضرت امام حنبل سے بوسہ قبر کا استفتاء:

قال العز في كتاب العلل و السؤلات بعبد الله بن حمد بن حنبل عن ابيه قال سألت ابي عن الرجل يمس منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم و تبرك بمسه و قبله و يفعل بالقبر مثل ذلك رجاً ثواب الله تعالى قال لا بأس به. (۲۷۱) کتاب العلل و السؤالات میں عز نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو مس کرتا ہے اور بوسہ دیتا ہے اور قبر مبارک کے ساتھ بھی یہی کرتا ہے یعنی بوسہ دیتا ہے اور اس میں خدا سے ثواب کی امید کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

بزرگوں کے ہاتھ چومنا:

و اما تقبيل الاماكن الشريفة على قصد التبرك و كذلك تقبيل ايدي الصالحين و ارجلهم فهو حسن محمود

(۲۷۱) وفاء الوفاء: ج ۳، ص ۱۳۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

باعتبار القصد و النية -

علامہ زین الدین عینی نے فرمایا کہ متبرک مقامات کا بقصد تبرک بوسہ دینا اور اسی طرح بزرگوں کے ہاتھ پاؤں کا چومنا بہتر اور پسندیدہ ہے باعتبار قصد اور نیت کے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس جگہ کو کھولیں جس کا حضور بوسہ لیتے تھے اور وہ جگہ ناف تھی آپ نے اسے چوما جو شئی محبوب سے نسبت رکھتی ہو وہ عاشق کے لئے بھی محبوب ہے یہی سبب ہے کہ مریدین اپنے شیوخ کے ہاتھ پیر چومتے ہیں۔ ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ اسے بوسہ نہ دے لیتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مس کیا ہے۔

بزرگوں کے لباس میں کفن دینا:

اکثر و بیشتر ارباب و منسلکین طریقت کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے استعمال کردہ کپڑوں میں کفن دیتے ہیں یہ طریقہ بھی اپنی اصل و سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

عن ام عطية الانصارية رضى الله عنها قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رايتن ذلك بماء و سدر و اجعلن في الآخرة كافورا و شيئا من كافور فاذا فرغتن فاذنننى فلما فرغنا اذننا فاعطانا حقوته فقال اشعرها ايّاه تعنى ازاره. (۲۷۲)

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت حضور

(۲۷۲) بخاری: باب هل تكفن المرأة في ازار الرجل، مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۴۳، باب غسل الميت و تكفينه، صحيح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

پاک کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ میری کے پتے جوش دیئے ہوئے پانی سے تین یا پانچ بار غسل دوا اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ اور آخر میں کافور لگاؤ اور جب غسل سے فارغ ہو تو مجھے مطلع کر دو وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم فارغ ہوئے تو حضور کو خبر دی آپ نے اپنا تہبند عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادی کے بدن سے اسے ملا ہوا رکھنا۔

روی عبد البر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما ماتت فاطمة ام علی بن طالب البسها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قميصه و اضطجع معها فی قبرها فقالوا مارائینا صنعت ما صنعت بهذه فقال انه لم یکن احد بعد ابی طالب ابر منها انما البستها قمیصی لتکسی من حل الجنة و اضطجعت معها لیهون علیها. (۲۷۳)

عبدالبر نے روایت کیا حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص ان کو پہنائی اور ان کے ساتھ قبر میں لیٹے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور نے آج وہ فعل کیا جو کبھی نہیں کیا، تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ ابوطالب کے بعد مجھ پر ان سے زیادہ احسان کرنے والا نہ تھا میں نے اپنا کرتہ اس لئے پہنایا کہ یہ جنت کا لباس پہنیں اور لیٹا اس لئے کہ ان پر قبر کی تکلیف آسان ہو جائے۔

کفن پر کلمہ طیبہ تحریر کرنا یا عہد نامہ رکھنا:

حضرات اہل سنت کے یہاں یہ طریق چلا آ رہا ہے کہ میت کے کفن یا علیحدہ

(۲۷۳) وفاء الوفاء: ج ۳، ص ۸۹۸، الفصل السادس، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

کپڑے پر کلمہ طیبہ تحریر کر دیتے ہیں تاکہ اس کی برکت سے عذاب قبر میں کمی ہو۔ یہ طریقہ صحیح ہے۔

حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں روایت کیا ہے:

من كتب هذه الدعاء وجعله بين صدر الميت وكفنه في رقعة لم ينله عذاب القبر ولا يرى منكرا ونكيرا وهو هذا.

جو شخص یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھے اسے عذاب قبر نہ ہو اور نہ منکر نکیر نظر آئیں وہ دعا مندرجہ ذیل ہے۔

لا اله الا الله و الله اكبر، لا اله الا الله وحده ولا شريك له
لا اله الا الله له الملك وله الحمد، لا اله الا الله ولا حول ولا

لاقوة، الا بالله العلي العظيم

دوسری جگہ امام ترمذی نے بروایت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کیا کہ حضور نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے تو فرشتے اسے مہر لگا کر قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھیں گے جب اللہ تعالیٰ اس بندہ کو قبر سے اٹھائے گا تو فرشتے وہ نوشتہ ساتھ لائیں گے اور ندا ہوگی وہ بندے کہاں ہیں انھیں وہ عہد نامہ دیا جائے۔
عہد نامہ مندرجہ ذیل ہے:

اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة
الرحمن الرحيم انى اعهد اليك فى هذه حيات الدنيا بانك
انت الله لا اله الا انت وحدك لا شريك لك و ان محمدا
عبدك و رسولك فلا تكلنى الى نفسى فانك ان تكلنى الى
نفسى تقربنى من السوء و تباعدنى من الخير و انى لا
اثق الا برحمتك فاجعل رحمتك لى مهذا عندك توديه الى

يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد.

امام فقیہ بن نجیل اس دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

و اذا كتب هذه الدعاء و جعل مع الميت فى قبره و قاه الله
فتنة القبر و عذابه .

جب یہ دعا لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھیں تو اللہ تعالیٰ اسے سوال
نکیرین و عذاب قبر سے امان دے گا۔

درمختار میں ہے:

كتب على جبهة الميت او عمامته او كفنه "عهدنامه" يرجى ان
يفغر الله للميت اوصى بعضهم ان يكتب فى جبهته و صدره
بسم الله الرحمن الرحيم ففعل ثم رأى فى المنام نسئل فقال
لما وضعت فى القبر جاء تنى ملائكة العذاب فلما رأى مكتوبا
على جبهتى قالوا انت من عذاب الله . (۲۷۴)

کسی مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہدنامہ لکھنے سے اس کے لئے
بخشش کی امید ہے کسی بزرگ نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینہ پر
بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیں وہ لکھی گئی پھر خواب میں وہ نظر آئے
استصواب حال پر فرمایا جب میں قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے
جب پیشانی پہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی دیکھی تو بولے تجھے عذاب سے
امان ہے۔

شجرہ رکھنا:

قبر میں شجرہ رکھنے کا طریقہ بھی صحیح ہے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے
فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

(۲۷۴) درمختار: علاؤ الدین الحسکفی، ج ۱، ص ۱۴۹، کتاب الصلوة: باب صلوة الجنائز

در قبر نہادن معمول بزرگان است لیکن اس را دو طریق است اول اینکه بر سینہ مردہ درون کفن یا بالائے کفن گزارند و این طریق را فقہاء منع می کنند کہ از بدن مردہ خون وریم سیلان می کند و موجب سوء ادب با سماء بزرگان می شود و طریق دوم اس است کہ جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگزارند در اس کاغذ شجرہ را نہند۔

قبر میں شجرہ وغیرہ رکھنا بزرگوں کا معمول ہے اور اس کے دو طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ میت کے کفن کے اندر یا کفن کے اوپر لوگ رکھتے ہیں اس طریقے کو فقہائے کرام منع فرماتے ہیں کیونکہ میت کے بدن وغیرہ سے خون نکلے گا اور بزرگوں کے اسماء کے ساتھ سوائے ادب کا سبب ہوگا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ میت کے سر ہانے قبر میں ایک طاق بنائیں اور اس میں شجرے کے کاغذ رکھیں۔

اولیاء اللہ کے قریب دفن کرنا:

عرصہ سے یہ معمول ہے کہ صلحا اور اولیاء اللہ کے قریب دفن کرتے ہیں تاکہ ان کی برکت سے خدا عذاب قبر کی تکالیف سے محفوظ فرمائے:

عن عمرو بن میمون الاودی قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال یا عبد اللہ اذهب الی ام المؤمنین عائشۃ فقل یقرء عمر بن الخطاب علیک السلام ثم سلها ان ادفن مع صاحبی قالت کنت اریدہ لنفسی فلا او ثرنہ الیوم علی نفسی فلما اقبل قال له ما لیک قال اذنت لک یا امیر المؤمنین قال ما کان شیء اہم الی من ذلک المضجع۔ (۲۷۵)

(۲۷۵) صحیح بخاری: باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کتاب الجنائز

عمر و بن میمون اودی سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے میرا سلام کہہ کر سوال کرو کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کیا جاؤں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لئے رکھا تھا لیکن اب میں حضرت عمر کو اپنے نفس پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت عبداللہ واپس آئے تو امیر المؤمنین نے پوچھا کیا خبر لائے ہو عرض کیا کہ اجازت دیدی آپ نے فرمایا کوئی چیز مجھے اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ اہم نہ تھی۔
علامہ عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

فيه الحرص على مجاورة الصالحين في القبور طمعا في
اصابة الرحمة اذا نزلت عليهم و في دعاء من يزورهم من
اهل الخير (۲۷۶)

اس حدیث میں اچھے لوگوں کے جوار میں دفن ہونے پر حرص ہے کہ ان پر رحمت نازل ہو تو دوسرے صاحب قبر کو بھی پہنچے جو اہل خیر ان لوگوں کی زیارت کریں وہ اس صاحب قبر کے لئے بھی دعا کریں۔
امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں فرماتے ہیں:

و اخرج ابو نعیم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادفنوا موتاکم وسط
قوم صالحین فان المیت يتناذى جار السوء (۲۷۷)
ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے

(۲۷۶) عمدۃ القاری شرح بخاری: امام عینی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۷۷) شرح الصدور: حافظ سیوطی، ص ۴۰، باب دفن العبد فی الارض اللتی خلق منها

فرمایا کہ اپنے مردوں کو اچھے لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردے اپنے برے پڑوسی سے اذیت پاتے ہیں۔

و اخرج ابن عساكر عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم فاحسنوا كفنه و عجلوا بانجاز وصيته و اعسقوا له من قبر و جنبوه جار السوء قيل يا رسول الله هل ينفع الجار الصالح في الآخرة قال هل في الدنيا قال نعم قال كذلك ينفع في الآخرة. (۲۷۸)

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی انتقال کرے تو اس کا کفن اچھا دو اور اس کی وصیت جاری کرنے میں جلدی کرو اور اس کی قبر گہری کھودو اور اسے برے پڑوسی سے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اچھا پڑوسی آخرت میں کچھ نفع پہنچاتا ہے آپ نے فرمایا کیا دنیا میں نفع پہنچاتا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا تو اسی طرح آخرت میں بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔

قبر پر پانی چھڑکنا اور اذان دینا:

ہمارے یہاں کا یہ معمول ہے کہ بعد دفن قبر پر پانی چھڑک دیتے ہیں یہ بھی صحیح ہے۔
عن جابر رضي الله عنه قال ورش قبر النبي صلى الله عليه وسلم و كان الذي رش الماء على قبره هلال رباح بقربة بدأ من قبل رأسه حتى انتهی الى رجليه (۷۹)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر منور پر پانی چھڑکا گیا اور جس نے پانی چھڑکا وہ ہلال بن رباح تھے

(۲۷۸) مرجع سابق

(۲۷۹) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۴۹، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

انہوں نے مشک سے پانی چھڑکا سرہانے کے طرف سے شروع کیا اور پائنتی ختم کیا۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔

قال لما دفن سعد بن معاذ سبح النبي صلى الله عليه وسلم و سبح الناس معه طويلا ثم كبر و كبر الناس ثم قالوا يا رسول الله لم سبحت قال تضايق على هذا الرجل الصالح قبره حتى فرج الله تعالى عنه. (۲۸۰)

جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کر دیئے گئے اور قبر درست ہو گئی تو حضور سبحان اللہ فرماتے رہے پھر حضور نے اللہ اکبر کہا صحابہ کرام حضور کے ساتھ ساتھ فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ نے اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرمائی تو حضور نے فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی یہاں تک کہ خدا نے کشادہ فرمادی۔ چونکہ قبر میں شیطان آ کر ورغلاتا ہے اس لئے اذان دی جاتی ہے تاکہ شیطان دفع ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے اذا اذن المؤذن ادبر الشيطان و له جصاص (۲۸۱) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان رتخ خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے۔

قبر پر شاخ لگانا اور پھول ڈالنا:

یہ طریقہ بھی صحیح ہے کہ قبر میں بعد دفن شاخ تر لگاتے اور پھول ڈالتے ہیں۔ عن ابن عباس رضي الله عنه قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط من حيطان المدينة او مكة فسمع

(۲۸۰) شرح الصدور: حافظ سیوطی، ص ۴۰، باب الضمة القبر لكل احد

(۲۸۱) مسلم شریف: ج ۱، ص ۱۶۸، باب الاذان و هرب الشيطان عند سماعه

صوت الانسانين يعذبان . فى قبورهما فقال النبى صلى
الله عليه وسلم يعذبان و ما يعذبان فى كبير ثم قال بلى
كان احدهما لا يستتر من بوله و كان الاخر يمشى بالنميمة
ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل منهما
كسرة فقليل له يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان
يخفف عنهما ما لم ييسا . (۲۸۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ سے گزرے تو دو آدمیوں کی
آواز سنی کہ ان پر قبروں میں عذاب ہو رہا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات میں نہیں ہو رہا
جس سے بچنا مشکل ہو ان میں ایک تو پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور
دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ منگو کر اس کے
دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جب تک یہ
شاخیں خشک نہ ہوں۔

احادیث و آیات سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر زندہ چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے لکڑی کی
حیات یہ ہے کہ جب تک وہ تر ہے زندہ ہے اسی حدیث پر نظر کر کے قبر پر پھول ڈالتے ہیں
تاکہ تسبیح کریں اور مردہ کو فائدہ پہنچے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل سے ہر شخص
اندازہ کر سکتا ہے کہ ہمارے یہاں کا یہ طریقہ کہ شاخ تر لگا دیتے ہیں۔ صحیح ہے۔

تلاوت و ایصال ثواب:

قبرستان میں جا کر آیات کلام پاک پڑھ کر مردوں کی ارواح کو ایصال ثواب کرنا

(۲۸۲) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۴۲، باب آداب الخلاء، اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ء

ثابت شدہ مسئلہ ہے اور علماء نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

و استحب العلماء قراءة القرآن عند القبر لهذا الحديث اذ تلاوة القرآن أولى بالتخفيف من تسبيح الجريد.
یعنی علمائے کرام اس حدیث سے (جسے ہم نے قبر پر شاخ لگانے کے عنوان میں درج کیا ہے) قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں اس لئے کہ قرآن شریف کی تلاوت تخفیف عذاب کے لئے شاخ کی تسبیح سے زیادہ اولیٰ ہے۔

علامہ سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

و اما قراءة القرآن على القبر فجزم بمشروعيتها اصحابنا وغيرهم قال الزعفراني سالت الشافعي عن القراءة عند القبر فقال لا بأس به وقال النووي في شرح المذهب يستحب لزائر القبور ان يقرء ما تيسر من القرآن و يدعولهم عقبها. (۲۸۳)

قرآن شریف کا قبر پر پڑھنا ہمارے اصحاب اور دیگر حضرات نے اس کے مشروع ہونے کا یقین کیا ہے امام زعفرانی نے کہا ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں علامہ نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ زائر قبور کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر بہ آسانی قرآن شریف پڑھ سکے پڑھے اور اس کے بعد مردوں کے لئے دعا کرے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى

(۲۸۳) شرح الصدور: امام جلال الدین سیوطی، ص ۱۲۳، باب فی قراءة القرآن للميت او على القبر

اللہ علیہ وسلم من قرء حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنة و الحسنہ بعشر امثالها لا اقول لكم اَل حرف و لكن الف حرف و لام حرف و میم حرف. (۲۸۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص ایک حرف قرآن شریف کا پڑھے اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ اَل ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے تو جو شخص اَل پڑھے گا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔

ایصال ثواب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا معمول:

اخرج الحلال فی الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مامت لهم المیت اختلفوا الى قبره یقرؤن له القرآن (۲۸۵)
حضرت امام شعبی سے مروی ہے کہ جب انصار کے یہاں کوئی مرتا تو لوگ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن شریف پڑھتے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تجسسوا و اسرعوا به الى قبره و لیقرء عند رأسه فاتحة البقرة و عند رجليه خاتمة البقرة (۲۸۶)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے

(۲۸۴) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۸۶، باب الفضائل القرآن

(۲۸۵) شرح الصدور: ج ۱۲۳، باب فی قرأۃ القرآن للمیت او علی القبر

(۲۸۶) شعب الایمان: للبیہقی، ج ۷، ص ۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۰ھ

کوئی مرجائے تو اس کو مت روکو اور اسے جلدی قبر تک لے جاؤ اس کے سرہانے ابتداء سورۃ بقرہ (مفلحون تک) اور پانچٹی خاتمہ بقرہ یعنی امن الرسول سے آخر تک پڑھو۔

سعد بن علی زنجانی نے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ من دخل المقابر ثم قرء فاتحة الكتاب و قل هو اللہ احد و الہکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لاهل المقابر من المؤمنین کانوا شفعاء الی اللہ تعالیٰ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور پھر سورہ فاتحہ اور قل هو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھے پھر کہے خداوند اچکچ میں نے تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب مقبرہ والے مسلمان مرد و عورتوں کو پہنچا تو وہ لوگ خدا کے یہاں اس کے سفارشی ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة یسین خفف اللہ عنهم و کان له بعدد من فیہا حسنات (۲۸۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا بے شک جو قبرستان جا کر سورہ یسین پڑھے خدائے تعالیٰ تخفیف فرماتا ہے اور ان لوگوں کے بقدر نیکیاں عطا فرماتا ہے جو مقبرہ میں مدفون ہیں۔

پنج آیت:

ایصال ثواب کے لئے پنج آیات کا رواج صحیح ہے پڑھنے والا جہاں سے چاہے

(۲۸۷) شرح الصدور: امام سیوطی ص ۱۲۳

آیات طیبہ پڑھ سکتا ہے لیکن جن سورتوں کے فضائل خصوصیت سے احادیث میں وارد ہوئے ہیں اس لئے ان کے پڑھنے کا معمول ہے چنانچہ پنج آیات کے بارے میں مختصراً چند احادیث شریفہ درج کی جاتی ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم و الذي نفسي بيده
ما انزلت في التوراة و لا في الانجيل و لا في الزبور و لا
في القرآن مثلها و انها سبع من المثاني . (۲۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ تورات و انجیل اور نہ زبور و قرآن میں اس سورت کی مثل کوئی سورت نازل ہوئی اور وہ سبع مثانی (یعنی سورہ فاتحہ) ہے۔

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اربع آيات نظرنا من كنز تحت العرش لم ينظر منهن شيء
غيرهن ام الكتاب و آية الكرسي و سورة البقرة و
الكوثر . (۲۸۹)

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار سورتیں ہم نے عرش کے خزانہ میں دیکھیں اس کے مثل اس کا غیر نظر نہیں آیا وہ ام الكتاب، آیت کرسی، سورہ بقرہ اور سورہ کوثر ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل هو الله احد
تعديل ثلث القرآن . (۲۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قل هو الله احد تہائی قرآن کے مثل ہے۔

(۲۸۸) ترمذی شریف: ج ۲، ص ۱۱۱، ابواب فضائل القرآن، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

(۲۸۹) المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۸، ص ۲۳۵

(۲۹۰) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۸۸، باب فضائل القرآن، اصح المطابع، دہلی

عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل علی آیات لم یر مثلہن قط قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس۔

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے اوپر ایسی سورتیں نازل ہوئیں جن کے مثل کبھی نازل نہیں ہوئیں وہ فلق اور ناس ہیں۔

ان آیات کا نام پنج آیات ہے جن کو پڑھ کر درود شریف پڑھتے ہیں اور ان کا ثواب مردوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں درود شریف کے لئے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

کل دعاء محبوب حتی یصلی علی محمد و آل محمد (۲۹۱)
ہر دعاء محبوب رہتی ہے یہاں تک کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ پڑھا جائے۔

قال عمر رضی اللہ عنہ ان الدعاء موقوف بین السماء و الارض لا یصعد منہ شیء حتی تصلی علی نبیک۔ (۲۹۲)
حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہر دعا آسمان و زمین کے درمیان رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی ہے جب تک کہ حضور پاک پر درود نہ پڑھا جائے۔

اختتام فاتحہ پر ہاتھوں کا ملنا:
مسلم شریف میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیه فی

(۲۹۱) المعجم الاوسط: ج ۱، ص ۲۲۰

(۲۹۲) ترمذی: باب ما جاء فی فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رشیدیہ کتب خانہ دہلی

الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه (۲۹۳)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو نیچے نہیں
 کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو چہرہ انور پر پھیر لیتے تھے۔
 حصن حصین میں ہے:

آداب الدعاء يبسط اليدين و رفعهما. (۲۹۴)
 دونوں ہاتھوں کا پھیلانا اور اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔
 مشکوٰۃ شریف میں ہے:

إذا سألتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم (۲۹۵)
 جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہاتھوں کی پھیلیاں اٹھا کر سوال کرو۔
 مشکوٰۃ شریف میں یہ بھی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حي كريم
 يستحي من عبده اذا رفع يديه اليه ان يردده صفرا. (۲۹۶)
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب جی کرم کرنے والا
 ہے جب اس کا بندہ اس کی جانب ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس سے حیا کرتا
 ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

شاہ ولی اللہ صاحب اور طعام و فاتحہ نیاز:

زبدۃ الصالحین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا استفتاء اس طرح درج ہے۔
 اگر ملیدہ و شیرینی بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندو

-
- (۲۹۳) مسلم شریف: ج ۲، ص ۱۷۴، باب ما جاء في رفع الايدي عند الدعاء
 (۲۹۴) حصن حصین، ج ۱، ص ۲۲، ۲۳، مطبع العلوم، لکھنؤ۔ صاحب حصن حصین نے آداب میں بسط اليدين ذکر
 ہے اور اس کو ابن حبان اور مسند احمد سے نقل کیا ہے اور رفعهما کو ترمذی اور مسند احمد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے
 (۲۹۵) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۹۵، کتاب الدعوات، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ
 (۲۹۶) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۹۵، کتاب الدعوات، اصح المطابع، دہلی ۱۳۷۵ھ

بخور انند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء ہم خوردن جائز است۔
 اگر ملیدہ و شیرینی وغیرہ پر کسی بزرگ کی فاتحہ دے کر اس کی روح پر ایصال ثواب کریں اور کھلائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن نذر الہی کا کھانا مالداروں کو حلال نہیں ہے ہاں اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی ہو تو مالدار کا بھی کھانا جائز ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ:
 ”طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند متبرک می شود و خوردن آں بسیار خوب است“
 وہ نیاز کا کھانا جس کا ثواب حسین کریمین کو پہنچایا جائے اس پر سورہ فاتحہ، قل شریف اور درود پاک پڑھیں متبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اسی طرح محمد علی خاں صاحب رئیس مراد آباد کے نام شاہ صاحب نے جو مکتوب بھیجا اس کی عبارت یہ ہے۔

بس برما حضرات طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم بحاضرین مجلس می شود۔
 جو بھی کھانا یا شیرینی موجود ہو اس پر فاتحہ پڑھ کر وہ حاضرین مجلس میں تقسیم ہو۔

قرآن کریم میں اس بارے میں صاف فرما دیا گیا ہے کہ جس چیز پر خدا کا کلام پڑھا جائے اسے کھاؤ مگر مانعین پھر بھی مخالف ہیں۔ ہم نے ان حضرات کے اقوال و فتاویٰ کو صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ مانعین فاتحہ و نیاز ان سے استناد کرتے ہیں اب خدا جانے ان اقوال کو کیوں نہیں مانتے۔

ایصال ثواب کس طرح کیا جائے:

فقیہ شامی نے شرح لباب سے نقل کیا ہے۔

اللهم اوصل مثل ثواب قرأتہ الی فلاں (۲۹۷)

اے اللہ میری قرأت کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے۔

علامہ شامی نے متاخرین شافعیہ سے نقل کیا ہے:

وصول القراءة للمیت اذا كانت بحضرتہ او دعی له عقبها و لو

غائباً لان محل القراءة تنزل الرحمة و البركة و الدعاء عقبها

ارجی للقبول (۲۹۸)

قرأت کا ثواب میت کو پہنچنا ثابت ہے میت کے سامنے قرأت ہو یا اگر

سامنے نہ ہو اور میت غائب ہو تو پڑھکر دعا کی جائے اس لئے کہ قرأت کی

وجہ سے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور قرأت کے بعد دعا کرنے میں

قبولیت کی امید ہے

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں جو عبادت مالی ہے اس کے اندر اپنی امت کو ثواب

میں شریک کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اللهم ان هذا منك و لك من محمد و امتہ (۲۹۹)

اے اللہ! یہ تجھ سے اور تیرے لئے ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور

اس کی امت کی جانب سے۔ مسلم شریف کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ

ہیں:

اللهم تقبلها من محمد و آل محمد و من امة محمد (۳۰۰)

(۲۹۷) رد المحتار: ابن عابدین، ج ۱، ص ۶۰۵، کتاب الصلوة: باب صلوة الجنائز

(۲۹۸) مرجع سابق

(۲۹۹) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۲۸، باب فی الاضحیہ، اصح المطابع، دہلی

(۳۰۰) مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۱۲۷، باب فی الاضحیہ، اصح المطابع، دہلی

اے اللہ! اس کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی آل و امت کی جانب سے قبول فرما۔

جس طرح یہ دعایا دعائے عقیقہ پڑھتے وقت جانور سامنے ہوتا ہے اسی طرح ثواب پہنچاتے وقت کھانے کو سامنے رکھ کر آیات قرآن پڑھ کر مردوں کی روح کو بخش دیتے ہیں اس میں کیا قباحت ہوئی اور شرک کس طرح لازم آ گیا؟ علامہ عینی شرح ہدایہ کے باب الحج میں تحریر کرتے ہیں:

ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرؤن القرآن و یهدون ثوابه لموتاهم علی هذه اهل الصلاح و الديانة من كل مذهب من المالکية و الشافعية و غیرهم و لا ینکر ذلك منکر فکان اجماعاً یقیناً مسلمین ہر زمانے میں جمع ہو کر قرآن کریم پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں اس بات پر صلاح و دیانت والے مذہب مالکی و شافعی وغیرہم متفق ہیں اس کا کوئی منکر نہیں پس اس پر اجماع ہو گیا۔

الغرض فاتحہ و نذر و نیاز جو مردوں کو ایصال ثواب کے لئے آیات شریفہ پڑھ کر بتعین توارخ یا بلا تعین کیا جائے صحیح ہے، تعین توارخ کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اس میں بزرگوں اور اموات کی یاد ہو جاتی ہے اور عام طور پر پابندی سے ایصال ثواب ہو جاتا ہے عدم تعین میں نہ تو پابندی رہے گی اور نہ التزام سے ایصال ثواب ہو سکے گا ہم نے جس قدر دلائل درج کر دیئے وہ عنوانات کی صداقت کے لئے کافی ہیں مانعین و منکرین کے یہاں بھی اب تو ختم بخاری شریف اور کانفرنسوں مدارس کے جلسے اور امتحانات وغیرہ تعین تارخ سے ہونے لگے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وجہ، نتیجہ، چالیسواں وغیرہ:

قدیم الایام سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ تدفین میت کے دوسرے یا

تیسرے دن یا دسویں، بیسویں، چالیسویں کو فاتحہ کرتے ہیں اور اس کا ثواب مردوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں یہ معمولات صحیح ہیں اس سلسلہ میں مانعین تعین اس کو بدعت سیدہ ٹھہراتے ہیں، حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کے ایصال ثواب کے لئے تعین فرمایا اور جمعہ جمعرات کے دن خصوصیت سے والدین کی زیارت کا حکم دیا۔

جمعہ کا تعین:

من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل جمعة غفر له و کتب برا (۳۰۱)

جس نے ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کی اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور اسے نیک لکھ دیا جاتا ہے۔

و کان یوم الثالث من وفات ابراہیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرۃ یابسة و لبن فیہ خبز من شعیر فوضعها عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحة و سورة الاخلاص ثلث مرۃ الی ان قال رفع یدیه للدعاء و مسح بوجهہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا ذر ان یقتسمہا بین الناس۔

حضرت سیدنا ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کو تیسرا دن تھا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور کے پاس خشک کھجور اور دودھ لائے جس میں جو کی روٹی تھی اس کو حضور کے نزدیک رکھا حضور نے اس پر

(۳۰۱) مشکوٰۃ: ج ۱، کتاب الجنائز باب زیارة القبور، ص ۱۵۴، اصح المطابع، دہلی

سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرے اور حکم دیا کہ لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔

اخرج انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الليلة الاولى عسيرة على الميت فتصدقوا له و ينبغي ان يواظب على الصدقة للميت سبعة ايام و قيل اربعين فان الميت يتشوق الى بيته.

انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر پہلی رات سخت ہے اس کے لئے صدقہ خیرات کرو اور لائق ہے کہ بیشکی کریں صدقہ میت پر سات دن اور بعض نے کہا چالیس روز تک، کیونکہ میت اپنے گھر کی شائق ہوتی ہے۔

انھیں اقوال شریفہ پر نظر رکھتے ہوئے سلف سے اب تک یکم سے لے کر چالیس دن تک خیرات و صدقات اور نذرو نیاز کا تعامل چلا آ رہا ہے۔ بعض جگہ میت کے ساتھ کچھ غلہ وغیرہ کر دیتے ہیں اور جب میت دفن کر دی جاتی ہے تو فقراء کو بانٹ دیتے ہیں اس کی غرض بھی یہ ہے کہ اس صدقہ کی بدولت میت کے عذاب میں فرق ہو غرض علی العموم ہمارے یہاں کے تمام معمولات ثابت الاصل اور صحیح ہیں۔

سویم کے چنوں پر ستر ہزار بار کلمہ پڑھنا:

اکابر متقدمین نے تیسرے دن جسے عرف عام میں تیجہ کہتے ہیں ختم قرآن شریف کے علاوہ چنوں پر کلمہ طیبہ پڑھنے کی ترویج دی احادیث شریفہ میں ستر ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر ایصال ثواب کے فضائل درج ہیں عام طور پر اتنی کافی تعداد میں تسبیحوں کا فراہم ہونا ہر جگہ مشکل تھا اس لئے حساب کر کے چنوں پر اس تعداد کے ساتھ پڑھنے کا معمول جاری کر دیا گویا چنے کو تسبیح کا قائم مقام کیا گیا اور ستر ہزار بار پڑھنے کے لئے جماعت ضروری ہے اس لئے عام حکم دیکر مسلمانوں کو میت کی تدفین کے تیسرے دن مجتمع ہو کر قرآن پاک

اور کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم دیا گیا اور یہ تمام چنے غریاء اور محتاجوں پر تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اس میں وہ کونسا پہلو ہے جس میں شرک کی ادنیٰ بو بھی آتی ہو۔

کلمہ طیبہ پڑھنے کی اصل:

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں نقل کرتے ہیں:

قال الشيخ محي الدين بن العربي انه بلغني عن النبي صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله سبعين الفا غفر الله تعالى و من قيل له غفر الله له ايضا فكننت ذكرت التهليل بالعدد المروي من غير انوى لاحد بالخصوص فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب و فيهم شاب مشهور بالكشف فاذا هو في اثناء الاكل اظهر البكاء فسالته عن السبب فقال ارى امي في العذاب فوهبت في باطني ثواب التهليل المذكورة لها فضحك فقال اني اراها الان في حسن المآب فقال الشيخ فعرفت صحة الحديث بصحة كشفه و صحة كشفه بصحة الحديث.

حضرت محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی تھی کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ ”لا الہ الا اللہ“ کہے اللہ اس کی مغفرت کر دیتا ہے اور جس کے لئے اتنی بار کہا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے میں نے اتنی ہی بار ”لا الہ الا اللہ“ پڑھا اور اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ تھی میں اپنے رفقاء میں سے ایک رفیق کے یہاں دعوت میں گیا ان میں ایک وہ نوجوان بھی تھا جس کے کشف کا شہرہ تھا وہ کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں پڑھے ہوئے کلمہ طیبہ کا ثواب اس کی

ماں کو بخش دیا وہ نوجوان اسی وقت ہنسنے لگا اور کہنے لگا اب میں اپنی ماں کو اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے پہچانی۔

بعض احادیث میں ستر ہزار کے علاوہ ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر میت کو بخشنے کا ذکر ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اس کے باعث میت کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

عرس اولیاء اللہ:

تمام سلاسل طریقت میں معمول ہے کہ جس تاریخ پر کسی بزرگ کا وصال ہوا اس تاریخ پر عام و خاص مسلمان مجتمع ہو کر ختم کلام پاک کرتے ہیں۔ مجالس ذکر نبویہ منعقد ہوتی ہیں مواعظ حسنہ کا سلسلہ رہتا ہے، جس میں احکام خدا اور رسول پاک کے خصائل بیان کئے جاتے ہیں۔ بقیہ اوقات میں اذکار جلی وغیرہ کئے جاتے ہیں یہ معمول صحیح و مستحب ہے جس کی سند موجود ہے۔

عن عباد بن ابی صالح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشهداء باحد علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار قال و جاء ہا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان۔ (۳۰۲)

عباد بن ابی صالح سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے اور ”سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار“ فرماتے اور ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

فلما قدم معاویۃ بن سفیان حاجا جاءہم قال و ماکان

(۳۰۲) وفاء الوفاء: ج ۳، ص ۹۳۲، الفصل السابع فی فضل احد و الشهداء، دار احیاء التراث العربی، بیروت

النبي صلى الله عليه وسلم اذا واجه الشعب قال سلام عليكم بما صبرتم فنعم اجرا العالمين. (۳۰۳)
 جب حضرت معاویہ حج کے لئے آئے اور مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ بھی شہداء احد کے پاس آئے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھاٹی کے سامنے تشریف لاتے تو سلام علیکم فنعم عقبی الدار فرماتے۔

حدیث مذکور میں لفظ رأس کل حول کو سامنے رکھ کر حضرات اولیاء اللہ اور علمائے متقدمین نے اعراس کی ترویج فرمائی اگر بنظر عمیق عرسوں کی حقیقت پر نگاہ ڈالی جائی تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اعراس دراصل سال کا ایک عظیم الشان اجتماع تھے جن میں حضرات مشائخ اپنے خلفاء و مریدین کا تزکیہ روحانی فرما کر تبلیغی میدانوں صحراؤں میں روانہ کرتے تھے اور ان مقدس مجالس عرس میں تبلیغ دین اور تزکیہ روحانی کے احکام صادر کئے جاتے تھے آج بھی اگر ہماری خانقاہوں کا وہی اگلا سا نظام قائم ہو جائے اور حضرات مشائخ کرام اپنے اسلاف کبار کی تبلیغی حیات پر نظر فرما کر سعی کریں موجودہ دور کی لاندہیت دور ہو جائے اور پھر اہل زمانہ کو انھیں کمبل پوشوں کے قدموں پر سراطعت خم کرنا پڑے۔

اعراس شریفہ کی محافل میں جس قدر مواعظ وغیرہ ہوتے ہیں وہ اراتمدوں اور مریدین کے اندر مذہبی کیفیت و جوش پیدا کرتے ہیں پھر ان مواقع پر ہزاروں وہ غرباء جو قوت لایموت کو ترستے ہیں ان کے پیٹ بھرنے کا سامان ہو جاتا ہے۔ البتہ ان اعراس کو ناچ رنگ کی محفل بنانا اور ایسے امور کا ارتکاب کرنا جو شریعت کے خلاف ہوں ممنوع ہے مثلاً مزارات و اعراس پر عورتوں کا کثرت سے بے نقاب و بے پردہ آنا اور مردوں کے مجمع میں بغیر حجاب کے شریک ہونا غیر صحیح ہے اور اس کا یہ سبب ہے کہ آج ہمارے ہاتھ میں نہ تو کوئی قوت نفاذ یہ ہے اور نہ احکام اسلامی کے حدود و اجراء کی کوئی طاقت جب تک یہ نہ ہو حضرات علماء و مشائخ کرام کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور سے روکیں اور اپنے مواعظ میں اس کی تبلیغ

(۳۰۳) مرجع سابق

کریں عورتیں اگر شرکت بھی کریں تو ان کی نشست مردوں سے قطعاً علیحدہ ہونی چاہئے۔
سراج الہدایہ میں ہے:

و یحتاط فی ساعة نقل ارواح فانہ ارواح الموتی یاتون
فی ایام العرس فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک
الساعة فان بذلک تفرح ارواحہم و ان فیہ تاثیرا بلیغاً.
اور جس وقت روح منتقل ہوتی ہے اس وقت کی احتیاط کی جائے کیونکہ
مردوں کی روحیں عرس کے دنوں میں ہر سال اس وقت جب کہ روح نکلی
تھی اپنی جگہ پر آتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں اور اس میں تاثیر بلیغ ہے۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

”ازینجاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں و التزام
فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار
و اولاد و منتسبان ایشاں“

ترجمہ: مشائخ کرام کے عرس کا اہتمام کرنا ان کے قبور کی زیارت پر ہمیشگی
کرنا فاتحہ خوانی کا التزام کرنا ان کے واسطے صدقہ دینا ان اولیاء کرام کے
آثار اور اولاد اور متعلقین کی تعظیم کرنا اسی وجہ سے بہتر ہے۔

غرض نفس عرس کا مسئلہ اپنی جگہ صحیح ہے اور ارواح اولیاء اللہ کا ان مواقع پر قبر میں آنا
ثابت ہے، تاریخ انتقال کی احتیاط کی جانے کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس وقت اس ولی کا
وصال ہوا ہے اس موقع کو فراموش نہ کیا جائے بلاشبہ وہ وقت باعث برکت ہے۔
آج تو مانعین و منکرین کا یہ حال ہے کہ وہ مشرکین ہند کے سالانہ جلوس جو مہینوں
اور تاریخوں کی قید سے ہوتے ہیں ان میں نہ صرف یہ کہ شرکت کرتے ہیں بلکہ قومی فریضہ
ٹھہراتے ہیں۔

چادریں چڑھانا:

اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر ڈالنا جائز ہے جس کی غرض میت کی عظمت و توقیر ہے ائمہ مجتہدین نے غلاف کعبہ سے استناد فرمایا، چنانچہ اس باب میں مختصراً احکام درج کئے جاتے ہیں۔ تنبیح الفتاویٰ الحامدیہ میں علامہ محمد بن عابدین نے کشف النور عن اصحاب القبور مصنفہ امام علامہ نابلسی قدس سرہ سے نقل کیا ہے۔

لكن نحن الان نقول ان كان القصد بذلك التعظيم في اعين العامة حتى لا يحتقروا صاحب هذا للقبر الذي وضعت عليه الثياب و العمام و جلب الخشوع و الادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم نافرة عن الحضور في التادب بين يدي اولياء الله تعالى المدفونين في تلك القبور كما ذكرنا من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغي النهي عنه لان الاعمال بالبنات و لكل امر مانوي. (۳۰۴)

لیکن ہم یہ کہتے ہیں اگر چادر وغیرہ ڈالنے سے عوام کی نظر میں مزارات اولیائے کرام کی عظمت پیدا کرنا ہوتا کہ جس مزار پر کپڑے عمامے رکھے دیکھیں اس کو ولی کا مزار جان کر تحقیر سے باز رہیں اور زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب پیدا ہو کہ مزارات اولیاء کے حضور میں ان کے دل ادب کے لئے تابعدار نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحيں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر وغیرہ ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے اس

(۳۰۴) کشف النور عن اصحاب القبور: علامہ نابلسی، ص ۱۰

کی نیت کا بدلہ ہے۔
رد المحتار میں ہے:

ولكن نقول الان اذا قصد به التعظيم في عيون العامة كي لا يحتقروا صاحب القبر و لجلب الخشوع والادب للغافلين الزائرين فهو جائز. (۳۰۵)
لیکن اس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر چادر وغیرہ ڈالنے سے عوام کی نگاہ میں مزارات کی عظمت پیدا کرنا ہو، تاکہ وہ تحقیر نہ کریں صاحب قبر کی اور غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب پیدا ہو تو یہ جائز ہے۔
البتہ چادروں کا جلوس طوائفوں وغیرہ کے ساتھ نکالنا قطعاً جائز ہے۔

چراغاں کرنا:

خانقاہوں یا قبرستان میں جہاں ایام اعراس میں زائرین کا اجتماع ہوتا ہے لوگ نماز پڑھتے ہیں تلاوت کلام پاک کی جاتی ہے رات کو بیٹھ کر ذکر کیا جاتا ہے نعت و مناقب نبویہ اور مواظبت حسنہ کی مجالس منعقد ہوتی ہیں روشنی یا چراغاں کرنا صحیح و درست ہے تاکہ زائرین کو دشواری نہ ہو علمائے متقدمین نے حضرت تمیم داری صحابی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے جو انھوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کر کے کیا سندی جاتی ہے۔
علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں:

وكان تميم الداري من افاضل الصحابة و له مناقب و هو اول من اسرج المسجد.
حضرت تمیم داری افاضل صحابہ میں صاحب مناقب صحابی ہیں اور وہ پہلے صحابی ہیں جنھوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کیا۔
انھیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابہ فی معرفة

(۳۰۵) رد المحتار: ابن عابدین، ج ۵، ص ۳۱۹، مطبع عثمانیہ، استنبول ۱۳۲۷ھ

الصحابہ میں جو تحریر ہے اس کا ہم ترجمہ نقل کر رہے ہیں۔
 تمیم داری کے غلام سراج نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 خدمت میں حاضر ہوئے ہم تمیم داری کے پانچ غلام تھے میرے آقا نے
 مجھے حکم دیا تو میں نے مسجد نبوی کوزیتون کے تیل کے چراغوں سے روشن
 کر دیا اس سے پہلے خرما کی لکڑی جلتی تھی پس حضور پاک نے دریافت
 فرمایا کہ ہماری مسجد کو کس نے جگمگادیا تمیم داری نے کہا میرے غلام نے اور
 میری طرف اشارہ کر کے مجھے بتایا حضور نے میرا نام دریافت فرمایا میں
 نے اپنا نام فتح بتایا تو حضور نے فرمایا نہیں اس کا نام سراج ہے۔
 اسی واقعہ سے علمائے کرام نے چراغاں کرنا جائز و مستحب قرار دیا۔
 مجمع البحار میں ہے:

انکان فیہ مسجدا وغیرہ ینتفع فیہ لتلاوة او لذكر فلا
 بأس بالسراج فیہ
 اگر قبرستان میں مسجد وغیرہ ہو کہ اس میں تلاوت و ذکر سے نفع حاصل کیا
 جائے تو وہاں چراغ میں حرج نہیں۔
 حدیقہ ندیہ میں ہے:

و اما اذا كان موضع القبور مسجدا او على طريق او كان
 هناك احد جالس او كان قبر ولی من الاولیاء و عالم من
 المحققین تعظیما لروحہ المشرقة على تراب جیدہ
 کاشراق و الشمس على الارض اعلاما للناس انه ولی
 لیتبرکوا و یدعو الله تعالى عندہ فیستجاب لهم فهو
 امر جائز لا منع منه و الاعمال بالنیات.
 عارف باللہ حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبرستان میں

چراغ جلانے کی ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ بالکل نفع سے خالی ہو ورنہ اگر وہاں مسجد ہو یا گذرگاہ یا وہاں پر کوئی بیٹھتا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک کہ اس خاک بدن پر اس طرح اپنا پرتو ڈال رہی ہے جیسے زمین پر آفتاب، اس کی تعظیم کے لئے چراغاں کیا جائے تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز ہے جس کی ہرگز ممانعت نہیں اور ہر کام کا دار و مدار نیت پر ہے۔

اس عنوان کے سلسلہ میں مانعین اس حدیث شریف کو پیش کرتے ہیں جس میں خاص قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت کی گئی ہے لیکن قبر یا مقبرہ میں بغرض دینی ہو تو ممانعت نہیں۔

اس زمانہ میں یہ مانعین بجلی کے ہزاروں قلموں کو روشن کر کے اپنی کانفرنسوں کی رونق دو بالا کر کے اور مجمع کی سہولت کی خاطر ہزاروں روپیہ روشنی کی نذر کر دیتے ہیں، جہاں یہ غرض ہو کہ زائرین آرام سے تلاوت کلام پاک کریں، نماز ادا کریں، آسانی سے راتوں کو چل پھر سکیں، موذی کیڑوں سے روشنی کے باعث محفوظ ہو جائیں، وہ روشنی ممنوع بتائی جائے؟ اگر جلسوں کانفرنسوں کی روشنی اس لئے جائز ہے کہ سامعین کو سہولت ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ مقابر میں آنے جانے والوں اور ختم کلام پاک کرنے والوں کے لئے چراغاں ناجائز ہو۔

گیارہویں شریف:

حضرت دستگیر عالم حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو ایصال ثواب کی غرض سے گیارہویں شریف منعقد کرنا باعث برکت و ثواب ہے اور اس کی مداومت تاثیر عجیب رکھتی ہے جس کی ممانعت میں نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث۔ سابقہ اوراق میں ہم نے ایصال ثواب کی احادیث ذکر کر دی ہیں مختصراً یہاں بھی

اس کا ذکر کئے جاتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ اور پیر کے دن کے روزہ کا تعین فرمایا، اس طرح حضرت عثمان بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کی اس درخواست کو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مکان کے ایک گوشہ میں نماز پڑھیں آپ نے قبول فرمایا اور نماز کی جگہ متعین فرمادی، اسی طرح مسجد قبا جانے کے لئے ہفتہ کا دن متعین کیا۔

غرض گیارہویں شریف بارہویں شریف وغیرہ کا بغرض ایصالِ ثواب و نفعِ اموات و احیاء منعقد کرنا غرائب کو ایصالِ ثواب کے بعد طعام تقسیم کرنا ثواب شرعی کی ایک قسم ہے، جس کا انکار مضامین قرآن و احادیث و اجماع امت کے مخالف ہے اسے مطلقاً بدعت و حرام بتانا جہالت ہے کیا ہر بدعت گمراہی ہے؟

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح مقرر کی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان ثانی قائم کی اور اسی طرح دوسرے اور امور کیا، معاذ اللہ ان اکابر کو بدعتی کہا جاسکتا ہے؟۔ قرآن کریم پر اعراب لگانا، صرف و نحو کی تعلیم حاصل کرنا، جمعہ کی تعطیل، نمازوں کے اوقات کا گھنٹوں گھڑیوں کے حساب سے مقرر کرنا، رسائل و اخبارات کے سالنامے نکالنا اور اخبارات کے لئے پابندی نظام اوقات کے لئے ہر معینہ تاریخ پر شائع کرنا، کانفرنسوں اور جلسوں کے لئے قبل سے تواریخ و سال کا تعین کرنا، شعبان کے مہینہ میں خصوصیت سے امتحانات مدارس کا ہونا اور تعطیل کیا جانا، یہ وہ سب امور ہیں جن پر مانعین کا عمل ہو رہا ہے۔ اگر یہ امور مروجہ صحیح اور بدعت نہیں ہیں تو پھر گیارہویں اور بارہویں شریف کیونکہ بدعتِ سیدہ ہو سکتی ہیں۔ اکابر علمائے محققین نے اس بارے میں کافی مواد جمع فرمادیا ہے جسے بخوف طوالت کتاب ہم نے ترک کر دیا ہے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شہید اللہ کی بحث:

صاحبِ قبر کو اپنی مصیبت کے وقت ندا کرنے کا بیان سابقہ اوراق میں درج کیا جا چکا ہے، موجودہ عنوان کے تحت اس کا اعادہ تطویل کا باعث ہوگا اس لئے ہم یہاں ان میں

کی بعض احادیث اور بعض اشعار اور دوسرے اقوال علماء نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ ندا غیر اللہ اس عنوان میں بخوبی واضح ہو جائے۔

صاحب حصن حصین بسند حدیث نقل فرماتے ہیں جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا اہم ضرورت پیش آئے تو کہے۔

۱۔ ”یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی عباد اللہ اعینونی (۳۰۶)

صاحب حصن حصین نے بسند صحیح حدیث نقل فرمائی۔

من كانت له ضرورة فليتوضأ فليحسن وضوئه و صلى ركعتين ثم يدعوا (۳۰۷)
جب کسی کو کوئی ضرورت لاحق ہو تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھ کر ذیل کی دعائیں گے۔

۲۔ اللهم انی اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الى ربك فی حاجتی هذه لتقضى لی اللهم فشفعه فیّ. (۳۰۸)

حدیث (۱) میں لفظ یا عباد اللہ تین بار کی تکرار سے اور وہ بھی غائب بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور حدیث (۲) میں لفظ یا محمد کے ساتھ نفس مسئلہ ندا غیر اللہ کو اچھی طرح ثابت و صحیح قرار دیتا ہے صحابہ کرام نے اس دعا کو بعد وصال بھی لوگوں کو بصارت چشم کے لئے بتایا اگر معاذ اللہ یا محمد کہنا بعد وصال حرام و شرک ہوتا تو اصحاب کبار کیوں اس عمل کو جاری فرماتے۔

اسی طرح حضرت نابغہ صحابی رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر ہم نے کتاب استیعاب سے

(۳۰۶) الحصن الحصین: المنزل الرابع ما يقال اذا انفلت الحيوان، ص ۱۲، مطبع انوار محمدی، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

(۳۰۷) الحصن الحصین: المنزل الخامس، ص ۱۵۱، مطبع نجم العلوم، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

(۳۰۸) مرجع سابق

حیات النبی کے عنوان میں جو درج کیا اس میں صاف و صریح الفاظ میں مزار مبارک سے ندا ہے پھر یہاں درج کرتے ہیں:

فيا قبر النبی و صاحبيه الا يا عوننا لا تسمعونا (۳۰۹)
علامہ قاضی عیاض شفا میں نقل فرماتے ہیں:

ان عبد الله بن عمر خدرت رجله فقيل له اذكر احب
الناس اليك يزل عنك فصاح يا محمداه (۳۱۰)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سو گیا تو ان سے کہا گیا کہ جو تمہیں
تمام انسانوں میں زیادہ محبوب ہو اسے یاد کرو پس انھوں نے بلند آواز سے
کہا یا محمداه۔

جدی و مولائی حضرت تاج العرفاء مولانا فضل رسول البدایونی رضی اللہ عنہ نے
اپنی کتاب بوارق محمدیہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسب ذیل اشعار تحریر فرمائے۔
الا يا رسول الله كنت رجائنا و كنت بنا برا ولم تك جافيا
يا رسول الله آپ ہماری امید تھے اور ہم پر رحیم تھے اور ہم پر ظلم کرنے والے نہیں تھے۔
و كنت رحيمًا هاديا و معلما ليبيك عليك اليوم من كان بلكيا
آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے آج کے دن آپ پر رونے والے رو رہے ہیں۔
عليك من السلام تحيته و ادخلت جنات من العدن راضيا
آپ پر سلام ہو اور آپ جنات عدن میں رضا مند ہو کر داخل ہوں۔
حضرت امام یافعی فرماتے ہیں:

يا واحد الدهر يا عين الوجود ويا عبث الانام و هادي كل جيران
اے یکتائے زمانہ اے عین وجود اور اے مخلوق کے فریادرس اور ہر متحیر کے ہادی۔

(۳۰۹) الاستيعاب في معرفة الاصحاب: ابن عبد البر، ج ۴، ص ۵۱۸، دار الجیل، بیروت
(۳۱۰) تصحیح المسائل: از حضور سیف اللہ السلول علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ، ص ۶، مطبع گلزار حسن، بحوالہ شفاء

صاحب مواہب سیدی علی بن وفا کے شعر نقل فرماتے ہیں:

الایا صاحب الوجه الجمیل سالتک ما بقیت وانت روحی
اے روشن چہرے والے میں آپ سے مانگتا رہوگا جب تک زندہ ہوں آپ میری روح
ہیں۔

متی غاب شخصک عن عیانی رجعت فلاتری الا صریحی
جب آپ کا وجود میرے سامنے سے غائب ہو جائے گا میں لوٹ آؤں گا پس میری قبر کے
سوائے کچھ نہیں دیکھئے گا۔
علامہ بوصری فرماتے ہیں:

یا اکرم الخلق مالی من الودبہ سواک عند حلول الحارث العم (۳۱۱)
اے مخلوق میں سب سے مکرم ذات حوادث زمانہ کے اترنے کے وقت کون ہے جس کی میں
پناہ حاصل کروں۔

صاحب قصیدہ ہمزیہ فرماتے ہیں:

یا رحیما بالمؤمنین اذا ما ذہلت عن ابنائہا الرحماء
اے مسلمانو پر رحیم جس وقت رحم کرنے والے اپنے بیٹوں کو بھول جائیں۔
یا شفیع فی المذنبین اذا ما اشفق من خوف ذنبہ البرا
اے گنہگاروں کی سفارش کرنے والے جس وقت کہ گناہوں کے خوف سے اچھے لوگ
ڈریں۔

شاہ ولی اللہ صاحب اپنے قصیدہ الطیب النعم میں فرماتے ہیں:

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر مامول ویا خیر واہب
اے مخلوق میں سب سے بہتر اور بہترین امید اور سب سے بہتر بخشش اور عطا کرنے
والے اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

(۳۱۱) قصیدہ بردہ: شعر ۱۵۳

و یا خیر من یرجی لکشف زریة و من جوده فلق من جود السحاب
اے ان لوگوں میں سب سے بہتر کہ جن سے مصیبت کے دور کرنے کی امید کی جاتی ہے اور
وہ کہ جن کا وجود بارشوں کے وجود سے فوقیت لے گیا۔

حضرت امام شافعی نے حضرات اہل بیت کی قبور سے ”یا“ کے ساتھ جس طرح
خطاب فرمایا اسے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

یا اهل بیت رسول الله حبکم فرض من الله من القرآن انزلہ
اے رسول اللہ کے گھر والو! تمہاری محبت اللہ کی جانب سے فرض ہے اس نے اسی قرآن
میں اتارا ہے۔

کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوة له
ترجمہ: تمہاری عظمت قدر کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز
ہی نہ ہوئی۔

مذکورہ بالا کلام سے ندا کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اہل
بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پکارنا ثابت و روشن ہو گیا پس انھیں کے اس فرزند محترم کو جو
تمام اولیائے کاملین کا سردار ہے اور جس کا ارشاد ہے ”قدمی هذه على رقبة كل ولی
الله“ اور جو یہ فرماتا ہے: ”یدی علی مریدی کالسماء علی الارض“ (میرا ہاتھ
اپنے مرید پر اس طرح ہے جیسا کہ آسمان زمین پر ہے۔) جس کا سلسلہ شریفہ تمام سلاسل
طریقت کا مرکز اصلی، اسے یا شیخ عبدالقادر جیلانی ہینا اللہ کہہ کر پکارنا ہر طرح صحیح ہے سلسلہ
قادریہ میں یہ ذکر شریف عجیب تاثیر اور جامع البرکات مانا گیا ہے جس کے پڑھنے کے
مختلف طریقے ہیں ان کی نقل کی گنجائش نہیں۔ اب ذیل میں فقہائے کرام کے اقوال اس
بارے میں درج کئے جاتے ہیں۔

فقہ حنفی کی کتابوں میں فتاویٰ خیرہ معتبر اور صحیح کتاب ہے اس میں ہے:

اما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء و اذا اضیف الیه شیئا

للہ فہو طلب شیء اکراما للہ فما الموجب لحرمتہ . (۳۱۲)
اہل اسلام کا قول یا شیخ عبدالقادر ایک ندا ہے اور جب اس کی طرف شینا
للہ ملا دیا جائے تو طلب شیء اکراما ہے اس کے حرام ہونے کا کونسا موجب
ہے۔ (کوئی نہیں)

شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک یا علی پکارنا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:
ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ وایشاں بعمل آنچہ در جواہر
خمسہ اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکدیری عن الشیخ احمد القشاشی عن
الشیخ احمد الثناوی وایضاً در سفر حج چوں بر لاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید
لاہوری یافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال
جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند۔ (۳۱۳)

فقیر نے اس خرقہ کو شیخ ابوطاہر کردی کے دست مبارک سے حاصل کیا اور
انہوں نے جواہر خمسہ میں اس کی اجازت دی ہے شیخ ابراہیم الکدیری سے
انہوں نے شیخ احمد القشاشی سے انہوں نے شیخ احمد ثناوی سے، حج کے سفر
میں جب میں لاہور پہنچا شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی انہوں نے
دعائے سیفی کی اجازت دی بلکہ تمام اعمال جواہر خمسہ اور اپنی سند بیان کی۔
شاہ صاحب دعائے سیفی کی ترکیب یوں تحریر فرماتے ہیں:

ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند و آن این است
وظیفہ ناد علی سات بار یا سہ بار یا ایک بار پڑھے اور وہ یہ ہے۔

ناد علیا مظهر العجائب تجده عوناً لك فی النوائب

(۳۱۲) فتاویٰ خیرہ: ج ۲، ص ۲۸۲، مطبوعہ ارگ بازار، قندھار (افغانستان)

۳۱۳۔ انتباہ الاذکیاء فی سلاسل اولیاء اللہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وظیفہ نادعلی عجائب خوارق مظہر ہے تو ان کو مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا۔
 کل ہم و غم سینجلی و لایتک یا علی یا علی یا علی
 ہر غم و الم دور ہوتا ہے حضرت علی کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی
 نادعلی کے الفاظ یا علی یا علی یا علی کی تکرار اور دوسرے الفاظ خطاب پر مانعین
 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو بھی مشرک ٹھہرائیں گے یا نو من ببعض و نکفر
 بعض کے مصداق ان کے بعض اقوال پر ایمان اور بعض سے انکار کریں گے۔ یہی شاہ صاحب
 انتباہ میں، یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں:
 بعض اصحاب طریقہ قادریہ برائے حصول مہمات ختم بایں طور میکند
 بعض قادریہ طریقت والے بڑے مقاصد کے حصول کے لئے اس طریقہ
 سے ختم کرتے ہیں۔

اول دو رکعت نفل بعد ازاں یک صدویازدہ بار درود و بعد ازاں یک صدو
 یازادہ بار کلمہ تجید، و یک صدویازدہ بار شینا اللہ یا شیخ عبد القادر جیلانی خواندہ۔
 پہلے دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف
 پڑھے ایک سو گیارہ بار کلمہ تجید اور ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبد القادر
 جیلانی شینا اللہ پڑھے۔

طبقات حسامیہ میں خواجہ کلاں صاحبزادہ خواجہ باقی باللہ علیہما الرحمہ نے حضور سیدنا
 غوث اعظم رحمہ اللہ علیہ کے مناقب میں تحریر فرمایا:

و خود زیادہ برائیں چہ منقبت خواہد کہ خواص و عوام حریمین الشریفین یادوے را
 عقب یاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدارند و در پیش آمد ہر اوا التجا بدرگاہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از استعانت میجویند و ہر کہ در آن مقامین طہیین ست بہ
 شینا اللہ یا شیخ عبد القادر متززم و متزعم است۔

اس سے زیادہ منقبت کیا ہوگی کہ حریمین شریفین کے خواص و عوام پیغمبر خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد کے بعد آپ کو یاد رکھتے ہیں ہر آنے والی مصیبت کی التجا رسول خدا کی بارگاہ میں کرتے ہیں ان دونوں پاکیزہ مقامات پر لوگ یا شیخ عبدالقادر شینا اللہ پڑھتے ہیں۔

صاحب ہجرت الاسرار نے حضور سیدنا غوث اعظم سلطان الاولیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے نقل فرمایا اور حضرت شیخ الہند شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار میں اس کا تذکرہ فرمایا خود شیخ فرماتے ہیں۔

جو کچھ خدا سے چاہو میرے وسیلہ سے چاہو تو تمہارا چاہا پورا ہوگا نیز فرماتے

ہیں:

جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے وہ مصیبت دور ہو جائے جو شدت غم

میں میرے نام سے مجھے پکارے اس سے وہ شدت دور ہو جائے۔

انشاء اللہ آپ کا فیض باطنی الی یوم القیامۃ جاری رہے گا اور ان کی شفقت و کرم سے ہم قادری غلام میدان حشر میں اپنے آقا و مولیٰ کے لوائے طریقت قادریہ کے زیر سایہ ہوں گے۔

تہی دستان قسمت را چہ سودا ز رہبر کامل۔ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را
ہمارے خاندان عالیہ قادریہ کے اجداد کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلمی رسائل میں بارگاہ غوثیت میں پیش کرنے والے معروضات اور قصیدہ غوثیہ شریف جو جامع البرکات ہے تفصیل سے درج ہیں جنہیں استصواب کرنا ہو اور جن قلوب میں نسبت و ارادت کے ساتھ جذبات عقیدت موجزن ہوں وہ فقیر سے دریافت کر سکتے ہیں۔

ہدیہ بروح حضور غوث الثقلین:

میں اس آخری عنوان کی بحث کو ختم کرتے ہوئے اپنی پوری تالیف کو بارگاہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ میں نذر کرتا ہوں اور اپنی تمام معصیت شعاریوں اور بشری کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اے رضوان الہی اور رحمت نبوی میں آرام

فرمانے والے! میں گنہگار خاطمی ہوں، عمل و کردار کے لحاظ سے بھی تہی دامن، شینا اللہ یا شیخ عبد القادر جیلانی آپ کو آپ ہی کا واسطہ، آپ کی ریاضت و عبادت، زہد و تقویٰ کا صدقہ مرتبہ ولایت کا تصدق، ان شب گزار اوقات کا صدقہ جس میں آپ نے تقرب الی اللہ فرما کر محبوبیت سبحانی کا لقب پایا اور سارے جہان کے اولیاء اللہ کے سردار ہوئے، اس لعاب دہن کا صدقہ جس کے قطرات نے آپ کو خطیب عصر بنادیا۔ اللہ ایک نظر کرم ہو ہاں اس کا طفیل جسے آپ نے مظہر حق بنادیا۔ فضل رسول کا خطاب عطا فرما دیا اس کا واسطہ جس کے مقام عبدیت کو مکمل فرما کر عبدالمقتدر بنادیا اور اس کا واسطہ جو اپنی سیرت و کردار میں اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مظہر تھا اور اطاعت نبویہ کا سراپا بن کر مطیع الرسول کہلایا۔ واسطہ اس کا جس نے عقائد حقہ کی خدمت میں وطن سے دور ہو کر اشارہ پٹنہ میں اپنی جان کو نذر کر کے مقام شہادت حاصل فرمایا اور جسم کا ایک ایک حصہ قطع ہوا۔ یا قیوم تجھے اسی شہید عشق عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ مجھے بھی دولت دارین حاصل ہو، زبان و قلم، عمل کی ہر حرکت، زندگی کے ہر لمحہ میں تمہارا جلوہ ہو، دین کے زندہ کرنے والے سیدنا محی الدین رضی اللہ عنہ آپ نے دین کے مردہ قالب میں جان ڈالی آج بھی دین متین کفار و اعداء کے نرغہ میں ہے۔ مسلمان بے سہارا ہے اور سب سے زیادہ ہیبت ناک امر یہ ہے کہ وہ دین سے برگشتہ ہوتا جا رہا ہے۔ واسطہ اپنے جد اعلیٰ، کربلا کی پتی زمیں میں کلمہ اسلامیہ کو بلند کرنے والے سیدنا امام حسین امام عالی مقام کا ان کے ٹپکتے ہوئے قطرات خون کا، ننھے ننھے صاحب زادوں کے مشک ہونٹوں، تڑپتی لاشوں کا اسلام اور مسلمانوں کی نصرت فرمائیں۔ ہمیں اطاعت نبویہ کے جذبات عطا فرمائیں۔ جس طرح اپنے محبوب اور میرے جد اعلیٰ حضرت سیف اللہ المسلول رضی اللہ عنہ کو دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزنش اور ان کے فتنوں کے استیصال پر مامور فرما کر دشمنوں پر غالب و منصور فرما دیا تھا۔ مجھے بھی وہ دولت عطا ہو اور آپ کے خدام آپ کے مبارک طریقوں کے بقا و احیاء میں کامیاب ہوں۔

ہم نے دور موجودہ میں قیام حکومت اسلامیہ کے تصورات اپنے دماغوں میں قائم کئے ہیں اور کچھ سطحی جدوجہد شروع کی ہے شیعہ اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی ہمیں ان عزائم میں برکت ہو اور اپنی ہر سعی میں مذہب اور اس کے احکام کو مقدم رکھیں۔

میں اپنی اس حقیر تالیف کو آپ کے حضور پیش کرتا ہوں اور معروضہ کرتا ہوں کہ یہ خدمت مقبول ہو اور لوگ اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کریں۔

آپ کے دونوں غلام عابد میاں سلمہ و زاہد میاں سلمہ جن کے لئے یہ تالیف مرتب کی ہے ان پر نظر کرم رہے دونوں علوم دینی و روحانی سے بہر یاب ہوں آگے بڑھ کر وہ کام کریں جو آپ کے پسندیدہ خاطر ہوں آخر میں اپنے تمام متوسلین سلسلہ اعزہ واجباب مسلمانوں کے حسن خاتمہ کی دعا کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی



مادہ تاریخ

از: جناب یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری بدایونی

فاضل دیں مولوی حامد میاں فخر ملت نازش ہندوستان
یادگار حضرت فضل رسول نو بہار گلشن تاج الفحول
فیضیاب علم و فضل مقتدر مرکز شیرازہ ہائے منتشر
واعظ و قاری و بے ہمتا خطیب صاحب تصنیف ذی رتبہ ادیب
آپ اس عہد رواں کے ہیں امام آپ کی تقریر ہے مقبول عام
چھپ چکے اکثر رسائل آپ کے حجت حق میں دلائل آپ کے
آپ کو آیا بہ لطف ذو الجلال خود ہی تصحیح عقائد کا خیال
جمع اسلامی عقائد کر دیئے دولتِ ایماں سے سینے بھر دیئے

ہے سن تصنیف پر مائل جو دل
رکھے تصحیح العقائد مستقل

۶۲ ھ ۱۳

☆☆☆

مادہ تاریخ

از: جناب مولوی حاجی عبدالجامع صاحب قادری برکاتی، جامی بدایونی

حضرت حامد نے فرمائی وہ تصنیف لطیف
دیکھ کر ہوتی ہے جس کو پختگی ایمان کی

منطقی بحثیں نہیں، الجھی ہوئی باتیں نہیں
ہر سند میں آیت قرآن ہے یا قول نبی

پشمہ نور حقیقت ہے حقیقت میں کتاب
نقطہ نقطہ سے نمایاں معرفت کی روشنی

سال تصحیح العقائد کی عبث جامی ہے فکر
کہ رقم تصدیق تصحیح عقائد ہوگئی

۶۲ ھ ۱۳

☆☆☆

از: جناب مولوی مجتہد الدین صاحب عیش بدایونی

کتاب خوب و زیبا داد ترتیب فقیہ و عالم دیں عبد حامد
پے تاریخ سالش گفتم اے عیش احق تالیف تصحیح العقائد
۱۳۶۲ھ

☆☆☆

سلطان المؤمنین مولوی خلیل الدین صاحب نوشتہ عباسی

عبد حامد قادری دامت علیہا فضل ہم یادگار حضرت قیوم و ماجد با خدا
عالم فرد زمان و فاضل یکتائے عصر حاجی و زائر امام و متقی حق آشنا
رات دن تصنیف اور تالیف ہی کام ہے ان کے ہاتھوں دین کی ترویج کا ہے سلسلہ
یہ جو تصحیح العقائد روبرو ہے آپ کے اہل سنت کے لئے ہے ایک شمع رہ نما
یا الہی اور ہو حسن رقم ان کا زیاد حی و قائم یہ رہیں قیوم بہر مصطفیٰ

از سر اسنت نوشتہ خود کہا تاریخ نے

کیسی خوبی سے رسالہ یہ عقائد کا لکھا

۱۳۶۲ھ

☆☆☆

فہرست مراجع

- ۱- صحیح بخاری،
- ۲- صحیح مسلم،
- ۳- جامع ترمذی: کتب خانہ رشیدیہ، دہلی
- ۴- ابن ماجہ
- ۵- سنن دارمی: دارالفکر، بیروت
- ۶- قصیدہ بردہ: امام بوصری
- ۷- مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ
- ۸- المواہب اللدنیہ: مطبع پور بندر، گجرات
- ۹- تفسیر بیضاوی: دارالفکر، بیروت
- ۱۰- جامع صغیر: امام جلال الدین سیوطی، مطبع البانی الجبلی، مصر
- ۱۱- المعجم الاوسط: طبرانی، دارالحرمین، قاہرہ
- ۱۲- تنویر الحکم فی جواز رؤیة و الملك: جلال الدین سیوطی، دارجوامع الکلم، قاہرہ
- ۱۳- مسند ابی یعلیٰ: دارالمأمون للطباعة ۱۹۸۴ء
- ۱۴- التذکرہ فی حدیث الضعفہ: دارجوامع الکلم
- ۱۵- المسلك المنقسط: ملا علی قاری، مطبع المرید، مکہ مکرمہ
- ۱۶- وفاء الوفاء: نور الدین علی بن احمد، دار احیاء التراث العربی، لبنان
- ۱۷- مسند بزار: موسسہ علوم القرآن
- ۱۸- انتباه الانبیاء فی حیوة الانبیاء
- ۱۹- زرقانی شرح مواہب
- ۲۰- المستدرک: امام حاکم
- ۲۱- الجواهر المعظم: دارجوامع الکلم، قاہرہ
- ۲۲- المعجم الصغیر: المکتب الاسلامی، بیروت ۱۹۸۵ء
- ۲۳- الحصن الحصین: نجم العلوم، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ
- ۲۴- الاقناع: السیوطی، مکتبہ الفاروق الحدیث، قاہرہ ۱۴۱۵ھ
- ۲۵- تفسیر عرائس البیان
- ۲۶- تفسیر کبیر، مطبع امیریہ، مصر
- ۲۷- تفسیر نسفی

| | |
|-----|--|
| ۲۸- | تفسیر خازن: مطبع امیریہ، مصر |
| ۲۹- | روض النضر شرح الجامع الصغیر |
| ۳۰- | کتاب الابرین |
| ۳۱- | المعجم الکبیر: طبرانی |
| ۳۲- | عمدة القاری شرح بخاری |
| ۳۳- | تفسیر فتح القدیر |
| ۳۴- | مرقات شرح مشکوٰۃ: ملا علی قاری، مطبع فیصل پریس، دیوبند ۲۰۰۵ء |
| ۳۵- | تفسیر روح البیان |
| ۳۶- | مسند احمد بن حنبل |
| ۳۷- | شفاء شریف |
| ۳۸- | الاصابه فی تمیز الصحابه |
| ۳۹- | سیرت ابن ہشام: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس |
| ۴۰- | الشماثل المحمدیہ: شاہ عبدالغنی |
| ۴۱- | فتح المبین، امام نووی |
| ۴۲- | المورد الروی: ملا علی قاری |
| ۴۳- | فیوض الحرمین: شاہ ولی اللہ |
| ۴۴- | الانتباه فی سلاسل اولیاء اللہ: شاہ ولی اللہ |
| ۴۵- | شفاء السائل: شاہ عبدالغنی |
| ۴۶- | موطا امام |
| ۴۷- | حجۃ البالغہ |
| ۴۸- | درمبین: شاہ ولی اللہ |
| ۴۹- | السنن الکبیر: دار الباز، مکہ مکرمہ |
| ۵۰- | مواد الانوار |
| ۵۱- | تفسیر درمکتون |
| ۵۲- | جامع المعجزات |
| ۵۳- | الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب |
| ۵۴- | فتح القدیر |
| ۵۵- | الجوہر المنظم |
| ۵۶- | شرح وقایہ |

| | |
|-----|---|
| ۵۷- | مسند الحارث |
| ۵۸- | کرامات اولیا |
| ۵۹- | شعب الایمان |
| ۶۰- | کفایۃ المعتقد |
| ۶۱- | قلاند الجوہر: مطبع عثمانیہ، مصر ۱۳۱۳ھ |
| ۶۲- | شرح الصدور |
| ۶۳- | الغیرات الحسان فی مناقب النعمان: ابن حجر عسقلانی، مطبع الخیریہ، مصر ۱۳۰۴ھ |
| ۶۴- | سنن ابوداؤد |
| ۶۵- | سفینۃ النجات |
| ۶۶- | توضیح الہدی باعمال اتقی |
| ۶۷- | رد المحتار: دار الطباعة المصرية، قاہرہ |
| ۶۸- | عین شرح ہدایہ |
| ۶۹- | در مختار |
| ۷۰- | عینی شرح کنز الدقائق |
| ۷۱- | حاشیہ الطحاوی: دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۵ء |
| ۷۲- | نوادرا الاصول |
| ۷۳- | فتاویٰ عزیز یہ |
| ۷۴- | فوائد: سعد بن علی زنجانی |
| ۷۵- | زبدۃ النصائح، شاہ ولی اللہ |
| ۷۶- | کشف النور عن اصحاب القبور، علامہ نابلسی |
| ۷۷- | فتح الباری شرح بخاری، ابن حجر عسقلانی |
| ۷۸- | مجمع البحار |
| ۷۹- | تفح المسائل: سیف اللہ المسلمول، علامہ فضل رسول بدایونی، مطبع |
| ۸۰- | بوارق محمدیہ، علامہ فضل رسول بدایونی |
| ۸۱- | اطیب النعم، شاہ ولی اللہ |
| ۸۲- | طبقات حسامیہ |
| ۸۳- | اخبار الاخیار، شاہ عبدالحق محدث دہلوی |
| ۸۴- | فتاویٰ خیریہ، ارگ بازار، قندھار |

☆☆☆

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

- ۱۔ **احقاق حق (فارسی)** - سیف اللہ المسلمول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
ترجمہ و تخریج، تحقیق: مولانا اسیدالحق قادری، صفحات - ۱۵۶، قیمت - ۶۰ روپے
- ۲۔ **عقیدہ شفاعت** کتاب وسنت کی روشنی میں -
سیف اللہ المسلمول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
تسہیل و تخریج: مولانا اسیدالحق قادری، صفحات - ۱۲۲، قیمت - ۴۰ روپے
- ۳۔ **مناصحة فی تحقیق مسائل المصاحفة (عربی)** -
تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
ترجمہ و تخریج: مولانا اسیدالحق قادری، صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰ روپے
- ۴۔ **طوابع الانوار (تذکرہ فضل رسول)** - مولانا انوارالحق عثمانی بدایونی،
تسہیل و ترتیب: مولانا اسیدالحق قادری، صفحات - ۱۰۴، قیمت - ۳۵ روپے
- ۵۔ **البناء المتین فی احکام قبور المسلمین** - مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی،
تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری، صفحات - ۴۰، قیمت - ۱۵ روپے
- ۶۔ **تذکار محبوب (تذکرہ عاشق الرسول)** مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی -
مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی، صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰ روپے
- ۷۔ **مدینے میں (مجموعہ کلام)** - تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
صفحات - ۶۸، قیمت - ۲۰ روپے
- ۸۔ **مولانا فیض احمد بدایونی** - پروفیسر محمد ایوب قادری،
تقدیم و ترتیب: مولانا اسیدالحق قادری، صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰ روپے
- ۹۔ **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ** - مولانا اسیدالحق قادری
صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰ روپے
- ۱۰۔ **مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی)** - محمد تنویر خان قادری بدایونی
صفحات - ۴۰، قیمت - ۲۰ روپے
- ۱۱۔ **سیرت مصطفیٰ (ﷺ) کی جھلکیاں (ہندی)** - محمد تنویر خان قادری بدایونی
صفحات - ۴۴، قیمت - ۲۰ روپے